تصویر ڈھاکہ از جانب دریا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

بعد حمد خداوند جل و علا و نعت حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرور
انبیا باعث تخلیق ارض و سما بندہ ابجد خوان۔ دبستان ہیچ مدانی و نسخہ
نویس مطب بے سوادی نقطہ موہوم و سہو العلم کاتب قدرت۔ امیدوار
رحمت خداوند ازلی۔ ڈاکٹر احمد علی خلف حاوی معقول و منقول
جامع فروع و اصول کشاف مفصلات تحریر و تقریر شاعر فقیہ النظیر منشی
رحمان علی مرحوم و مغفور متخلص بہ طیش متوطن ڈھاکہ مقامی
آرہ۔ ارباب دانش و بینش کے خدمت سراپا برکت مین عرض کرتا ہے
کہ قبلہ و کعبہ سیدی و مولائی جناب والد ماجد صاحب جنت
آرامگاہ نے بتاریخ ۳- جولائی سنہ ۱۹۰۰ء مطابق تاریخ ۱۹/ اساڑھ سنہ ۱۳۰۷ بنگلہ

مین اس دارِ ناپائدار سے رحلت فرما کر رہ گرائے ملک بقا ہوئے - کہ سنہ رحلت جناب ممدوح لفظ غفر اللہ ٗ سے ہویدا و آشکارا ہوتا ہے ۱۳۲۶ھ
حق سبحانہ و تعالےٰ اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و سلم کی روح پر فتوح کی طفیل مین جوار رحمت و عالی علیین مین جگہ مرحمت فرمائے آمین ثم آمین - حضرت ممدوح صاحب تصانیف کثیرہ تھے - آپ اپنے تصنیفات سے چند کتابین نظم و نثر مین اور ایک اُردو کا دیوان یادگار چھوڑ گئے - پہلی کتاب - گلزار نعت - مدح مین جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے - جس مین قصائد و غزلیات نعتیہ مندرج ہین - اور صدہا مرتبہ مطبع نظامی کانپور مین چھپ کر شائع ہو چکی ہے - اور عاشقان رسول نے ہاتھون ہاتھ خرید لیا اور اسوقت بھی اوسکی مقبولیت وہی ہے - دوسری کتاب گلدستۂ خیال - جو اسٹار آف انڈیا پریس آرہ مین مصنف موصوف کے حیات مین چھپ کر اشاعت پا چکی ہے - تیسری کتاب گلشن قدرت تعلیم اطفال کے بارے مین ایک عمدہ اور مفید کتاب ہے - وہ اسوقت زیر طبع ہے - انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب ہدیہ ناظرین کیجائیگی - چوتھے یہ کامل تواریخ ڈھاکہ - جسکے مطالعہ سے جناب مصنف موصوف کی وسعت نظر و مبلغ علم و کثرت معلومات و وفور استعداد ظاہر و ثابت

ہوتی ہے۔ اور حق یہ ہے کہ یہ تواریخ جناب مصنف مرحوم کی تمام عمر کی
محنت و جان فشانی کا اعلےٰ نتیجہ ہے۔ پانچوان دیوان طپش جو
ابھی تک حلیۂ طبع سے آراستہ نہین ہوا ہے۔

اس تواریخ کے چھپ کر شائع ہونے کا جناب قبلہ و کعبہ
موصوف کو از حد اشتیاق تھا۔ [illegible] مستعار
و عمر ناپائدار نے وفا نہ کی اور دل کی حسرت دل ہی مین رہ گئی۔
قبل از وقت معینہ کسی امر کا خواہش انسانی کے موافق ظہور پذیر ہونا
بحکم کُلُّ اَمرٍ مَرهُونٌ بِاَوقَاتِهَا کیا مستبعد ہے۔ چونکہ انسان کے بقاے
دوام و قیام نام و نشان کے ظاہرا دو ہی ذرائع معلوم ہوتے ہین
ایک اولاد صالح و برگزیدہ دوسرے تصانیف کارآمد و پسندیدہ
للّٰہ الحمد کہ جناب موصوف ان دونون باتون مین کافی طور پر بہرہ یاب
تھے۔ مگر چونکہ شق آخر الذکر مرجح تر ہے۔ باین سبب و نیز بعض بزرگان
و اعزہ و احباب کے اصرار سے مخصوص جناب فیض مآب عمیم الاخلاق
صمیم الاشفاق جناب مولوی سیّد فدا علی صاحب ڈپٹی کلکٹر و مجسٹریٹ
ضلع شاہ آباد و جناب سید اولاد حسن صاحب خان بہادر فرسٹ انسپکٹر
رجسٹریشن مشرقی بنگال و آسام کی مزید توجہ و التفات نے مجھے اس تاریخ
کے طبع کرانے کی جرأت دلائی۔ جناب خان بہادر موصوف کو حضرت والد

ماجد صاحب قبلہ وکعبہ سے غایت رسم وراہ وازحد باہم اتحاد و یکدلی تھی چنانچہ اس حقیر کے ساتھ بھی ہنوز وہی شفقت بزرگانہ کا برتاؤ فرماتے ہین۔ اور نیازمند اس کا یہ دل سے ممنون وشکر گذار ہے خلاصہ کلام مین نے انہین حضرات کے اصرار سے یہ تاریخ طبع کرائی کہ بزرگون کا امتثال امر بھی ہو اور جناب والد ماجد صاحب قبلہ وکعبہ کی روح مقدس بھی شاد ومسرور ہو۔ اور پبلک بھی اسکے مطالعہ سے فائدہ اوٹھائے۔ خداے پاک اپنی فیض عمیم سے اسے مقبول خاص و عام فرمائے۔

واضح راے ناظرین والاتمکین ہو کہ تاریخ ہذا مین بعض بعض باتین جو بہ لحاظ مذاق زمانہ و ضرورت فن تاریخ نظرانداز ہو گئے ہین اسکو نیازمند نے حسب موقع آجتک کے حالات بطور خود اضافہ کر دیا ہے۔ جس سے اب تاریخ ہذا پورے طور پر مکمل ہو گئی ہے۔

منشی رحمٰن علی صاحب طیش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

حمدِ خداوندِ کریم و نعتِ جناب سرورِ انبیا محمد مصطفےٰ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم و علےٰ آلہ و اصحابہ اجمعین کے بعد واضح ہو۔ کہ شہر ڈھاکہ تخمیناً تین سَو برس سے آباد ہے۔ اور قریب سَو برس کے بنگالہ۔ بہار اور اُڑیسہ اِن تین صوبون کا دارالسلطنت رہا۔ اِس مابین مین جتنے صوبہ دار دہلی سے یہان آئے۔ سب اپنے ساتھ ہر فرقے کے لوگون کو لاتے گئے۔ اور ہر فن و حرفہ کے لوگ یہان آکر بسے۔ اہلِ علم۔ اہلِ قلم اہلِ سیف۔ اہلِ حرفہ و صنعت۔ اہلِ تجارت۔ خیاط۔ زردوز۔ رفوگر۔ اربابِ نشاط۔ نان پز۔ حلوائی وغیرہ۔ سب دہلی سے آئے یہ شہر اُسوقت وسعت و آبادی اور علم و حرفت مین دہلی کا نمونہ تھا اور بڑے بڑے صاحب دولت اور امیر کبیر اِس شہر مین تھے۔ ہرچند کہ مرشدآباد کے دارالسلطنت بنگالہ ہونے کی وجہ سے اِس شہر کی آبادی گھٹتی گئی۔ مگر جسقدر لوگ یہان رہگئے۔ وہ سب اولاد

اُنھین لوگون کی ہین جو دہلی سے آگئے تھے۔ حرفت و صنعت ہنوز اِس شہر مین جسقدر باقی ہے بنگالے کے کسی اور شہر مین اسکی نظیر نہین ہے۔ چنانچہ زرگری۔ مرصع سازی۔ زردوزی رفوگری۔ چکن سازی۔ اور بادلہ کشی وغیرہ وغیرہ جیسی یہان ہوتی ہے۔ بنگالے مین اور کہین نہین۔ سوتی کپڑے کے باب مین تو ڈھاکہ لاجواب ہے۔ سارے ہندوستان اور دیگر ولایتون مین اِسکا نام مشہور ہے۔ اِنھین کپڑون کی تجارت کیواسطے غیر ولایت کی لوگون نے یہان آکر بذریعۂ تجارت لاکھون روپے کماکے اور بڑی بڑی زمینداریان اور کائینات حاصل کین۔ مغل۔ گریک ارمنی۔ انگریز۔ فرانسیس۔ پرتگیز۔ ڈینمارک وغیرہ سب انھین۔ کپڑون کی تجارت کیلیے یہان آئے۔ اور بڑے امیر وکبیر ہوگئے۔ اسلامی سلطنت کے قبل اطراف شہر کا ایک ایک پرگنہ ہر ہر وقت مین دارالسلطنت بنگالے کے نام سے مشہور رہا جیسا سونارگانون۔ بکرم پور۔ اور بھوال وغیرہ مسلمانون کی عملداری مین بھی اُنھین دارالسلطنت قایم رہی۔ افغانون کے عہد مین بھی اکثر جگہہ اطراف ڈھاکے مین شہر آباد تھے۔ مغلیہ سلطنت کے آغاز مین اکبر بادشاہ کے عہد تک سُنارگانون۔ دارالسلطنت بنگالے کا

رہا۔ جہانگیر شاہ کے وقت مین اسلام خان نے شہر ڈھاکہ آباد کر کے اسکا نام جہانگیر نگر رکھا۔ اور دار السلطنت سونار گانؤن سے منتقل کر کے ڈھاکے مین لایا۔ جب سے وہ غیر آباد اور دیہات ہوگیا۔

اطراف شہر مین ہنوز قدیم تعمیرات موجود ہین۔ اور آثار شہرون کے نظر آتے ہین۔ جنکی اور شہر کی قدیم عمارتون کے بیان مین ایک کتاب حسب ایماے گورنمنٹ۔ مولوی سید اولاد حسن صاحب خان بہادر فرسٹ انسپکٹر آف رجسٹریشن پورب بنگالہ و آسام نے انگریزی مین لکھکر گورنمنٹ کی نذر کی ہے۔ اُس کتاب کی اکثر مقامات کی نقل اس کتاب کے بہرہ بست ۲۹ وہم مین مندرج ہے۔ اُنمین اکثر مساجد۔ مقبرے وغیرہ چار پانچسو برس کے بنے ہوئے ہین۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس ضلع ڈھاکہ مین صدہا سال مسلمانون کی سلطنت رہی ہی اور بڑے بڑے ذی اقتدار اور مستقل بادشاہونکا یہ دار السلطنت رہا۔ جنکی نشانیان ہنوز باقی ہین ۔

لہٰذا ایسے ضلع اور شہر کی ایک مکمل تواریخ ہونی نہایت ضرور ہے۔ اسلیئے بعض احباب کے اصرار سے خاکسار رحمٰن علی ابن منشی سبحان علی مرحوم متوطن شہر ڈھاکہ نے بجہد تمام کتب مفصلہ ذیل سے اور قدیم لوگون کے بیان سے تاریخی واقعات اور

قدیم حالات جمع کرکے یہ تواریخ ڈھاکہ اردو زبان مین تحریر کی تاکہ تمام حالات اور واقعات سے اِس ضلع اور شہر کے خاص و عام کو واقفیت کلی حاصل ہو۔ اور یادگار خاکسار کی قائم رہے۔ امید عواطفِ کریمانہ ناظرین سے یہ ہے کہ جہان کہین غلطی عبارت کی نظر مبارک مین آئے قلم اصلاح سے درست فرمائین اور خاکسار کو دعائے خیر سے یاد کرین۔

ابیات

غرض نقشیست کز ما یاد ماند	کہ ہستی رانمی بینم بقائے
ولے صاحبدلے روزِ برحمت	کُند در حق این مسکین دعائے

تفصیل کتب تواریخ جنسے اِس کتاب مین مدد لیگئی ہے

۱ ڈاکٹر جیمس ٹیلر صاحب کی ٹوپوگرافی اینڈ اسٹیٹسٹکس آف ڈھاکہ محررہ ۱۸۴۰ء عیسوی۔

۲ ڈاکٹر جیمس وائز صاحب کا نوٹس آف دی ریسیس کاسٹس اینڈ ٹریڈس آف ایسٹرن بنگال نوشتہ ۱۸۸۳ء۔

۳ تاریخ بنگالہ مؤلفہ مولوی عبدالرؤف مترجم صدر دیوانی کلکتہ۔

۴ تاریخ نصرت جنگی مؤلفہ نواب نصرت جنگ بہادر نائب ناظم ڈھاکہ۔

۵ ایڈمنسٹریشن رپورٹ آف مسٹر سی بیکلنڈ صاحب کمشنر ڈھاکہ۔

۶ اِنڈو آرینس آف ڈاکٹر راجندر لال متر جلد دوم ۱۸۸۱ء۔

۷ نوٹس اون دی اینٹیکوئیٹیز آف ڈھاکہ مؤلفہ مولوی سید اولاد حسن صاحب اسپشل سب رجسٹرار ڈھاکہ ۱۹۰۴ء۔

تفصیل بہرہ ہاے تواریخ ڈھاکہ

نمبر	مضامین	صفحہ
	حکومت کمپنی۔	
۱۷	بہرۂ ہفتدہم۔ ذکر مراجعت لارڈ کلایو بعہدۂ گورنر جنرل اور حصول سند نظامت بنگالہ بنام کمپنی۔	۱۱۱
۱۸	بہرۂ ہژدہم۔ ذکر عہد حکومت لارڈ ہیسٹنگس تا ابتدائے لارڈ کارنوالیس۔	۱۱۵
۱۹	بہرۂ نوزدہم۔ ذکر عہد حکومت لارڈ کارنوالیس تا ابتدائے حکومت لارڈ منٹو۔	۱۱۹
۲۰	بہرۂ بستم۔ ذکر حکومت لارڈ مویرا وغیرہ۔	۱۲۴
۲۱	بہرۂ بست ویکم۔ ذکر بغاوت سپاہیان ڈھاکہ۔	۱۳۰
۲۲	بہرۂ بست ودوم۔ ذکر نقل سلطنت ہند از دست کمپنی بدست ملکۂ معظمہ انگلینڈ۔	۱۴۳
۲۳	بہرۂ بست وسیوم۔ ذکر نائب ناظمان ڈھاکہ۔	۱۵۶
۲۴	بہرۂ بست وچہارم۔ در بیان اولیائے ڈھاکہ۔	۱۷۲
۲۵	بہرۂ بست وپنجم۔ ذکر عمائد و رؤسائے قدیم ڈھاکہ۔	۱۸۰
۲۶	بہرۂ بست وششم۔ ذکر رؤسائے معاصر نواب نصرت جنگ بہادر	۱۸۶
۲۷	بہرۂ بست وہفتم۔ ذکر رؤسائے ڈھاکہ جو بعد نواب نصرت جنگ بہادر	۱۹۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تواریخ ڈھاکہ

بہرۂ اول حدود و حالات زمین ندیان و پرگنہ جات و تھانہ جات وغیرہ

حدود ضلع ڈھاکہ

یہ ضلع صوبۂ بنگالے کے پورب حصے مین واقع ہے۔ اُس کے اُوتر ضلع میمن سنگہ دکھن ضلع باقرگنج پورب ضلع تپرہ اور پچھم ضلع فریدپور اور پبنہ ہے۔ سابق مین ضلع باقرگنج اور فریدپور ضلع ڈھاکہ کے شامل تھے اور کُل اضلاع ملکر ڈھاکہ جلال پور کے نام سے ایک ضلع مشہور تھا۔ اِسوقت جسقدر ضلع ڈھاکہ ہے اور جسکی چوحدی اوپر بیان ہوئی اُس کی لنبائی اُوتر دکھن ستر میل اور چوڑائی پورب پچھم اُنسٹھ میل ہے۔

اس ضلع کے تین حصون مین ایک حصہ جنگل ہے جسمین کسی طرح کی زراعت نہین ہوتی ہے۔ اور ساتوان حصہ بڑی ندیان اور نالون کے تحت مین ہے

اس کے دکھن حدود سے سمندر یعنے خلیج بنگالہ اسّی میل ہے۔

سیلابی

اس ضلع کے پورب اور دکھن حصون کی نشیب اور مزروعی زمین برسات کے موسم مین بڑی بڑی ندیون اور اُنکے نالون کی سیلابی سے تہ آب ہوجاتی ہے اور دو فیٹ سے چوّدہ فیٹ تک پانی اُن زمینون پر چڑھ جاتا ہے۔ ایام بارشس مین اکثر اِس ضلع کے پورب اور دکھن حصے کے دیہاتیون کو سیلابی کے سبب بڑی تکلیف ہوتی ہے اور اکثر اُنکے گھرون مین اسقدر پانی ہوتا ہے کہ گھرون کے اندر مچان باندھکر سکونت کرتے ہین اور اُن کے مویشی پانی مین کھڑے رہتے ہین دانہ وگھاس نہ ملنے کے باعث اور دو تین مہینے تک پانی مین رہنے کی وجہ سے۔ اکثر مرجاتے ہین مگر زراعت کو کسی طرح نقصان نہین پہونچتا ہے بلکہ جس سال پانی کم ہوتا ہے زراعت کو نقصان پہونچتا ہے۔

جنگل اور جنگلی جانوران

جنگل اور جنگلی جانوران

اس ضلع کے اُوتّر حصے کی زمین اونچی اور اکثر جنگل ہے بعض بعض جنگل نہایت گھنے اور بڑے بڑے جنگلی درختون سے معمور ہین جس مین شیر بھاَل۔ ہرن اور سُوّر وغیرہ درندہ جانور رہتے ہین اکثر صاحبان انگریز اور عمایدِ شہر وہان شکار کھیلتے ہین۔ اور ہاتھیون پر سوار ہوکر جنگلی جانورون کو

ارتے ہین۔ اُن جنگلون کے کنارے چھوٹے چھوٹے نالون کے قریب جو مزروعی زمین ہین اُس مین وہان کے کاشت کار سرسون اور تل وغیرہ کی کھیتی کرتے ہین۔

اس ضلع کا پورب حصہ لکھیا اور میگنا ندیون کے درمیان واقع ہے اور اِس مین سیلابی بہت زیادہ ہوتی ہے اِس کی زمین بہ نسبت پچھم حصے کے زیادہ زرخیز ہے اور زراعت خوب ہوتی ہے یہان ہندو راج کا قدیم شہر سنار گانون واقع تھا جو اِسوقت بالکل ویران ہے

اس ضلع کا دکھن حصہ بھی نہایت زرخیز اور اچھی مزروعی زمین ہے جسکے پورب کو میگنا ندی اور پچھم اور اُوتر پچھم جانب پدما یعنے گنگا اور اُوتر دہلیسری تُلسی کھالی اور بوڑھی گنگا۔ ندیان ہین۔ دکھن کو ضلع باقر گنج ہے جسکی سرحد میگنا چھوا کھالی اور پدما ندیون نے الگ کیا ہے اِس حصے کی تمام زمین برسات مین اُن ندیون کے پانی سے سیلاب ہوجاتی ہین اور زمین پر دو فیٹ سے لیکر چودہ فیٹ تک اور کہین کہین سترہ اٹھارہ فیٹ بھی پانی ہوتا ہے یہ سیلابی پورب بنگالے کے اکثر حصون مین ہوتی ہے۔ ڈاکٹر ٹیلر صاحب نے اس سیلابی کا حصار یہ لکھا ہے کہ پورب ضلع ڈھاکہ پچھم ضلع فریدپور جو چالیس میل ہے اور دکھن پرگنہ بکرم پور سے لیکر جعفر گنج اور وہان سے اوتر پچھم ضلع ناٹور تک جو ایک سو

میل کا فاصلہ ہے یہ سیلابی ہوتی ہے اس مابین کی زمین جولائی اگست اور
ستمبر ان تین مہینوں مین بالکل تہ آب رہتی ہے اسکے بیچ بیچ مین اونچی زمینین مثل
ٹیلون کے ہین جنمین بستیان ہین اور باقی تمام زمینین پانی سے ڈوب جاتی ہین
اور اُسمین دھان کی کھیتیان ہوتی ہین۔

ندیان

ندیان

اس ضلع کو پدما۔ برم پوتر۔ اور میگنا ندیون کی شاخون نے ٹکڑے ٹکڑے
کر دیا ہے یہی تین اصل ندیان ہین اور جتنی ندیان ہین سب اِنہین تینون کی
شاخین ہین اس ضلع کے پچھم اور دکھن حصے مین پدما ندی بہتی ہے
جس نے اس ضلع کو ضلع فرید پور اور باقر گنج سے الگ کیا ہے اور جسکی چوڑائی
کہین کہین ڈو میل اور کہین کہین چار میل کی ہے اوسکی دو بڑی شاخین
ہین ایک کا نام کرتی ناسا اور دوسری کا نام نیا بھنگنی جو نہایت چوڑی اور
تیز دھار والی ندیان ہین اِن ندیون نے راج نگر کی راج باڑی اور اُسکے
علاقے جات اور پرگنہ بکرمپور اور موضع الاچی پور کا دکھن حصہ تباہ کر دیا ہے
برم پوترا ندی نے اس ضلع کے اوتر پچھم حصے کو گھیر لیا ہے برسات کے
موسم مین اس ندی کا پاٹ ڈو میل چوڑا ہوتا ہے جینائی یعنے جمنا اور بنار
یہ دونون ندیان اُسکی شاخین ہین میگنا ندی ضلع ڈھاکہ اور ضلع تپرہ کے
درمیان بہتی ہے یہ ندی جہان برم پوتر سے ملی ہے ایک میل سے زیادہ

چوڑی ہے جس جگہ پدماندی سے ملی ہے دو میل سے زیادہ اوسکا پاٹ ہے یہ ندی (میگنا) بھی اصل مین برم پوترا ندی کی جو آسام کی طرف سے آئی ہے شاخ ہے برم پوترا کی دوسری شاخ جو ضلع میمن سنگ کے سب ڈیویزن (محکمہ) جمال پور کے نیچے سے بہتی ہوئی آئی ہے اوسی کا نام جینائی (جمنا) ہے یہ بھی بہت چوڑی ندی ہے اوسکی پھر دو شاخین نکلی ہین ایک شاخ جو اس ضلع کے پچھم طرف سے آکر پدماندی سے ملی ہے اوسکا نام جینائی یا جمنا ہے اور دوسری شاخ دہلسری ندی ہے دہلسری سابق مین پدما کی ایک شاخ تھی۔ اسوقت پدما کیطرف کا مُہانہ بند ہوکر جمنا کی سوت اسمین جاری ہے اور اس ندی کا پاٹ برسات مین دو میل چوڑا ہوتا ہے بوڑہی گنگا ندی جو شہر ڈھاکہ کے نیچے بہتی ہے سابق مین یہ بھی پدماندی کی ایک شاخ تھی جو اسوقت دہلسری ندی کی شاخ ہے۔ لکھیا ندی جو اس ضلع کے بیچون بیچ مین نراین گنج کے نیچے بہتی ہے برم پوترا کی ایک شاخ ہے اوسکا پانی نہایت ہلکا اور صاف ہے

پیداوار

پیداوار

اس ضلع کا عام پیداوار۔ دھان۔ سرسون۔ تل۔ کنگنی۔ مٹر کساری۔ روئی۔ ریشم۔ پھول۔ سن۔ پاٹ۔ آدرک۔ ہلدی۔ پیاز۔ مرچ۔ تمباکو۔ اور

اقسام طرحکی ترکاریان اور پھل ہین۔ آمبہ۔ کٹھل۔ کیلا۔ اننّاس۔ اور گنڈیری بھی پیدا ہوتے ہین۔ مگر زیادہ ترکھیتی وہان پاٹ کی ہوتی ہے۔ کسُم کے پھول یہان کے بہت عمدہ ہوتے ہین۔ اکثر یورپ مین اوسکی مانگی بہت ہوتی ہے اور اُس سے نہایت عمدہ سُرخ رنگ نکلتا ہے۔ ہندوستان اور بنگالے مین بھی اُسکے رنگ کی بڑی قدر ہے اکثر کپڑے رنگے جاتے ہین۔ پیشتر نیل کی کھیتیان بہت ہوتی تھین جب سے نیل کی کوٹھیان موقوف ہوئی ہین نیل نہین ہوتا ہے۔ اسوقت پاٹ کی کوٹھیان جاری ہونے کیوجہ سے پاٹ کی کھیتی کثرت سے ہوتی ہے۔

سب ڈیویزن

سب ڈیویزن

اِس ضلع مین تین سب ڈیویزن یعنے محکمے ہین مانک گنج۔ منشی گنج۔ اور نراین گنج۔

محکمہ مانک گنج

محکمہ مانک گنج اِس ضلع کے پچھم حصے مین دھلسری ندی کی ایک شاخ کے کنارے پر واقع ہے آب و ہوا یہان کی اچھی نہین جاڑے کے دنون مین یہ ندی کی شاخ خشک ہوجاتی ہے اکثر ملیریا (صفراوی بخار) کی زیادتی ہوتی ہے۔ اس محکمے مین ڈپٹی مجسٹریٹ اور منصف کی کچہریان ہین رجسٹری آفیس پوسٹ آفیس ہسپتال اور تھانہ ہے بازار مین پختہ مکانات اور ہر طرح کی دوکانین ہین ہر ہفتے مین دو بار ہاٹ جمتا ہے

سب طرح کی چیزین ملتی ہین اچھی آبادی ہے۔

محکمہ منشی گنج

محکمہ منشی گنج اس ضلع کے دکھن حصے مین میگنا ندی کی ایک شاخ کے کنارے واقع ہے آب وہوا یہان کی اچھی ہے مغلیہ عملداری مین یہان ایک قلعہ میر جملہ کا بنایا ہوا تھا جو قلعہ ادراک پور کے نام سے مشہور اور کسیقدر حصہ اوسکا ہنوز باقی ہے اوس مین یہان کے سب ڈیویزنل افیسر کی کوٹھی ہے۔ یہان بھی ڈیپوٹی مجسٹریٹ اور منصف کی کچہریان ہین سب رجسٹری آفیس پوسٹ افیس ہسپتال اور تھانہ ہے پختہ مکانات اور بازار مین ہر طرح کی دوکانین اور سب قسم کی چیزین موجود ہین ہفتہ وار ہاٹ بھی ہوتا ہے۔

محکمہ نراین گنج

محکمہ نراین گنج شہر سے آٹھ میل پورب لکھیا ندی کے پچھم واقع ہے یہ محکمہ اسوقت مثل ایک شہر کے ہوگیا ہے سابق زمانے سے یہان ہر طرح کی تجارت اور نمک کا کاروبار جاری ہے یہ ایک بندر ہے اکثر جہازون کی آمد ورفت رہتی ہے۔ چاٹگام اور نواکھالی سے نمک کی آمدنی کثرت سے یہان ہوتی تھی (اس وقت ولایتی نمک آنے کے سبب سے وہ نمک کے کارخانے موقوف ہوگئے ہین) اور سب طرح کا اناج اور تیل گھی چینی۔ گڑ۔ ڈلی۔ ناریل۔ تمباکو۔ پاٹ روئی۔ مصالح وغیرہ کی کثرت سے آمدنی اور رفتنی ہے کشتیان۔ جہاز۔ اسٹیمر

اور سلف (چھوٹے جہاز) ہمیشہ کثرت سے دریا مین رہتے ہین۔ ارکانی اور چینی اکثر یہان سے ڈلی چینی۔ تمباکو وغیرہ خرید کر لیجاتے ہین اسوقت ریلوے اسٹیشن کے ہونے سے اور بھی زاید تجارت کی راہ کھلی ہے۔ کلکتہ چاٹگام برسیال سلہٹ اور آسام وغیرہ کے اطراف سے اسٹیمر یہان آتے ہین اور یہان سے مال تجارت اور پاسینجر لیکر ہر چہار طرف جاتے ہین اور انگریز ارمنی گریک وغیرہ اقوام کے سوداگرون نے بہت سے پاٹ کے کارخانے یہان جاری کئے ہین۔ اِن کارخانون مین پاٹ کی آمدنی ورفتنی کثرت سے ہوتی ہے اور پرمنفعت کاروبار جاری ہے۔

اِس محکمے کے متعلق مغلیہ سلطنت کے صوبہ دار میر جملہ کے بنائے ہوئے کئی ایک قلعے تھے۔ جنکا ایک قلعہ حاجی گنج مین بھی تھا اسوقت وہ سب قلعے ایکبار منہدم ہو گئے ہین کوئی نشان باقی نہین ہے۔ بغاوت کے چند سال پیشتر حاجی گنج کے قلعہ مین جے پی وائز صاحب کی ایک نیل کی کوٹھی تھی اور اِس ضلع کے اکثر مقامات مین اور بھی بہت سی کوٹھیان نیل کی تھین جن مین نیل تیار ہوتا تھا اور نیل کا بڑا کاروبار جاری تھا یہ نیل اور ولایتون مین روانہ ہوتے تھے اسوقت وہ کاروبار بالکل موقوف ہو گیا ہے اور اُس کی جگہ پاٹ کے کارخانے جاری ہوئے ہین حاجی گنج کے قلعہ کی زمین اِسوقت نواب صاحب ڈھاکہ کے قبضہ مین ہے۔ جسمین

ایک عالیشان مکان بنام حفیظ منزل بنا ہے۔ اس محکمے مین بھی ایک مجسٹریٹ اور دو منصفونکی کچہریان ہین سب رجسٹری آفیس پوسٹ آفیس ہسپتال اور تھانہ ہے۔ کثرت مقدمات کیوجہ سے کبھی کبھی چار منصف بھی یہان مقرر ہوتے ہین۔

پرگنات

محکمہ نراین گنج کے پورب لکھیا اور میگنا ندیون کے درمیان پرگنہ سنارگانون واقع ہے جس مین مسلمانون کی عملداری کے قبل بنام سونارگانون ایک شہر تھا اسوقت اس شہر کا کوئی نشان باقی نہین ہے صرف ایک بنام کا بازار ہے جسمین ساہوکار لوگ بسے ہوے ہین اور اچھی آبادی ہے پختہ مکانات مندر وغیرہ بہت سے بنے ہوئے ہین سابق شہر کے نشانون مین دو پکے پل ہنوز موجود ہین ہندو راج مین یہ شہر بہت وسیع اور آباد تھا۔ اسوقت بالکل دیہات اور کہین کہین جنگل ہوگیا ہے مسلمانون کے زمانے کی بھی چند مسجدین اور عمارات ابتک ہین مگر نہایت شکستہ و ویران اور جنگلون سے گھر گئی ہین۔

ڈاکٹر وائز صاحب وغیرہ لکھتے ہین کہ کس مقام پر یہ شہر واقع تھا ٹھیک نہین معلوم ہوتا ہے مسلمانون کی عملداری مین جہان جو بادشاہ مقیم ہوا اسی جگہ کا نام بلدۂ سنارگانون ہوا جسوقت مگراپارہ مین شاہی اقامت ہوئی اس کا نام بلدۂ سنارگانون تھا اور جب ملی نگر مین بادشاہی قیام گاہ ہوئی اسکا نام بھی بلدۂ سنارگانون ہی رہا۔ آئین اکبری مین مگراپارہ ہی کو سنارگانون لکھا ہے اور عیسیٰ خان کے وقت مین خضرپور سنارگانون کے نام سے مشہور تھا سنارگانون مسلمانون کی عملداری مین بھی دو تین سو برس تک دارالسلطنت رہا۔ نوٹس آف دی انٹی کیوٹی آف ڈھاکہ آف مولوی سید اولاد حسن صاحب خان بہادر مین لکھا ہے کہ غالباً یہ شہر سنارگانون سید کے بازار کے قریب تھا فقط

اس پرگنے مین نانگل نبد پنچمی گھاٹ ہندو کی ایک بڑی نامی تیرتھ گاہ ہے یہ گھاٹ برہم پوترا ندی کی ایک شاخ کے کنارے پر واقع ہے ہر سال بنگلہ چیت اور عیسوی مارچ مہینے مین یہان ہندون کے اشنان کا ایک بڑا میلا ہوتا ہے اور دور سے یعنے بنگالہ بہار اور ہندوستان کے اکثر صوبے کے لوگ کثرت سے اس اشنان کے واسطے آتے ہین اور ڈور وز تک بڑا میلا جمع رہتا ہے

اس پرگنہ مین ڈایرا ایک مشہور ہاٹ ہے جہان ہر جمعہ کو ڈھاکے کا نامی جامدانی۔ تنزیب۔ اور ململ وغیرہ کپڑون کی آمدنی ہوتی ہے اور شہر کے تجار وہان سے خرید لاتے ہین اس ہاٹ کے اطراف مین دور دور تک جلاہون کی بستی ہے اور یہی جلاہے وہ سب کپڑے تیار کرتے ہین اکثر ان مین مسلمان ہین۔

اس پرگنے کی پیداوری دھان۔ روئی۔ ہلدی۔ آدرک۔ ڈوتی۔ اور پان ہے یہان کی آبادی مین ہندو مسلمان دونون برابر ہین مگر جلاہے زیادہ مسلمان ہین۔

بکرم پور

پرگنہ بکرم پور شہر ڈھاکہ سے بارہ میل دکھن کیطرف واقع ہے جسکے پورب کو میگنا ندی اور پچھم پدما (گنگا) اور دکھن اسی پدما کی شاخ کرتی ناسا ندی اور اوتر پرگنہ جلال پور ہے۔ یہ پرگنہ اس ضلع ڈھاکہ کا

ایک بہت ٹرا زرخیز پرگنہ ہے یہان دھان گیندیری - روئی کسم پھول پان - ناریل - ڈلی - آمبہ - اور اقسام طرح کی عمدہ کیلے - اور لیمو - پیدا ہوتے ہین - اس پرگنہ کے پورب حصے مین بہٹی (بستی) زمین زیادہ ہے - یہ بہٹی زمین زراعتی نشیب زمین سے اونچی اور مثل ٹیلون کے ہے جن مین بستیان ہین - اور اُنکے بیچ مین زراعتی نشیب زمین اور نالے ہین - اور پچھم حصے مین اکثر جگہہ نل کے جنگل اور جھیل ہین -

اس پرگنے کی بستیان نہایت گھنی اور باشندے یہان کے زیادہ تر ہندو ہین - یہ پرگنہ زمان قدیم یعنے ہندو راج مین بنگالے کا دار السلطنت تھا راجہ بکرماجیت کے وقت سے مسلمانون کی عملداری تک برابر یہان ہندو راجون کا مسکن تھا جسکا نشان ابتک باقی ہے - مقام رام پال مین جو علی پور دریائی مین میل فصل کے اور فرنگی بازار سے تھوڑا پچھم ہے بلال باری ایک مشہور جگہ ہے جہان راجہ بلال سین کا مکان تھا اور یہ مکان تین ہزار فیٹ مربع زمین پر واقع تھا اور چارون طرف دو سو فیٹ چوڑا نالہ کھودا ہوا تھا ڈاکٹر ٹیلر صاحب لکھتے ہین کہ چند سال ہوئے کسی کسان نے یہان زمین کھودنے مین ایک ٹکڑہ ہیرا پایا تھا جسکی قیمت ستر ہزار روپیہ ہوئی تھی اسوقت مکان کا کوئی نشان باقی نہین ہے صرف کہین کہین

کچھ انیٹ اور دیوارون کی نیو ملتی ہے۔

بلال باڑی کے قریب ایک گہرا خندق اگنی کُنڈ کے نام سے مشہور ہے کہتے ہین کہ بکرم پور کا اخیر راجہ[1] جو مسلمانون کے ہاتھ سے ہزیمت پاکر مع اپنے اہل و عیال کے اسی اگنی کنڈ مین گر کر جلگیا تھا بلال باڑی مین ایک تالاب میٹھا پوکھر کے نام سے مشہور ہے جسمین اس راجہ اور اُسکے اہل و عیال کی لاشین بعد جل جانے کے ڈالی گئین تھین اس اطراف کے لوگ اس تالاب کو مقدس سمجھکر اسکا پانی استعمال اور اُسکے کنارے کی مٹی لینے سے پرہیز کرتے ہین۔ بلال باڑی سے نصف میل کے اندر پیر آدم یا بابا آدم کا مقبرہ ہے جو مسلمانون کی آغاز عملداری مین پہلا قاضی مقرر ہوکر آیا تھا یا یہ وہی شخص ہے جس سے بلال سین لڑا تھا یہ بہت بڑا مقبرہ ہے اور ہنوز اس اطراف کے مسلمانون کی حفاظت مین ہے۔

اِس پرگنے مین اور بھی بہت سی جگہ قابل ذکر کے ہین کِدار پور مین راجہ چاند رائے کا مکان جو بُدھ قوم کا راجہ تھا ایک نامی جگہ ہے اِسوقت سوائے اینٹون کے ڈھیر کے اور کوئی نشان باقی نہین ہے بالکل جنگل اور ویران ہوگیا ہے۔ راجہ باڑی کا مٹھ (مندر) یہ بڑا عالیشان اور نہایت

---

[1] تواریخ سے ثابت ہے کہ بکرم پور کا اخیر راجہ جسنے مسلمانونکے ہاتھ سے ہزیمت پائی تھی اسکا نام لکھمینہ تھا۔ بلال سین نہین اس اگنی کنڈ کا بانی بلال سین ہے جس نے بابا آدم سے لڑائی کی تھی بہرۂ نسبت و تہم مین اوس کا حال لکھا گیا ہے۔

بلند ہے جو پدما اور میگنا ندیون سے نظر آتا ہے فرنگی بازار بھی اِس پرگنے مین ایک مشہور جگہ ہے جس مین پرتگیس قوم کے لوگ بسے ہوئے ہین یہ قوم سنہ ۱۶۶۳ء مین نواب شایستہ خان کے عہد حکومت مین تجارت کے ذریعہ سے یہان آکر بسی تھی اب یہ لوگ بنگالی رعایا کی صورت اور وضع کے ہوگئے ہین اور کاشتکاری کرتے ہین۔ یہ بازار پیشتر ایک بڑی تجارت گاہ تھی اسوقت ایک گانون ہوگیا ہے [۱]

ادراک پور جو عیسیٰ متی ندی کے کنارہ پر واقع ہے۔ فرنگی بازار سے دکھن تین میل دور ہے۔ ادراک پور کا میلا جو کارتک بارنی کے نام سے

---

[۱] ڈاکٹر جیمس وایز صاحب اپنے نوٹس مین لکھتے ہین کہ بنگالے مین پرتگیس قوم کے جہازون کی آمد شد پہلے سنہ ۱۵۱۶ء سے شروع ہوئی ہے اور چاٹگام مین یہ لوگ تجارت کرتے تھے رفتہ رفتہ وہان بہت سی تجارت گاہین ہین۔ اور بہت لوگ اس قوم کے وہان رہنے لگے تجارت کے سوا سمندر مین ڈکیتی بھی کیا کرتے تھے اکثر دیسی اور ارکانی جہازون کو لوٹتے تھے اسلیئے راجہ ارکان نے فوج بھیجکر انکو تاخت و تاراج کرکے چاٹگام سے نکالدیا یہ لوگ جزیرہ سندیپ اور اطراف نواکھالی مین آکر بسے وہان بھی وہی فعل شروع کیا اور پٹھانون کی عملداری مین یہ لوگ کی باہر نکالے گئے جب سلطنت مغلیہ کیطرف سے اسلام خان نے شہر ڈھاکہ بسایا اُسوقت صوبہ دار اسلام خان کی اجازت سے یہ لوگ ڈھاکے مین آکر تجارت کرنے لگے اور کچھ لوگ فوج مین بھی داخل ہوئے چند زمانہ کے بعد یہ لوگ پھر سمندر کی رہزنی اور چاٹگام مین بغاوت اور شورش برپا کرنے لگے کیونکہ اسوقت اُن کو ایک فوجی قوت حاصل ہوگئی تھی سنہ ۱۶۶۳ء مین جب نواب شایستہ خان نے بہت سے پرتگیسون کو قید کرکے ڈھاکے مین لا کر اطراف ڈھاکے مین بسنے کی اجازت دی اُسی زمانے سے یہ لوگ فرنگی بازار تیزگانون اور نواب گنج مین بسے ہین ان کے گرجے بھی وہان قائم ہین تیزگانون کے گرجے کے متعلق بہت سی زمین ہے جسکی محاصل اچھی ہے۔ اسوقت انھین کی اولاد ان مقامون مین بستے ہین اور مزروعی حالت مین دیسی رعایا سے ملے جلے زراعت کرتے ہین اور سب کرستان ہین مگر وضع دیہاتیون کی ہے۔

مشہور ہے بہت بڑا میلا ہوتا ہے۔ یہ میلا پہلے اکتوبر کے مہینے سے شروع ہوتا
تھا اب نومبر کے اخیر سے شروع ہوتا ہے اور ایک مہینہ رہتا ہی اس میلے مین
بنگالہ۔ بہار اور ہندوستان کے اکثر صوبون کے تاجر کثرت سے آتے ہین
اور ہر طرح کا مال اور اجناس لاتے ہین ہر قسم کے کپڑے شتر نجی غالیچے کمبل
شال دوشالے ولایتی کپڑے اور ہر طرح کی ولایتی چیزین دیسی روئی صابون
موم۔ پتھر۔ کی چیزین چوبی اسباب[1] اور جوتا وغیرہ گوٹا پٹھا پشمینے کپڑے بنارسی
زربفت کے کپڑے چاندی سونے کی چیزین جواہرات ہر قسم کے مرصع زیورات
سبز و گرم مصالح ادویات کتارے وھان چانول۔ گیہون۔ جو۔ سرسون
چنے۔ مٹر۔ اور ہر طرح کی دال وغیرہ کاٹھ اور مٹی کے کھیلونے۔ پتلے اور
بانس۔ چٹائی۔ وغیرہ سب طرح کی چیزون کی آمدنی ہوتی ہے اور ہزارون
دوکانین لگتی ہین۔ لاکھون روپے کی خرید فروخت ہوتی ہے اتنا بڑا میلہ
صوبہ بنگال مین کہین نہین ہوتا ہے۔

پرگنہ راج نگر

پرگنہ راج نگر۔ یہ پرگنہ بھی زرخیزی اور آبادی مین پرگنہ
بکرم پور کے برابر ہے اوسکی دکھن طرف کرتی ناسا ندی اور پچھم پدما (گنگا)
اور پورب سمت میگنا ندی ہے اُسکی زمین بکرم پور کے پورب حصے
کی زمین کے بہ نسبت ہموار ہے۔ اس پرگنے کی بہت سی زمین کرتی ناسا

[1] تانبا پیتل کانسا اور لوہے کے اجناس بانس چٹائی اور چمڑے کے اسباب۔

ندی نے شکست کر دی ہے - یہان کی اصل زراعت دھان ہے
جو کثرت سے پیدا ہوتا ہے - ڈلی - پان - سرسون - کھساری - مونگ - وغیرہ
بھی پیدا ہوتے ہین - چند سال پیشتر یہان نیل کے کارخانے بہت سے تھے
اور اکثر جگہ نیل کی کھیتی ہوتی تھی یہان کی زمین بھی دریا کی سالانہ سیلابی
سے تہ آب ہو جاتی ہے مگر اسقدر پانی نہین ہوتا ہے جیسا پرگنہ بکرم پور
کے دکھن اور پورب حصون مین ہوتا ہے اور مئی اور جون مہینے کی دکھنا
ہوا اور طوفان سے یہان کی زمین مین اکثر پانی زیادہ ہوتا ہے جس سے
زراعت کی اکثر نقصانی ہوتی ہے ۱۸۸۵ء کی بڑی سیلابی مین اس پرگنے
کی بہت سی زمین کی بڑی تباہی ہوئی تھی اس پرگنے مین مسلمان کم اور
ہنود زیادہ ہین بودھ قوم کے ہنود زیادہ ہین -

راجہ راج بلبہ

یہ پرگنہ راجہ راج بلبہ کی زمینداری تھی جو صوبہ بنگالے کا دیوان
تھا یہ اسی کے نام سے نامزد ہے اس زمینداری مین چار سو تعلقے تھے جسکی
سالانہ مالگذاری قریب تین لکھ روپے کے ادا ہوتی تھی راجہ راج بلبہ
کی زمینداری ۱۸۰۰ء تک قایم تھی بعد ازان اوسکی اولاد مین تقسیم ہو گئی
اور آپس کے تنازع سے برباد اور بہت سی زمین گنگ شکست مین
تباہ ہو گئی راجہ راج بلبہ کا مکان کرتی ناسا دریا کے کنارے مقام راج نگر
مین واقع تھا جسکا حصہ کسیقدر ہنوز باقی ہے یہان بہت سے عالیشان

عمارتین اور بڑے بڑے بلند مٹھ (مندر) تھے جو گنگ شکست مین منہدم ہو گئے ہین۔

پرگنہ بھوال

پرگنہ بھوال۔ یہ پرگنہ شہر ڈھاکہ کے اوتر سمت لکھیا ندی کے پچھم برم پوتر ندی کے دکھن اور پرگنہ ابٹیہ اور طالب آباد کے پورب واقع ہے۔ اس پرگنہ کی زمین کے اوتر طرف کا حصہ زیادہ جنگل ہے اور دکھن اور پورب حصے کی زمین مین سرسون۔ تل۔ روئی پاٹ اور اقسام طرح کی ترکاریان اتمبہ۔ کٹھل۔ انناس۔ لٹکو۔ اٹلی انجیر۔ تاڑ وغیرہ اور کاہی گھر چھانے کی گھاس کثرت سے ہوتی ہے۔ اس پرگنے مین کئی ایک بڑی بڑی جھیلین ہین جنمین مکھانا۔ سنگھاڑا اور سپلا (نیلوفر) بہت پیدا ہوتے ہین۔

اس پرگنے مین بھی بہت سے پرتگیس کرستان کی بستیان ہین اور ایک رومن کیتھلک گرجا ہے جسکے علاقے مین بھوال اور اسکے اطراف مین بہت سی زمین ہے جو اچھی آمدنی کی ایک زمینداری ہے۔ اس پرگنے کے باشندون مین پانچہزار سے زاید کرستان ہین اور باقی نیچ قوم کے ہندو مثل چنڈال باگدی اور چمار وغیرہ بہت ہین۔ کالیستھہ برہمن اور مسلمان بہت کم ہین۔

اسوقت پرگنہ بھوال مین یہان کے نامی زمیندار راجہ کالی نراین رائے کی زمینداری ہے جسکے مالک اُنکے وارثان ہین۔ اس پرگنے مین گجالی گڑھ

ایک مشہور جنگل ہے جسمین گجالی[1] کثرت سے پیدا ہوتی ہے اور یہ گجالیان شہر اور
دیہاتون مین گھرون کے ٹھینے یعنی ستون کے واسطے بہت قیمت سے بکتی ہین -

اس پرگنے مین ایک ڈالا ایک مشہور جگہہ ہے جہان سابق زمانے
مین ایک بہت بڑا اور مستحکم قلعہ تھا - تواریخ بنگالے مین اس ایک ڈالے کے قلعہ
کا اکثر ذکر ہے یہان ہندو راج مین کسی راجہ کا مکان اور قلعہ تھا جو مسلمانون
کی عملداری مین بھی کسیقدر باقی اور مستحکم تھا - یہ ایک ڈالے کا قلعہ جہان
لکھیا اور بنار ندیان ملی ہین اوسی جگہ پر واقع تھا جسکا کوئی نشان اس وقت
باقی نہین ہے - ڈاکٹر ٹیلر صاحب لکھتے ہین کہ وہ قلعہ ایک ڈالے سے آٹھ
میل کے فصل پر برہم پوتر ندی کی شاخ بنار ندی کے پورب واقع تھا جسکا
ہنوز جابجا نشان باقی ہے - انکا بیان ہے کہ اس جگہہ کا نام اسوقت
دور دوریہ ہے جہان اتبک قلعہ اور شہر کی علامتین باقی ہین اور یہ قلعہ
اور شہر بہیہ قوم کے راجاون کا تھا جسکی علامتین پکی اینٹ اور لال مٹی
کی کچی دیوارین ہنوز موجود ہین اور جابجا اینٹون کا ڈھیر بھی ہے اور اسکے
قریب ایک مسجد پتھر کی بنی ہوئی ہے جو شیخ اعلی کی مسجد مشہور ہے اور وہان کے
باشندے اس قلعہ کو رانی بھوانی کا قلعہ اور مکان کہتے ہین جو سنہ ۱۲۵۴ع
مین مسلمانون کے قبضے مین آیا تھا سنہ ۱۳۵۳ع مین سلطان الیاس شمس الدین شاہ
شاہنشاہ دہلی سپاہیون کے حملے سے اس قلعے مین پناہ گزین ہوا تھا

[1] گجالی یعنی گول بلی ۱۲

اور ۹۰۰ہجری عین سلطان علاؤالدین حسین شاہ بھی یہین سکونت گزین تھا۔

کپاسیہ اور دھمہنیہ

اس پرگنہ کا تھانہ اسوقت مقام کپاسیہ ہے یہ جگہ بھی سابق زمانے سے ایک نامی جگہ مشہور رہے ہے جو نبار ندی کے کنارے واقع ہے یہان کپاس کی عمدہ روئی پیدا ہوتی تھی جس سے نہایت باریک کپڑے تیار ہوتے تھے اسی سبب سے اس جگہ کا نام کپاسیہ ہوا ہے۔ اس پرگنے مین ٹوک

ٹوک

بھی ایک معروف جگہ ہے جہان سیسوپال کی راجدھانی تھی ہنوز اُسکے قلعہ اور مکان کی علامتین باقی ہین جو اسوقت بالکل جنگل سے گھرا ہوا ہے۔

سبھار

سبھار اور دھمرائی یہ دونون مشہور بستیان اور اس ضلع کے اوتر حصے مین شہر کی پچھم طرف واقع ہین۔ سبھار بوڑھی گنگا ندی کے اوتر واقع ہے اسوقت یہان بہت سے ساہوکار بسے ہوئے ہین اور اچھی آبادی ہے سابق زمانے مین یہان راجہ ہرشچندر کی راجدھانی تھی جو قوم بُدھ کا راجہ تھا اُسوقت اس جگہ کا نام کاٹی باڑی تھا جو اسوقت بالکل جنگل ہوگیا ہے۔

دھمرائی

دھمرائی سبھار کے اوتر پچھم طرف بنسا ندی کے کنارے جہان دلیسری ندی ملی ہے واقع ہے یہ ایک مشہور جگہ کپڑے کے کارخانے کی ہے جہان ڈھاکہ کے نامی تنزیب وململ وغیرہ باریک کپڑے بُنے جاتے ہین۔ یہان سابق مین پٹھانون کی سکونت گاہ تھی جو سلطنت مغلیہ مین بنگالہ وغیرہ

سے بہ نیت پاکر بود و باش اختیار کئے تھے اور قلعہ بندی کر کے اس جگہ کو ایک
مستحکم مامن بنائے تھے یہان کچھ زیادہ بیشتر اُنکے پُرانے مکانات اور مسجدین
تھین جو گردش شکست مین بالکل تباہ ہوگئین مشہور ہے کہ جب اسلام خان
سُنارگانون سے نقل دارالسلطنت کی نیت سے جگہ تلاش کرتا ہوا
یہان آیا تو پہلے اسی جگہ شہر بسانا چاہا تھا لیکن زمین کو بہت نشیب
دیکھکر نا پسند کیا اور ڈھاکے مین شہر کی بنا ڈالی اور دارالسلطنت قائم
کی ۔ دھمرائی مین ایک گانون پٹھان ٹولی مشہور ہے جہان اُن پٹھانون
کی اولاد ہنوز بستے ہین ۔

پرگنہ جہانگیر نگر

پرگنہ جہانگیر نگر جسمین شہر ڈھاکہ اور حوالی شہر واقع ہے یہ پرگنہ
اوسط ضلع یعنے پرگنہ بھوال اور بکرم پور کے درمیان بوڑھی گنگا ندی کے
اوتر اور دکھن دونون طرف اور دلیسری ندی کے اوتر واقع ہے یہان
کی زمین بکرم پور کی زمین سے کچھ اونچی ہے ۔ سالانہ سیلاب مین دکھن
پچھم اور پورب حصے مین پانی ہوتا ہے مگر اسقدر نہین جیسا بکرم پور مین
ہوتا ہے یہان کی پیداواری بھی دھان ۔ سرسون ۔ تل ۔ کسُم پھول ۔
اور پاٹ وغیرہ ہے ۔

پرگنہ نوراللہ پور

پرگنہ نوراللہ پور ۔ اس ضلع کے پچھم دکھن جانب
اور پرگنہ بکرم پور کے پچھم واقع ہے اس پرگنہ کی زمین اور پیداواری

پرگنہ بکرم پور کے مانند ہے اور کھجور کے درخت یہان کثرت سے ہین جسکے
رس سے گڑ تیار ہوتا ہے اور اس گڑ کی دور دور ملکون مین بڑی قدر ہے
نہایت صاف اور شیرین ہوتا ہے۔ اس پرگنے مین بھی سالانہ سیلابی مین
پانی ہوتا ہے مگر پرگنہ بکرم پور کی طرح نہین یہ پرگنہ مولوی عبدالعلی خان
مولوی برکت اللہ خان کی زمینداری تھی اسوقت بسبب باقی مالگذاری کے نیلام
مین نواب سلیم اللہ بہادر نے خرید کی ہے اچھی آمدنی کی زمینداری ہے۔

پرگنہ گوبند پور

پرگنہ گوبند پور کی زمین اس ضلع کے اکثر حصون مین ہے
اور ہر پرگنے مین اسکی زمین شامل ہے زیادہ حصہ پرگنہ جہانگیرنگر اور
بھوال پرگنہ کے متعلق ہے۔ اسکی پیداواری بھی وہی ہے جو ان
پرگنون کی ہے اس پرگنے کو نواب احسن اللہ بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای نے
باقی مالگذاری کے سبب سے نیلام مین خرید کیا تھا جو اسوقت اُنکے وارثون
کے قبضۂ تصرف مین ہے۔

پرگنہ قاسم پور

پرگنہ قاسم پور یہ پرگنہ پرگنہ بھوال کے اوتر پچھم جانب
واقع ہے۔ اس پرگنے کی زمین اور پیداوار بھی مثل پرگنہ بھوال کے
ہے۔ یہان بھی گجاری گڑ اور جنگل زیادہ ہے اور ایک قسم کنکر کے ٹیلے
ہین جو لوہے کی طرح سخت ہوتے ہین۔ اور شہر کی سڑکون مین اکثر
ڈالے جاتے ہین اس پرگنے کے مالک قاسم پور کے ہندو زمیندار اور

بھی بہت سے لوگ ہین۔

پرگنہ طالب آباد

پرگنہ طالب آباد یہ پرگنہ پرگنہ بھوال کے پچھم اور پرگنہ جانگیر نگر کے اوتر پچھم اور وضرا ئی کے اوتر سمت واقع ہے اس پرگنے کی زمین بھی مثل پرگنہ بھوال اور قاسم پور کے ہے اور پیداواری بھی اسکی وہی ہے۔ جو ان پرگنون مین ہے۔ اس پرگنے مین زیادہ حصہ زمین کا جنگل اور جھیل ہے۔

پرگنہ جلال پور

پرگنہ جلال پور اس پرگنہ کا زیادہ تر حصہ ضلع فرید پور اور اسکا پچھم اور اوتر کا حصہ ضلع باقر گنج مین ہے۔ اور کسی قدر حصہ اس ضلع کے متعلق تھانہ نواب گنج اور جعفر گنج کے شامل ہے سابق مین یہ پرگنہ ضلع ڈھاکہ کے متعلق تھا اور ضلع فرید پور اسکا ایک سب ڈیویزن (محکمہ) تھا پیداواری اس پرگنے کی دھان۔ ناریل۔ کھجور اور گنا ہے۔

پرگنہ شریف پور
چاند پرتاب
سلطان پرتاب
سلیم پرتاب

پرگنہ شریف پور پرگنہ بھوال کے پورب اور اوتر واقع ہے اور کچھ حصہ اسکا ضلع میمن سنگھ کے شامل ہے۔ پیداواری یہان کی کٹہل۔ پاٹ۔ اور دھان وغیرہ ہے۔ اور پرگنہ چاند پرتاب سلطان پرتاب۔ اور سلیم پرتاب تھانہ سبھار۔ مانک گنج اور نواب گنج کے علاقہ مین واقع ہین۔ پیداواری ان پرگنات کی کھجور۔ ناریل اور دھان وغیرہ ہے۔

تفصیل تھانہ جات

اِس ضلع مین پندرہ تھانے ہین اوتر حصے مین تھانہ روپ گنج اور کپاسیہ ہے پچھم حصے مین تھانہ سبھار اور مانک گنج پچھم دکھن حصے مین تھانہ ہریرام پور جعفر گنج اور نواب گنج۔ پورب حصے مین تھانہ نراین گنج رائے پورہ اور منہردی۔ دکھن حصے مین تھانہ سری نگر راجہ باڑی اور منشی گنج ہے۔ اور شہر مین صدر تھانہ اور اطراف شہر مین چہار طرف تھانہ کرانی گنج کا علاقہ ہے۔ اِن تھانون مین سابق داروغہ کی جگہ ایک سب انسپکٹر اور ایک یا دو ہیڈ کنسٹبل اور چند کنسٹبل رہتے ہین۔ اور اِن تھانون کے متعلق بہت سے آؤٹ پوسٹ (چھانڑی) ہین جنمین ایک ہیڈ کنسٹبل اور چند کنسٹبل ہین۔ علاوہ اسکے ہر گانون مین چوکیدار مقرر ہین جو گانون کی پنچایت کے ماتحت گانون کی نگاہبانی کرتے ہین۔ اسوقت گانون کی پنچایت کو گورنمنٹ سے اختیار دیا گیا ہے کہ وہ چوکیدارون کا انتظام کرین۔ اِس پنچایت کے ذریعہ سے اسوقت دیہات کے بہت سے معاملے بھی فیصل ہوتے ہین پنچایت کے ممبر دیہات کے معتبر لوگ ہین۔

بہرۂ دویم ذکر سلطنت ہندو راجگان

تا عہد سلطنت اسلامیہ

اس ضلع کا قدیم حال بخوبی معلوم نہین ہوتا
ہے فقط اسقدر دریافت ہوا ہے کہ سنہ عیسوی کے تنو برس پیشتر اس
ضلع کے دکھن حصے مین کچھ دن راجہ بکرماجیت کی تخت گاہ تھی اور اُسکے
نام سے پرگنہ بکرم پور نامزد ہے مگر راجہ بکرماجیت جو اُجین کا مشہور راجہ تھا
اوسکا بنگالے مین آنا کسی معتبر تواریخ سے ثابت نہین ہے۔ یہ اور کوئی
راجہ بکرم تھا جس نے پال خاندان کے راجگان کے قبل اس ضلع مین سلطنت
کی تھی اوسیکے نام سے پرگنہ بکرم پور مشہور ہے اور اسکی راجدھانی رام پال
مین تھی۔ بعد اوسکے راجگان قوم بدھ کی کہ جن سے پال کی نسل جاری
ہوئی ہے بنگالے کے راجہ ہوئے جنکا پہلا راجہ گوپال[1] تھا جسکی سلطنت کا
زمانہ ۸۵۵ء تھا۔ بعد اوسکے اوسکا بیٹا دہرم پال اوسکا جانشین ہوا۔
اوسکی حکومت کا زمانہ ۸۷۵ء تھا۔ بعد ازان اوسکا بھائی واک پال کا بیٹا
دیو پال تخت نشین ہوا۔ اوسکی سلطنت کا زمانہ ۸۹۵ء تھا۔ بعد انتقال
دیو پال کے اوسکے بھائی جے پال کا لڑکا وگیا پال سریرآرائے سلطنت ہوا

---

[1] ڈاکٹر رام چندر لال کی تاریخ ہند جلد ۲ باب ۱۳

اوسکی حکومت کا زمانہ ۹۱۵ء تھا۔ دیگر اپال نے سبھیا قوم کی لڑکی لجّہ کے
ساتھہ شادی کی تھی اوسکے بطن سے ایک لڑکا نراین پال نام پیدا ہوا تھا
جو اوسکی سلطنت کا مالک ہوا اوسکی سلطنت کا زمانہ ۹۳۰ء تھا۔ یہ شخص
بڑا عالی رتبہ اور قابل تحسین راجہ تھا۔ اور اسنے بہت شفاخانہ اور ساکین کے
رہنے کے واسطے مکانات اور اونکی پرورش کے لیے سامان کیا تھا۔
اس خاندان کے تین راجگان کی تخت گاہ اس ضلع مین بورھی گنگا اور
دہلسری ندیون کے اوترسمت کو تھی اور نشان اونکی دارالسلطنت کے
اب تک موجود ہین۔ چنانچہ جس پال کی تخت گاہ مقام ماوصب پور پرگنہ
طالب آباد مین تھی ہریشچندر پال کی تخت گاہ مقام کاٹی باڑی مین جو
نزدیک سبھار کے ہے اور سیسو پال کی سریر گاہ مقام کپاسیہ پرگنہ
بھوال مین تھی۔ ڈاکٹر راجندر لال لکھتے ہین کہ پال خاندان کے تاریخی
بیان کی دلیل ایک تانبے کے پتر پر ہے جو ۱۷۸۰ء مین مونگیر کے کسی سابق
ویرانہ مکان مین ملا تھا جسکی تحریر کو سر چارلس ویلکنس نے ترجمہ کرکے
شایع کیا تھا۔ اس پتر مین پہلا نام گوپال ہے جو ایک بڑا عابد راجہ
تھا۔ اگرچہ اوسکا مذہب بیان نہین کیا گیا مگر حقیقت مین وہ بُدھ دھرم
کا پابند تھا۔ اوسکا بیٹا دھرم پال کوہ ہمالیہ کے اطراف مین غارت گری کی
حالت مین مرگیا اوسکی بی بی کینا دیوی کے بطن سے دیوپال پیدا ہوا

جو اوسکا جانشین تھا۔ اس پتھر کے ملنے کے کچھہ دنون بعد دیناج پور کے بودل مندر مین ایک پتھر ملا جسکو کسی پال راجہ کے وزیر نے کھود واکر لگایا تھا اس پتھر کی تحریر کو بھی پہلے سرچارلس ولکنس صاحب نے ترجمہ کیا تھا۔ بعد ازان بابو پرتاب چند گھوسال نے صحیح ترجمہ کرکے شایع کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پتھر نراین پال کے وزیر نے کھود وایا تھا یہ راجگان بدھہ مذہب رکھتے تھے۔ مگر اونکے وزرا اور امرا اکثر ہندو تھے اُن راجون کی جاے حکومت اکثر بھاگرتی ندی کے پچھم تھی۔ جہانتک کہ صوبہ بہار کی سرحد ہے۔ اور کُل سلطنت مگدھہ کی بھی اُنکے قبضے مین آگئی تھی جسکا اوتر سیوانہ ترہت۔ مالدہ۔ راج شاہی۔ دیناج پور اور رنگ پور تھا۔ ہر چند کہ راجگان پال خاندان کی سلطنت کے زوال کا حال کما حقہ دریافت نہین ہوتا ہے مگر اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جب اِس ملک کے لوگ بدھہ دھرم سے متنفر ہوکر ہندو دھرم کی طرف جو قدیم دھرم اِس ملک کا تھا۔ راغب ہوئے۔ اور راجگان قوم سینیہ کیجانب جو ہندو تھے رجوع لاے سین خاندان کی ثروت بڑھتی گئی۔ اور ملک قبضے مین آتا گیا۔

راجگان سین خاندان

راجگان سین خاندان نے پال قوم کے راجگان کو مغلوب کرکے اُنکی سلطنت پہ قبضہ کیا۔ ڈاکٹر راجندر لال بیان کرتے ہیں کہ جیسا پال خاندان کے راجون کے وقت کا نوشتہ تانبے کا پتر پایا گیا ویسا ہی سین خاندان کے راجگان کے وقت کے کئی پتھر پائے گئے۔ جسمین اُس خاندان کے راجون کا حال کندہ ہے۔

خاندان سین کا کُرسی نامہ

۱ ویراسین یا ویرسین . . . . . . عہد سلطنت سنہ ۹۸۶ع

۲ سومنت سین ابن ویراسین . . . ایضاً سنہ ۱۰۰۶ع

۳ ہیمنت سین ابن سومنت سین . . . . ایضاً سنہ ۱۰۳۰ع

۴ وجے سین عرف سکھ سین ابن ہیمنت سین . . ایضاً سنہ ۱۰۴۶ع

۵ بلال سین ابن وجے سین . . . . ایضاً سنہ ۱۰۶۶ع

۶ لکھمن سین ابن بلال سین . . . . . . ایضاً سنہ ۱۱۰۶ع

۷ مادھو سین ابن لکھمن سین . . . . ایضاً سنہ ۱۱۳۸ع

۸ کیسب سین ابن بلال سین . . . . . . ایضاً سنہ ۱۱۳۹ع
برادر مادھو سین۔

۹ اسوکا سین عرف لکھمنیہ پسر لکھمن سین . . . ایضاً سنہ ۱۱۹۵ع

کو درجۂ اول اور کایستھون کو جو اِن برہمنون کی خدمت گاری مین قنوج سے آئے تھے۔ درجۂ دوم دیا جو ہنوز اُن قومون مین قایم ہے اور باقی لوگون کا اس ملک کے سُدر نام رکھا اور اُنھین الگ الگ فرقے مقرر کئے۔ اور ہر فرقے کیواسطے الگ الگ پیشیہ مقرر کیا جو آجتک چلا آتا ہے۔ اور ہر فرقہ اپنے پیشیہ سے نامزد ہے۔ ڈاکٹر وایز اپنے نوٹ مین لکھتے ہین کہ بکرم پور کے چھتیس[۳۶] گانؤن مین اُن پانچ برہمنون کی اولاد بسی ہوئی ہے جنکو آدلیسور نے قنوج سے بلایا تھا اُن برہمنون مین چند فرقے ہین سب سے اعلے چٹو پدھیا۔ گنگوپدھیا اور موکھاپدھیا ہین۔ اُنکو چٹرجی۔ گنگولی۔ اور موکھرجی بھی کہتے ہین یہ لوگ کولین ہین۔ اُنکی اصل قومیت ہنوز باقی ہے اور فرقون مین خلط ملط ہونے کی وجہ سے وہ کولین نہین رہے۔ کایستھون مین بھی گھوس۔ بوس۔ گوہا۔ اور متّر کولین ہین۔

آدلیسور کا بیٹا سامنت سین۔ سامنت سین کا بیٹا ہمنیت سین ہمنیت سین کا بیٹا وبجے سین وبجے سین کا بیٹا بلال سین جو [۶۶]سنہ۱۰ع مین تخت نشین ہوا تھا وہ قوم سینیہ کے راجگان مین بڑا نامور راجہ تھا اور پرگنہ بکرم پور مین رہتا تھا جہان اُسکے مکان کا ہنوز نشان پایا جاتا ہے اوس نے چالیس[۴۰] برس سلطنت کی اوسکی اولاد نے

تا عہد سلطنت اسلامیہ بنگالے مین راج کیا اُن راجون کا مذہب[۱] ہندو تھا۔
بعد بلال سین کے سنہ ۱۰۶۶ء مین اوسکے بیٹے لکھمن سین نے اپنے
باپ کی جگہ پر سریر آرا ے سلطنت بنگالہ ہوکر دار السلطنت بکرم پور
سے گوڑہ مین منتقل کی وہ سرزمین اسوقت ضلع ہوگلی کے متعلق
ہے اور اس شہر کو نہایت رونق بخشی۔ اور بڑے بڑے مکانون
سے آراستہ کرکے نام اوسکا لکھنوتی رکھا۔ اوسکے بعد مادھوسین تخت
نشین ہوا بعد مادھوسین کے کیسب سین اور بعد کیسب سین کے اسوکا یا
اسوسین عرف لکھمینیہ مالک سلطنت کا ہوا اور یہی اخیر راجہ اِس خاندان کا
تھا جس کے ہاتھ سے ملک بنگالہ قبضے مین سلاطین اسلام کے آیا۔
منہاج الدین جوزانی طبقات ناصری مین لکھتے ہین کہ جب
رائے لکھمینیہ کے باپ کیسب سین نے انتقال کیا لکھمینیہ اپنی مان کے
شکم مین تھا۔ ارکان دولت نے تاج شاہی اوسکی مان کے شکم پر
رکھا اور سب نے اوسکی اطاعت قبول کی جب اوسکی ولادت کا وقت
آیا اور آثار وضع حمل کے ظاہر ہوئے منجمون اور برہمنون کو جمع کیا۔

---

[۱] راج شاہی کے پتھر اور باقر گنج کے تانبے کے پتر مین لکھا ہے کہ یہ راجگان شیو مت ہی
تھے اور شیو کی پرستش کرتے تھے۔ نارائن دگھی کے پتر مین لکھا ہے کہ وے وشنو
نارائن کی پرستش کرتے تھے۔

کہ ساعت دیکھین اور طالع آزمائین سب نے بالاتفاق بیان کیا۔ کہ
اس لڑکے کا اسوقت تولد ہونا نہایت نحوس ہے وہ بادشاہی نہین
کر سکیگا اگر اسکے دو ساعت بعد تولد ہو تو نہایت وقت نیک اور
ساعت مسعود ہے اسّی سال سلطنت کریگا جب اوسکی مان نے نجمون
کی یہ بات سُنی حکم دیا کہ اوسکے دونون پانون باندھکر نگون سار لٹکا دین
اور منجمون کو بٹھائین تاکہ وقت دیکھتے رہین چنانچہ ویساہی عمل مین
آیا جب ساعت نیک آئی اوسکو نیچے اوتارا اوسیوقت لکھمینیہ
تولد ہوا مگر اوسکی مان زمین پر اوترتے ہی اوس سختی کے تحمل سے
جو اوسپر گذری تھی مرگئی لکھمینیہ کو سب نے تخت پر رکھا اور اوس
نے اسّی برس سلطنت کی اکثر تواریخ اور بلاک مین صاحب اور
ڈاکٹر راجندر لال متر کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ بختیار خلجی نے
جو سپہ سالار سلطان قطب الدین کا تھا سنہ ۱۲۰۳ء مین ملک بنگالہ
لکھمینیہ کے ہاتھ سے لے لیا۔ اور وہ کامروپ کیطرف بھاگ گیا

بہرہ سیوم ذکر سلطنت اسلامیہ تا عہد حکومت افغانیہ

سنہ ۱۲۰۳ء مین بعہد حکومت سلطان قطب الدین کے جو سپہ سالار سلطان
شہاب الدین غوری کا تھا اور بعد مرگ اپنے مالک کے اپنے کو مملکت

ہند کا بادشاہ بالاستقلال قرار دیا تھا ملک بنگالہ مسلمانون کے تابع سلطنت
ہوا اور پورب بنگالے کے واسطے چند قاضی مقرر ہوئے ان مین سے
ایک قاضی بکرم پور مین اور دوسرا سنار گانون مین جو اوسوقت دارالسلطنت
پورب بنگالے کا تھا دارالقضات مقرر کر کے حکمرانی اور قضاے حاجات
رعایا کی کرتے تھے۔

۱۲۷۹ع مین بعہد سلطنت سلطان غیاث الدین بلبن شاہ کے
کشور بنگالہ کے واسطے نوابی کا عہدہ مقرر ہوا اور پہلا نواب بنگالے کا
سلطان الدین طغرل مامور ہوا جسکی سکونت گاہ بکرم پور مین تھی اور
۱۲۸۰ع مین ضلع تپرہ پر تاخت کر کے وہان سے بہت سا مال
ومتاع نقد وجنس اور سیکڑون ہاتھی لوٹکر لایا آخر کو شاہ بلبن سے
کہ جسکا وہ غلام تھا۔ باغی ہوکر سنار گانون مین بھاگا۔ اور یہان سے
ہزیمت پاکر اڑیسہ کی طرف چلا گیا۔ وہان بلبن شاہ کے سپہ سالار محمد شاہ
کے ہاتھ سے مارا گیا۔

سلطان الدین طغرل

۱۲۸۲ع مین سلطان ناصر الدین بغرا خان خلف سلطان
غیاث الدین بلبن شاہ سریرآراے سلطنت بنگالہ ہوا اُس نے
آٹھ برس حکمرانی کی اور سنار گانون مین دارالحکومت قایم رکھی ۱۲۹۹ع
مین بعہد سلطنت سلطان علاءالدین ماضی کے بہادر خان سنار گانون

ناصر الدین بغرا خان

بہادر خان

کا نواب مقرر ہوا اور سنہ ۱۳۲۴ع تک حکومت پر قائم رہا آخر ظالم اور بدعمل نکلا جب اُسکے ظلم اور بدعملی کی خبر سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کو (جو کہ اندنون تخت نشین دہلی کا تھا) پہنچی اُس نے ایک دستہ فوج لیکر تاخت کی اور بہادر خان کو گرفتار کرکے دہلی لیگیا۔ اور طاطر کو

بہرام خان

اُسکی جگہ مقرر کرکے بہرام خان خطاب دیا اُس نے چودہ برس نوابی کی اُسکے انتقال کے بعد سنہ ۱۳۳۰ع مین اُسکے سلاح بردار فخر الدین نے اپنے

سلطان سکندر

کو مالک سلطنت کا کیا اور اپنا نام سلطان سکندر مشہور کرکے سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا۔ اور بطمع حصول ایالت سارے بنگالے کی شہرستان گوڑ پر جو دار السلطنت پچھم بنگالے کا تھا۔ تاخت کیا اور وہان شکست پاکر مارا گیا اُس نے صرف اڑھائی برس سلطنت کی

مبارک شاہ

اوسکے مارے جانے کے بعد مبارک شاہ نامی ایک شخص اوسکا جانشین ہوا۔ اور سترہ مہینے کے بعد وہ بھی سلطان شمس الدین کے ہاتھ سے مارا گیا اور سلطان شمس الدین سارے بنگالے کا مالک ہوا۔

سلطان شمس الدین

مشہور ہے کہ سلطان شمس الدین پہلا شخص ہے کہ جسنے بنگالے مین بالاستقلال اور بہ استحکام تمام فرمان روائی کی اور بہت سا لشکر جرار خنجر گذار لیکر والی تیرہ پر تاخت کی اور وہان سے مال و متاع اور ہاتھی لوٹ کر لایا اور بعد چند سال کے سنار گانو سے پنڈوہ مین جو قریب شہرستان گوڑ کے ہے جا کر اپنا دار السلطنت بنایا۔

اور وہان دس برس تک اقامت گزین ہوکر والی بہار کے ساتھ ایک جنگ عظیم برپا کی۔ والی بہار چونکہ تابع فرمان سلطان دہلی کا تھا شہنشاہ سے اعانت چاہی اوسوقت فیروز ابن رجب سالار اورنگ نشین دہلی کا تھا وہ والی بہار کی کمک کو بہت سی فوج لیکر خود بہار مین پہونچا اور وہان سے پنڈوہ تک آیا اور اُس مقام کو قبضۂ تصرف مین لایا۔ سلطان شمس الدین نے لاچار ہوکر وہان سے گریز کرکے مقام اکڈالا مین جو قریب سنار گانون کے پرگنہ بھوال مین ہے آکر مستحفظ ہوا ہرچند کہ افواج فیروز شاہ تعقب کرتی ہوئی یہان تک بھی پہونچی مگر کامیاب نہین ہوسکی کیونکہ وہ قلعہ بہت مستحکم اور مضبوط تھا اور زمانہ بارش کا بھی پہونچ گیا تھا اسلیئے لاچار فیروز شاہ نے صلح کی اور باآشتی کچھ پیشکش اور تحایف لیکر دہلی کو مراجعت فرمائی جب سے فیمابین ممالک محروسہ شاہ دہلی اور کشور بنگالہ کے حدود متعینہ قرار پائے اور شمس الدین بلا تشویش و تردد مستقل بادشاہ ہوکر حکمرانی کرتا رہا۔ اوسنے سولہ برس باکامرانی زندگانی کی۔ بعد وفات سلطان شمس الدین کے اوسکا بیٹا سلطان سکندر سنہ ۱۳۵۸ع مین اوسکا جانشین ہوا۔

سلطان سکندر

جب خبر رحلت سلطان شمس الدین کی فیروز شاہ کو پہونچی اوس نے پھر لشکر جرار لیکر بنگالے پر تاخت کی لیکن کامیاب نہین ہوسکا۔ کیونکہ سلطان سکندر نے بدستور اپنے پدر بزرگوار اوسی حصار

استوار مین الڈا لاکے پناہ لی افواج فیروز شاہ نے ہرچند کہ اوس قلعہ کو محاصرہ کیا مگر موسم برسات کے آنے اور باد و باران کے شروع ہونے سے تنگ آکر فیروز شاہ نے پھر صلح کی اور چند زنجیر فیل نذر لیکر دہلی کو روانہ ہوا۔ اور پھر کبھی اسطرف کا عزم نہین کیا۔

غیاث الدین ثانی

سکندر شاہ کا بیٹا غیاث الدین ثانی نے جو اپنے باپ کو قتل کر کے تخت نشین بنگالے کا ہوا تھا۔ بڑی ناموری کے ساتھ سلطنت کی باپ کو مارنے کی وجہ یہ ہوئی کہ سکندر شاہ کی دو بیبیان تھین ایک کی طرف سے غیاث الدین اور دوسری سے سترہ لڑکے تھے غیاث الدین کو معلوم ہوا۔ کہ اوسکی علاتی مان اوسکے ہلاک کرنے کے درپے ہے اسلیے بھاگ کر کسی طرف چلا گیا اور وہان جاکر فوج مہیا کرنے لگا۔ سکندر شاہ اوسکی دوسری بی بی کے اشتعال سے جو غیاث الدین کی دشمن جانی تھی سپاہ لیکر بیٹے کو ہلاک کرنے گیا۔ اور دونون لشکرون مین لڑائی ہوئی۔ آخر باپ مارا گیا۔ یہی غیاث الدین شاہ ہے کہ جس نے حضرت خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی علیہ رحمۃ کو دعوتِ قدم رنجہ اپنے بارگاہ مین کی تھی لیکن خواجہ حافظ نے چونکہ اوسوقت نہایت ضعیف اور کبیر سن ہو گئے تھے۔ اوسکی دعوت قبول نہین کی صرف ایک غزل لکھکر بھیجی۔ جسکا ایک شعر اور مقطع یہ ہے ؎ شکر شکن شوند ہمہ طوطیانِ ہند

این قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود
بحافظ ز شوق مجلس سلطان غیاث دین
غافش شوکہ کار تو از نالہ میرود۔

سنہ ۷۶۸ء مین سلطان غیاث الدین نے اس دار فانی سے رحلت کی اوسکے وفات کے بعد اوسکا بیٹا سلطان السلاطین اور اوسکے بعد اوسکا بیٹا سلطان شمس الدین ثانی سریر آراے سلطنت بنگالہ ہوا کہتے ہین کہ اِسی زمانے مین ایک شخص ہندو نزاد بنام راجہ گنیش مالک اس ملک کا ہوا اور ہدایت ازلی کے سبب آخر کو مسلمان ہوگیا۔ بعد گنیش کے اوسکا بیٹا جیت مل ملقب بہ سلطان جلال الدین تخت نشین بنگالے کا ہوا۔

سلطان السلاطین

شمس الدین ثانی

راجہ گنیش

سلطان جلال الدین

اس عہد مین شہرستان گوڑ پھر دار الریاست بنگالے کا ہوا اوسنے بہ نسبت سابق کے اوس شہر کو زیادہ رونق دی اور بہت سے مکانات اور مساجد تعمیر کروائین۔ اوسکے بعد اوسکا بیٹا احمد شاہ سریر آرا ہوا۔ اسی عہد مین امیر تیمور گورگان ہندوستان مین آیا تھا۔ مگر ایک سال سے زیادہ نہین رہا۔ بعد مراجعت امیر تیمور کے ہندوستان مین بہت سے فتور واقع ہوئے۔ اور ملک چھوٹے چھوٹے صوبجات مین تقسیم ہوگیا۔ اور بنگالے مین حبشیون کی سلطنت ہوئی جسکا اخیر بادشاہ شیدی بدر عرف مظفر شاہ جو نہایت سفاک بیباک ستمگار اور مردم آزار

احمد شاہ

شیدی بدر

تھا بعد ازان سادات کی سلطنت ہوئی جسکا پہلا بادشاہ سید حسین شریف
مکی ہوا جو وزیر مظفر شاہ حبشی کا تھا اور بعد انتقال مظفر شاہ کے سپاہ
اور رعایا نے اُسے بادشاہ بنایا تھا مشہور نام اوسکا سلطان علاءالدین
ہوا۔ اوس نے بڑی قوت اور شوکت کے ساتھ بنگالے مین سلطنت
کی بعد اُسکے اُسکا بیٹا نصرت شاہ تخت نشین ہوا۔ اسی زمانہ یعنی
سنہ ۱۵۲۶ع مین ظہیرالدین محمد بابر شاہ نے کابل کیطرف سے ہندوستان
مین آکر سلطنت دہلی کو مسخر کیا اور بنا سلطنت مغلیہ کی ہوئی اُسوقت
سلطان محمود لودی تخت نشین دہلی کا تھا جب وہ آوارہ ہوکر بہار
کی طرف سے بنگالے مین آیا۔ نصرت شاہ والی بنگالہ نے اُسکی
تائید اور سب طرح خاطرداری اور مہمان نوازی کی اِس خبر کے سُنتے
ہی بابر شاہ نے بنگالے کی طرف لشکرکشی کی اور نصرت شاہ پر حملہ
کیا۔ نصرت شاہ نے دوراندیشی کی راہ سے امان خواہ ہوکر فرمانبرداری
بابر شاہ کی قبول کی بابر شاہ نے بھی اوسکی رعایت کی اور اوس کا مُلک
اوس کو بخشا۔

سلطان علاءالدین

نصرت شاہ

بعد نصرت شاہ کے اُسکا بیٹا محمود شاہ تخت پر بیٹھا
وہ زمان استیلا مین شیر خان کے مغلوب ہوا اور اسم و رسم
سلطنت کا اِس خاندان سے جاتا رہا۔ اور پٹھانونکی عملداری ہوئی۔

محمود شاہ

بہرۂ چہارم

بہرۂ چہارم ذکر سلطنت افغانیہ
تا عہد حکومت مغلیہ

شیر خان

شیر خان کہ اصل نام اوسکا فرید خان تھا۔ قوم افغان اور نسل سے ابراہیم خان کے تھا۔ سلطان بہلول لودی کے وقت مین اوسکو بڑی سرفرازی حاصل تھی اور وہ ایک مدت دراز تک بابر شاہ کی خدمت مین بھی تھا۔

ہمایون شاہ خلف بابر شاہ کے وقت مین باغی ہوکر بہار کی طرف آیا۔ اور اس خطے کو اپنے قبضۂ تصرف مین لایا بعد ازان بنگالے پر تاخت کر کے اس پر قبضہ کیا۔ آخر کو شاہ دہلی یعنے ہمایون شاہ سے صف آرا ہوکر غالب آیا اور تخت شاہی پر جلوس کر کے شیر شاہ ملقب ہوا شیر شاہ کی یادگارون سے بہت سی تعمیرات اتبک ہند اور بنگالے مین موجود ہین اور شیر شاہ کی بنائی ہوئی سڑک جو دہلی سے آسام تک گئی ہے ہنوز قایم ہے۔

محمد خان

۱۵۴۵ء مین شیر شاہ کی وفات ہوئی بعد شیر شاہ کے اوسکے بیٹے سلیم شاہ نے اپنے کسی خویش محمد خان سور کو ایالت بنگالے کی تفویض کی اُسنے تا زمان حیات سلیم شاہ اوسکی اطاعت

بجالائی۔ بعد سلیم شاہ کے سرکشی پر کمر باندھی اور خود مستقل بادشاہ بنگالے کا ہوا۔

بہادر شاہ

سنہ ۹۵۵ء مین محمد خان بہادر شہنشاہ دہلی داہر بادشاہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اوسکا بیٹا قائم مقام اپنے باپ کی سلطنت کا ہوا۔ اور پانچ سال استقلال کے ساتھ سلطنت رانی کرکے سنہ ۹۶۰ء مین انتقال کیا بعد اُسکے اُسکا بھائی سلطنت کا مالک ہوکر بعد تین برس کے اُسنے بھی اس دار فانی سے رحلت کی اُسکا بیٹا کہ نہایت نوجوان تھا جانشین اپنے باپ کا ہوا اور وہ بھی بعد چند روز کے ملک عدم کا راہی ہوا۔

سلیمان کرانی

سنہ ۹۶۴ء مین سلیمان کرانی کہ قوم افغان سی تھا بہ آرای سلطنت بنگالہ ہوا۔ اور خرد و ہوشیاری کی راہ سے گونا گون تحایف اور ایلچی شہنشاہ دہلی ابو الفتح جلال الدین اکبر شاہ کی خدمت مین بھیجا۔ اور ہمیشہ مراتب خلوص و اطاعت کے بجالایا۔ اِس ذریعہ سے کشور بنگالہ کو تاخت و تاراج سے افواج شہنشاہ کے محفوظ رکھا اور اسی زمانے مین

کالا پہاڑ

کالا پہاڑ سپہ سالار سلیمان کرانی کا کہ وہ نسل سے برہمن کے تھا اُڑیسہ پر تاخت کرکے جگنا تھ کو جلایا اور بہت سے بُت بنگالہ اور اُڑیسہ کے اُسکے ہاتھ سے مُنہدم ہوئے اور ہزارون برہمن ذی وقار کو ذلیل و خوار کیا چنانچہ ابتک بنگالے کے اکثر شہر اور دیہاتون مین

بہت سے بت بنی شکستہ پڑے نظر آتے ہین۔ یہ سب کالا پہاڑ کے تغلب کی نشانیان ہین بعد سلیمان کرانی کے اوسکا بیٹا داود خان تخت نشین بنگالے کا ہوا اُس نے اپنی امنت وجاہ خزاین و سپاہ کے غرور مین اطاعت سے شہنشاہ دہلی کی سر پھیر کر خیرہ سری شروع کی آخر ذلیل وخوار ہوکر امان چاہی اور اطاعت قبول کی اور عہدنامہ لکھدیا شہنشاہ دہلی اکبر بادشاہ نے درخواست منظور کی اور اُڑیسہ کی ریاست اُسے مرحمت فرمائی اور منعم خان کو جو سپہ سالار اکبر شاہ کا تھا حسب درخواست اوسکی بنگالہ کا حاکم مقرر کیا اُسنے بنگالے مین آکر شہرستان گوڑ مین اقامت اختیار کی۔

اسی زمانہ یعنے ۱۵۷۵ء مین قضاے ایزدی سے بنگالے مین وباے ہولناک حادث ہوئی۔ اور ہر روز ہزارون بندگان خدا جان بحق تسلیم ہونے لگے۔ یہان تک لوگ مرتے تھے کہ دفن کرنے یا جلانے کو آدمی نہین ملتا تھا جسقدر لوگ کہ زندہ تھے خوف سے مُردون کے پاس نہین آتے تھے۔ آخر یہ نوبت ہوئی کہ لاشین دریا مین ڈالی گئین۔ اسی ایام مین حاکم بنگالہ منعم خان بھی مع لواحقین رخت حیات باندھکر ملک عدم کو سدھارا۔ غرض تھوڑے دنون مین شہرستان گوڑ جو دو ہزار برس سے آباد اور انواع رعونت سے معمور تھا ویران ہوگیا۔

جب خبر مرگ منعم خان کی داؤد خان کو پہونچی اُسنے پھر سرکشی
شروع کی اور اپنے عہد نامے سے گذر کر بدعہدی کی راہ سے پچاس ہزار[۵۰۰۰۰]
فوج لیکر افواج مغلیہ کے مقابل ہوا اور اکثر کو شکست دیکر بنگالے
سے نکال دیا۔ اور مقام راج محل کو اپنا مخیم جاہ وجلال کیا۔ افواج
مغلیہ نے پھر اپنے کو درست اور ہر طرف سے عساکر ظفر پیکر جمع کرکے
راج محل کو محاصرہ کیا۔ اور افواج افاغنہ کو شکست دیکر داؤد خان
کو گرفتار اور اُسکے سر کو تن سے جدا کرکے شاہ اکبر کے حضور مین بھیجا[۱]
سرداران قوم افغان کے تعمیر کئے ہوے بہت سے مکانات اور مساجد
اِس ضلع کے متعلق مقام کیا سیہ اور سبہار مین تھین جو اسوقت
منہدم ہو گئی ہین۔

بہرۂ پنجم ذکر سلطنت مغلیہ

تا عہد حکومت سُلطان محمد شجاع

بعد قتل داؤد خان کے ریاست بالاستقلال بنگالے کی افغانون کے
ہاتھ سے ایکبارگی جاتی رہی اور یہ ریاست بنگالہ اور بہار سلطنت مُغلیہ

---

[۱] ایک شاعر نے داود کے شکست کی تاریخ لکھکر اکبر کے حضور مین پیش کی تھی۔ چو ملک سلیمان زداؤد رفت

راجہ تودرمل

کے تابع ہوئی اور راجہ تودرمل حاکم بنگالہ ہوا۔ اُسنے انتظام خراج وغیرہ امور مالی کا کر کے طومار جمیع اراضی جاگیر وخالصہ کا درست کیا اور صرف ایک صوبہ بنگالے مین ایک سوسات لاکھ روپیہ تحصیل سالانہ مقرر کیا بعد ازان ۹۸۵ھ مین خاقان اکبر نے راجہ مان سنگہ کو صوبہ دار بنگالہ اور

راجہ مان سنگہ

بہار کا مقرر کر کے بھیجا یہ وہی مان سنگہ ہے جسکی بہن کو جہانگیر شاہ اپنے عقد نکاح مین لایا تھا۔

راجہ مان سنگہ مسند نشین صوبہ داری بنگالہ اور بہار ہو کر افغانان اُڑلیسہ پر تاخت کر کے اونکو مطیع ومنقاد سلطنت مغلیہ کا کیا اور وہان سے با فتح وظفر مراجعت کر کے راج محل کو دار السلطنت بنگالے کا مقرر کیا اور اوسکی آبادی اور آراستگی مین متوجہ ہوا۔

راجہ مان سنگہ کے عہد صوبہ داری مین افغانان اُڑلیسہ نے دوبار بنگالے پر تاخت کیا مگر ناکام پھرے راجہ مان سنگھ نے مدت پندرہ سال تک نہایت عدل ورافعت اور شان وشوکت کے ساتھ صوبہ داری کی اور ۱۶۰۴ء مین اس عہدے سے استعفا دیا۔ اُسکے دوسرے سال یعنے ۱۶۰۵ء مین شہنشاہ کیوان جاہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ تخت گاہ حیات سے اُتر کر اپنے کشور جان کو ہاتھ مین قہرمان ممات کے سونپا اور شاہزادہ سلیم یعنے جہانگیر شاہ نے اورنگ سلطنت

جہانگیر شاہ

دہلی پر جلوس فرمایا۔

مان سنگھ بار ثانی

اس عہد مین راجہ مان سنگھ کی بڑی قدر و منزلت تھی اور ثانیاً صوبہ داری پر بنگالہ کے مامور ہوکر بڑی حشمت وشوکت کے ساتھ بنگالے مین آیا اور بعد چند روز کے پھر دربار شاہی مین واپس گیا

قطب الدین

اور قطب الدین عہدۂ ایالت بنگالہ پر سرفراز ہوا۔ قطب الدین کو صوبہ داری بنگالہ مین بھیجنے سے غرض یہ تھی کہ شیر افگن خان شوہر مہرالنسا عرف نورجہان بیگم کا تھا اور اُن دنون شہر بردوان مین رہتا تھا۔ اوسکا کام تمام کرے کیونکہ جہانگیر جو عاشق مہرالنسا کا تھا۔ اپنا مقصد دلی پورا کرنے کا ایسا کیا۔ قطب الدین نے بنگالے مین آکر وجود شیر افگن خان کا منہدم کرکے جہانگیر کے دلکو شاد کیا اور مہرالنسا ازدواج شاہی مین مشرف ہوکر نورمحل

نورجہان بیگم

اور بعدہٗ نورجہان بیگم ملقب ہوئی۔

بعد قطب الدین کے سنہ ۱۶۰۷ع مین شیخ علاءالدین اسلام خان

اسلام خان

نظامت بنگالہ پر ممتاز ہوا اور بنگالے مین آکر شہر ڈھاکہ کی بنا ڈالی اور دفاتر نظامت اور سارا اسباب ریاست راجمحل سے ڈھاکے مین لایا اور اُسکو دارالسلطنت بنگالے کا بنایا۔ کہتے ہین کہ جسوقت اسلام خان دارالریاست کے قابل زمین تلاش کرتا ہوا ڈھاکہ تک پہونچا تو یہ سرزمین بالکل سرخ مٹی کی نظر آئی جو نہایت اونچی اور

مستحکم معلوم ہوئی اُسنے اِس زمین کو پسند کیا اور نشان گاڑ کر احاطہ شہر
کا قایم کر کے نام اِسکا جہانگیر نگر رکھا اور خود خیمہ نسب کر کے قیام کیا چند روز
مین تعمیرات کا سامان ہوگیا اور کار و بار ریاست کے ہونے لگے۔ ہر طرف
سے لوگ آکر بسنے لگے۔ اور شہر آباد ہوگیا[1]۔

وجہ تسمیہ ڈہاکہ

وجہ تسمیہ شہر ڈھاکہ کی متقدمین دو طرح پر بیان کرتے ہین۔
ایک یہ کہ جسوقت اسلام خان شہر بنانے کی نیت سے اس سرزمین پر
پہونچا دیکھا کہ دریا کنارے کسان لوگ کچھ کام کر رہے ہین اُسنے پوچھا کہ
اس زمین کا نام کیا ہے کسان لوگ اسوقت ڈھاک کا جنگل کہ یہ ایک
قسم کا جنگلی درخت ہے کاٹ رہے تھے سمجھے کہ شاید اس درخت کا نام
پوچھتا ہے کہا کہ "ڈھاک کا" اسلام خان نے تصور کیا کہ اس سرزمین کا
نام ڈھاکہ ہے۔ پس اوسنے یہی نام لکھ لیا اور بعد ازان یہ سرزمین اُسی
نام سے مشہور ہوئی۔ دوسری یہ کہ جسوقت اسلام خان اس سرزمین پر
آیا اور اسکو شہر بنانے کے قابل تصور کیا خود کشتی سے چند لوگون کو لیکر اُترا
اُسوقت دریا کنارے چند ہنود پوجا کر رہے تھے اور ڈھاک[2] بجاتے
تھے۔ اسلام خان احاطہ شہر قایم کرنے کے واسطے آدمی بھیجکر اُس

---

[1] دارالریاست بنگالہ سُنار گانون سے منتقل ہو کر گوڑ اور راج محل مین جانے کی وجہ سے سُنار گانون کی سابق رونق کم ہوگئی تھی۔ شہر ڈھاکہ دارالسلطنت ہونے سے وہ ایکبار اوجڑ گیا۔
[2] ڈھاک ایک قسم کا بڑا ڈھول ہے جسکو ہنود اکثر تہوار اور پوجے مین بجاتے ہین۔

ڈھاکی کو جو ڈھاک بجاتا تھا اپنے پاس بُلایا اور دریا کنارے جو دکھن سیوانہ شہر کا ہے کھڑا کر واکر خوب زور سے ڈھاک بجانے کا حکم دیا اور تین شخص ن کو نشان دیکر تین طرف پورب پچھم اور اوتر روانہ کیا اور کہا کہ جہان تک اِس ڈھاک کی آواز پہونچے وہین نشان گاڑین چنانچہ ویسا ہی عمل مین آیا چونکہ اُسوقت یہ سرزمین بالکل میدان تھی بہت دور تک ڈھاک کی آواز پہونچی اس مابین کی زمین کا نام ڈھاکہ رکھا گیا۔ یعنے ڈھاک کی آواز سے سیوانہ قایم ہوا۔ اِس لیے اُسکا نام ڈھاکہ ہوا۔ اور بعد ابادی شہر کے اوسکا نام جہانگیر نگر مشہور کیا[لہ]۔ سُنار گانون جسکی آبادی دو ہزار برس کے آگے سے چلی آتی تھی۔ رفتہ رفتہ اوجڑنے لگا اور اُسکے سارے لوگ اور کارخانہ جات سب ڈھاکے مین چلے آئے اخروہ بالکل تباہ اور ویران ہو گیا۔ آبادی سُنار گانون کی علامات مین سے اتبک دو پختہ پُل باقی ہین۔ اور محلہ پنام جو ناف شہر مین تھا اور ساہو کار لوگ وہان بسے ہوے تھے ہنوز قایم ہے۔ اور اتبک وہی لوگ بسے ہوے ہین سُنار گانون مین خاص نگر کی دیکھی ایک مشہور اگبیر ہے اس ضلع ڈھاکہ مین اتنا

لہ ڈاکٹر ٹیلر صاحب اپنے ٹوپوگرافی آف ڈھاکہ مین لکھتے ہین کہ راجہ بلال سین نے ڈھاکیسری دیبی کے مندر کو از سر نو بنوایا یہ مندر راولیسور نے پہلے بنوایا تھا جو چند مدت مین بسبب عدم تلافی کے بالکل جنگل سے چھپ گیا تھا۔ بلال سین نے اوس جنگل کو صاف کروا کے دیبی کے مندر کو نکالا اور آراستہ کیا۔ چونکہ وہ دیبی بالکل جنگل سے چھپ گئی تھی اسلئے ڈھاکیسری یعنے چھپی ہوئی دیبی نام رکھا اور اسیکے نام سے اس سرزمین کا نام ڈھاکہ ہوا

بڑا تالاب اور نہین ہے۔ بودلگهیان اور بهی بکرم پور مین ہین ایک رام پال کی
اور دوسری دهامارن کی مگروہ خاص نگر کی دیگهی کے برابر نہین ہین۔

اسلام خان کو اس شہر کے بسانے سے اصل غرض یہ تهی کہ ارخنگی یعنے ارکانی مگ لوگ اس پورب بنگالے مین آکر ہر سال لوٹ وتاراج کرتے تهے اور یہان کے باشندون کو نہایت ایذا اور تکلیف دیتے تهے اور فرقہ پرتکیس کہ اندنون جہاز لیکر چاٹگام کی راہ سے آکر ان ملکون مین تاخت وتاراج اور دریا مین رہزنی کرتے[1] تهے۔ اسلیے ڈهاکے کو کہ پورب بنگالے کے ناف مین واقع ہے دار الریاست بنایا اور بڑی بڑی کوششون سے اُن اقوام کو ادهر آنے اور لوٹ تاراج کرنے سے روکا اور خود بہت سی فوج لیکر ارکان تک تاخت کر کے بہت سے ارخنگی اور پرتکیسون کو تہ تیغ کیا۔ دوسرا ایک کار نمایان اسلام خان سے یہ ہوا کہ افغانان اڑلیسہ عثمان خان پسر سردار پیشین کو اپنا افسر بنا کر بارادۂ فتح بنگالہ آمادۂ فتنہ پردازی کے ہوئے اسلام خان نے پہلے ایلچی بهیجکر سمجهایا اور اس ارادۂ فاسد سے باز رہنے کو کہا مگر افغانون کی خیرہ سری کے باعث عثمان خان کو یہ بات پذیرۂ خاطر نہین ہوئی اور شورش وفساد سے باز نہین آیا آخر کار اسلام خان کا سپہ سالار

---

[1] سنار گانون چونکہ دریاے برہمپترا کے کنارے واقع تها لوٹیرے اقوام کی کشتیان وہان یکسر پہونچ جاتی تهین۔ اسلیے اسلام خان نے وہان سے دار الریاست منتقل کی۔

شجاعت خان کے ہاتھ سے شکست فاش پاکر آوارۂ دشت نکبت و ادبار کا ہوا۔
یہ واقعہ سنہ ۱۶۱۱ع مین ہوا اور یہ اخیر تاخت افغانون کی تھی اسکے
بعد پھر وہ کبھی خیال ملک گیری کا دل مین نہین لائے دیہات اور قریون مین
عزلت اختیار کی چنانچہ ابتک اُس خاندان کے لوگ اس ضلع کے تھانہ
مانک گنج بسبھار اور نواب گنج وغیرہ کے دیہاتون مین بسے ہوئے ہین اور
اکثر ڈھاکہ و کلکتہ وغیرہ شہرون مین دفتری اور خدمتگاری کا کام کیا کرتے ہین

ابراہیم خان

بعد اسلام خان کے سنہ ۱۶۱۸ع مین ابراہیم خان شوہر خواہر نورجہان
بیگم بعطاے خلعت ناظمی بنگالہ سرفراز ہوا اور ڈھاکے مین آکر مسند
صوبہ داری پر جلوس کیا۔ اسی عہد مین قوم انگلشیہ پہلی بار تجارت کیواسطے
اس ملک مین آئی اور بناے بازرگانی کی ڈالی۔
کہتے ہین کہ ابراہیم خان کے وقت مین پہلے پانچ برس تک نظام
امور ریاست کے بخوبی ہوے اور ابراہیم خان نے آسامی اور راخنگی اقوام
کو حدود ریاست سے اپنے بالکل دور کیا اور افغانان اڑلیسہ کو بھی کہین
کہین وہ سرشورش اٹھایا کرتے تھے۔ زیروزبر کرکے فرمان پذیر بنایا اُسکے
عہد ایالت مین اس ملک مین سوداگری خوب چمکی۔ سوتی کپڑے ڈھاکے
مین اور ریشمی کپڑے مالدہ مین نہایت نفیس اور عمدہ تیار ہونے لگے اور
دور دور ولایتون مین اوسکی بڑی قدر ہونے لگی اور کثرت سے اوسکی

تجارت شروع ہوئی۔

اسمین ایک واقعہ یہ ہوا کہ تیسرا لڑکا جہانگیر شاہ شاہزادہ خرم ملقب بہ شاہ جہان واسطے دفع کرنے شورش و فتنہ اقصاے ملک دکھن کے طرف بھیجا گیا اور وہان سے کامیاب ہوکر مراجعت کی اور اس حسن خدمت کے بجالانے سے مورد الطاف اپنے پدر بزرگوار جہانگیر شاہ کا ہوا۔ نور جہان بیگم کو کہ مادر علاتی اُسکی تھی یہ خیال ہوا کہ مین شاہ جہان ولی عہد ہوکر وارث تخت ہو جاے اسلیے اوسنے یہ طرح ڈالی کہ جو تھا لڑکا جہانگیر شاہ کا شاہزادہ شہریار کہ جسکے ساتھ اُسنے اپنے پہلے شوہر شیر افگن خان کی صلبی لڑکی کی شادی کردی تھی بعد جہانگیر شاہ کے تخت نشین ہو اور جہانگیر شاہ کو بھی نوعے اس امر پر راضی کرلیا تھا

شاہزادہ خرم یعنے شاہ جہان نے یہ خبر سنکر نہایت رنجیدہ اور برانگیختہ خاطر ہوکر اغادت پر کمر باندھی اور پدر بزرگوار سے اپنے آشکارا دعوے تخت کا کیا۔ جہانگیر شاہ اشتعال سے نور جہان بیگم کے عزم جنگ مصمم کر کے بیٹے سے لڑنے کو فوج بھیجی آخر کشت و خون واقع ہوا۔ اور شاہ جہان ہزیمت پاکر دکھن کی طرف بھاگا اور اسطرف سے اڑیسہ کی راہ ہوکر بنگالے مین آیا۔

ابراہیم خان ایماے شہنشاہی سے شاہ جہان سے لڑنے

کو مستعد ہوا۔ اور جنگ عظیم درمیان افواج صوبہ دار بنگالہ اور شاہ جہان کے
واقع ہوئی آخر صوبہ دار کی فوج نے شکست کھائی اور صوبہ دار مارا گیا
شاہ جہان فتح یاب ہو کر ڈھاکے مین وارد ہوا اور خزینۂ صوبہ داری سے
چالیس لاکھ روپیہ لیکر اور یہان کا انتظام درست کر کے دہلی کی طرف
مراجعت کی راہ مین پھر افواج شاہنشاہی سے مقابلہ ہوا اور ہزیمت
پا کر دکھن کی طرف گریز کیا۔ اور وہان سے عفو جرایم کی عرضی اپنے والد بزرگوار
جہانگیر شاہ کیخدمت مین بھیجی شاہنشاہ بھی از راہ الفت پدری اسکے
جرائم سے درگذرا ہر چند کہ شاہ جہان دو برس بنگالے مین رہا مگر اپنی کوئی
یادگار نہین چھوڑی۔

شاہ جہان کا ڈھاکے مین آنا

بعد طے اس فتنہ و فساد کے خانہ زاد خان عہدۂ نظامت
بنگالے پر سرفراز ہوا۔ اور ڈھاکے مین آکر تھوڑے دنون مین سررشتہ
ملکی و مالی درست کر کے بائیس ہزار روپیہ بوجہ خراج بنگالہ دہلی بھیجا
یہ روپیہ بعد مدت مدید کے بنگالے سے گیا۔ کیونکہ قبل اسکے بسبب
شورش اور فتنہ انگیزی ارخنگیان اور پٹر لکا لیون کے بالکل محاصل
ملک کا لڑائی کی تدابیر اور اخراجات مین صرف ہوتا تھا۔

خانہ زاد خان

۱۶۲۸ء کی اوائل مین ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر شاہ
اس محل باط فانی سے سراے جاویدانی کی طرف سدھارا اور ابو المظفر

قاسم خان

شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ سریر سلطنت دہلی پر جلوس فرما ہوا اُسنے
قاسم خان کو خدمت صوبہ داری بنگالے کی عطا کرکے باشان و شوکت و
حشمت وصولت کے اسطرف بھیجا۔ قاسم خان سات گانون مین جو قریب
ہوگلی کے ہے وارد ہوکر انتظام امور ریاست مین مصروف ہوا اور بعد دو
سال کے درگاہ شاہنشاہی مین اس مضمون کی عرضی بھیجی کہ پُرتگالی المعروف
پرتکیسون نے نہایت شور و شغب برپا کرکے رہزنی آغاز کی ہے اور اکثر
اموال بازرگانان اور رعایا کا لوٹ لیتے ہین اس عرضی کے پیش ہوتے
ہی فرمان صادر ہوا کہ جلد اُن بدکیشون کو سزاے عمل دیکر ملک سے
دور کردین مطابق حکم شاہی کے قاسم خان نے سنہ ۱۶۳۱ء مین جنگ پرتگالیون
کی تیاری کرکے سنہ ۱۶۳۲ء مین افواج و حشم شایستہ لیکر بندر ہوگلی کو کہ پرتگالیون
نے وہان پر پروانگی بازرگانی کی پاکر بنہایت استحکام اور استقلال پیدا
کر لیا تھا۔ محاصرہ کیا پرتگالیون نے قافیہ وقت تنگ دیکھکر سالانہ بمبلغ تین
لاکھ روپیہ بطور جزیہ کے بیت الخزائن مین صوبہ دار کے دینے کو راضی ہوے
مگر قاسم خان نے قبول نہین کیا آخر کام جنگ و جدل پر ٹھہرا۔ پرتگالیون
کو شکست فاش ہوئی اور خطۂ ہوگلی مین تخت حکومت صوبہ دار بنگالے کے آیا اُس تاریخ سے
دفتر دیوانی سات گانون سے اُٹھکر ہوگلی مین آیا اور سات گانون جو تخمیناً ڈیڑھ ہزار برس سے
آباد تھا ویرانی مین لایا اور کوردہ ہوگیا اس فتح کی بعد ایک فسر ملقب بہ فوجدار کچھ فوج کے ساتھ

ہوگلی مین رہنے لگا اور اسکو امور سیاست ملکی کا اختیار دیا گیا۔

قاسم خان اُسی سال یعنے ۱۶۳۲ع مین قید سے عالم کون وفساد کے رہا ہوکر عالم باقی کی سیر کو کام فرسا ہوا۔

بعد ذوسال تسخیر ہوگلی کے ۱۶۳۴ع مین طایفہ بازرگانان قوم انگلش بارگاہ شاہنشاہی سے پروانگی تجارت کی حاصل کرکے بنگالے مین آئے اور بنا کاروبار کی ڈالی۔ وجہ اِس پروانگی کی یہ تھی کہ شاہنشاہ دہلی شاہ جہان بادشاہ جسوقت کہ اقصاے ممالک دکھن مین تھے قضارا انکی ایک لڑکی کے کپڑے مین آگ لگنے کی وجہ سے تن نازک کو اُسکے زحمت صعب پہنچی تھی۔ ہر چند کہ تدبیرین بہت سی ہوئین سو دمند نہین ہوئین۔ آخر مسٹر باٹن کہ طایفہ تجار انگلشیہ کا جراح تھا اور اندنون وہ طایفہ بندر صورت مین وارد تھا فرمان شاہی سے دربار مین حاضر ہوکر معالج اُس مخذرہ سراپردۂ خلافت کا ہوا اور تدبیر شایستہ سے چنگا کردیا صلا مین اِس حُسن خدمت کے زبان شاہ سے ارشاد ہوا کہ جو کچھ مامول اُسکا ہے بخشا جاے مسٹر باٹن نے اپنی ذات کیواسطے نہین چاہا بلکہ اوسنے درخواست کی کہ فرقۂ انگلشیہ کو پروانگی ہو کہ بنگالے مین بدون باج وخراج کے تجارت کرسکے اور اُس سرزمین مین بناے کارخانہ جات کی اجازت ملے چنانچہ شاہ جہان نے اوسکی درخواست منظور فرمائی اور بندر پیپلی مین کہ قریب بالیسر کے ہے تجارت گاہ بنانے کا

فرمان دیا۔ ۱۶۳۴ء مین قوم انگلیشہ نے پہلے بندر ہیبلی مین طرح اقامت کی ڈالی اور تجارت شروع کی بعد پندرہ سال کے ایک ور گروہ عیسائیونکا نام ڈچ مشہور دینمارک پر وانگی تجارت کی حاصل کرکے بنگالے مین پہونچا۔ اورکار وبار سوداگری کا شروع کیا۔

۱۶۳۸ء مین منصب نظامت بنگالہ اسلام خان مشہدی کو کہ مرد ذی فن اور کار آزمودہ تھا تفویض ہوا اور وہ بعز و شان بنگالے مین آیا اوسکی ایالت کے پہلے سال ہی مگت رائے والی ارخنگ کیطرف سے چاٹگام کی حراست مین مقرر تھا اپنے خداوند کی اطاعت سے منحرف ہوکر اس مرزبوم کو قبضۂ اقتدار مین صوبہ دار بنگالہ کے سونپا۔ چاٹگام پہلے ریاست تپرہ کے شامل تھا بعد ازان حوزۂ تصرف مین اہل اسلام کے آیا۔ مگر اثنائے حرب و پیکار فیمابین عساکر مغلیہ اور افغانون کے والی ارخنگ نے فرصت پاکر چاٹگام کو شامل اپنی ریاست کے کرلیا تھا۔ دوبارہ کہ اسلام خان مشہدی کے وقت مین مشمول ممالک بنگالے کے ہوا اور نام اوسکا اسلام آباد رکھا گیا۔

اسی زمانے مین راجۂ آسام نے پانسو کشتی لیکر دریاے برہم پوتر کی راہ سے بنگالے مین آکر تاخت و تاراج شروع کی اسلام خان مشہدی بہت سی جنگی توپین اور لشکر جرار لیکر اسطرف روانہ ہوا۔ اور آسامیونکی

ایسی خبر لی کہ آخر تاب مقاومت نہ لاکر بھاگ گئے اسلام خان مشہدی تعاقب کرتا ہوا اُن کے مُلک تک پہنچا اور تاختون سے اوسکو زیر و زبر کردیا اگرچہ مُدت ایالت اسلام خان مشہدی کی ایک سال سے زیادہ نہ تھی مگر اِس عرصے مین لشکر اسلام کوچ بہار تک تاخت کرچکا تھا اور اُس مُلک کی کچھ زمین پر بھی قبضہ ہوچکا تھا۔

بہرۂ ششم ذکر سلطنت سلطان محمد شجاع تا عہد حکومت نواب شایستہ خان

سلطان محمد شجاع

سنہ ۱۶۳۹ء مین شاہ جہان کے دوسرے لڑکے سُلطان محمد شجاع نے فرمان روائی مین کشور بنگالہ کے مامور ہوکر اور بکمال بیدارمغزی اور زیرکی سے مُدت تیئس برس تک کلید ابواب نظم و نسق اِس مُلک کی اپنے ہاتھ مین رکھی اور اس عہد مین صوبہ بہار ایک علاحدہ ریاست قرار پائی تھی سُلطان محمد شجاع نے بنگالے مین آکر پہلا کام یہ کیا کہ دفتر نظامت ڈھاکے سے راج محل مین لے گیا اور اُس خطے کو بناے عمارات پُرتمکین سے سابق سے بھی زیادہ آراستہ کیا۔ کہتے ہین کہ جب سلطان محمد شجاع نے راج محل مین نزول فرمایا مسٹر باٹن شرف ملازمت سے مشرف ہوا اتفاقاً شاہزادہ کی کوئی خاتون اُسوقت کسی مرض سخت مین مبتلا تھی چونکہ آوازہ طبابت مسٹر باٹن

کا مشہور تھا شاہزادہ نے اُس خاتون کے معالجہ کو ایما فرمایا اور حسن تدبیر سے مسٹر باٹن کی صحت حاصل ہوئی اور مسٹر باٹن مزید الطاف اور اختصاص سے سرفراز ہوا اور صلہ مین اس خدمت کے شاہزادہ نے طائفہ انگلشیہ کو بندر ہوگلی اور بالستر مین بنائے کاروبار تجارت کی پروانگی دی۔

سلطان محمد شجاع مدت آٹھ برس تک اپنے والد بزرگوار کی اطاعت اور عقیدت کے ساتھ بنگالے کی فرمان روائی کرکے بعدہ صوبہ داری کابل کے مقرر ہوا اور دو برس تک وہان رہکر پھر بنگالے مین آیا اور نو برس فرمان روائی مین اِس بلاد کے قائم رہا اور ڈھاکے کو دارالریاست مقرر کیا۔ چنانچہ اسکی بہت سی تعمیرات ہنوز ڈھاکے مین موجود ہین جسکا بیان بہرہ تعمیرات قدیم ڈھاکہ مین لکھا گیا ہے۔ اخیر مین پھر راج محل کو دارالریاست کیا۔

اس عرصے مین اِس مُلک کو سابق سے بہت رونق اور کاروبار کی ترقی ہوئی۔ ہر نوع کے ہنرمند کاریگر اہل حرفہ آبسے اور تجارت خوب پھیلی خراج کی بھی افزونی ہوئی۔ پیشتر یعنی ۱۵۸۲ء مین دیوان راجہ تودرمل کے وقت مین خراج بنگالہ ایک کرور ساٹھ لاکھ روپیہ تک ہوا تھا۔ سلطان محمد شجاع کے وقت مین ایک کرور اکتیس لاکھ روپیہ ہوا۔

القصہ ۱۶۵۷ء مین شاہجہان بادشاہ علیل ہوا اور اُن کے

چارون شاہزادے سلطان محمد شجاع داراشکوہ۔ سلطان مراد۔ اور اورنگ زیب
سبھی جلوس تخت شاہی کی کوشش کرنے لگے۔ سلطان محمد شجاع بنگالے سے
فوج لیکر بنارس تک پہونچا اُدھر سے داراشکوہ نے اپنے بیٹے سلطان سلیمان
شکوہ کو فوج جرار دیکر شجاع کے مقابلے کو روانہ کیا آخر سامنا جنگ وجدل
کا ہوا اور شجاع ہزیمت پاکر بنگالے مین پھر آیا اور دہلی مین تینون شاہزادے
باہم لڑ پڑے اور اورنگ زیب نے سبکو زیر کرکے شاہجہان کو قید کرلیا
اور خود اورنگ نشین دہلی کا ہوا۔

سلطان محمد شجاع نے جب سُنا کہ اورنگ زیب تخت نشین
ہوا اور والد بزرگوار کو قید کرلیا نہایت مغموم و متاسف ہوکر بلا چاری۔
اورنگ زیب کو مبارکباد لکھی اور استدعا کی کہ ایالت بنگالے مین اُسکو
قایم رکھے۔ مگر اورنگ زیب نے قبول نہین کیا تب تو آتش خشم سلطان
محمد شجاع کی نہایت مشتعل ہوئی اور پھر فوج لیکر دہلی کیطرف روانہ ہوا
مقام کھجوا تک پہنچا تھا کہ افواج اورنگ زیب سے دوچار ہوا اور جنگ
عظیم پیش آئی اگرچہ پہلے شجاع کی فوج غالب ہوگئی تھی آخرکار میر جملہ
کی حسن تدبیر سے جو سپہ سالار اورنگ زیب کا تھا شجاع ہزیمت پاکر
پس پا ہوا اور بنگالے کیطرف پھرا پہلے راج محل مین پہونچا پھر وہان سے
ٹانڈے مین آکر ترتیب فوج کی کی اُدھر سے میر جملہ بھی فوج ظفر موج

لیکر ٹانڈے مین پہنچا اور پھر لڑائی ہوئی شجاع مغلوب ہوکر ڈھاکے کیطرف
بھاگ کر آیا۔ میر جملہ تعاقب کرتا ہوا ڈھاکہ تک پہونچا۔ شجاع یہان آکر
پندرہ سو آدمی سے زیادہ جمع نہین کرسکا اسلیے چاہا کہ خیال ملک گیری
کا چھوڑکر بیت الحرام یعنے مکہ معظمہ کیطرف چلا جاوے اور باقی زندگی
وہین بسر کرے یہ ارادہ کرکے چاٹگام کی طرف گیا مگر شامت ایام کے
سبب سے اسوقت کوئی جہاز عرب جانے والا بہم نہین پہنچا۔ آخر تعاقب
افواج دشمن کے خوف سے والی ارخنگ کی پناہ لی۔

والی ارخنگ پہلے تو بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور
سلوک مہمان نوازی کے بجالایا مگر چند روز بعد ولولۂ شیطانی کے سبب سے
نہایت بدسلوکی اور سردمہری سے پیش آیا اور طمع و خیال مین دختر
شجاع کے اوس شاہزادۂ فلک زدہ شکستہ حال کو مع اہل و عیال غرق آب
کیا۔ دختر شجاع نے جب یہ حال دیکھا کہ وہ بد باطن۔ ارادہ اوسکی
عزت کا رکھتا ہے اپنے کو خنجر جگر دوز سے ہلاک کرڈالا۔

الحاصل جب سلطان محمد شجاع اور اہل و عیال اوسکے
نرہے۔ یہ خبر اورنگ زیب کو پہنچی اوسنے ۱۶۶۰ء مین میر جملہ کو
معظم خان خانخانان ملقب کرکے صوبہ داری مین بنگالہ کے مقرر کیا۔
میر جملہ صوبہ دار ہوکر راج محل سے وقاتر صوبہ داری پھر ڈھاکے مین

لایا اور اِس شہر کو دارالریاست سارے بنگالے کا بنایا اور عمارات
عالیشان اور کارخانہ جات تو بنیان سے نہایت آراستہ کیا۔

اسی زمانے مین راجہ کوچ بہار بہت سی فوج لیکر اوتر سرحد
بنگالے کی بعض بعض جگہ اپنے قبضۂ تصرف مین لایا اور دریا سے
برم پوتر کی راہ سے لشکرکشی کر کے لوٹ اور تاراج کرتا ہوا قریب ڈھاکہ
کے پہنچا۔ میر جملہ نے اوسکی گوشمالی کے واسطے ۱۶۶۱ء مین فوج جرار
لیکر تاخت کی اور راجہ کے لشکر کو شکست دیکر کوچ بہار تک پہنچا
اور اُس مُلک پر قبضہ کر لیا۔

میر جملہ نے بعد فتح کوچ بہار کے تسخیر آسام کے واسطے لشکر
کشی کی اور تاخت کرتا ہوا اُس مُلک کو فتح کر کے بہت سی غنیمت۔
نقد و جنس لوٹ کر جمع کیا مگر اوسکی فوج کے لوگ بیمار ہونے کے سبب سے
تاب اقامت نہ لاکر مراجعت کی اور راہ مین خود بھی علیل ہو گیا۔ کہتے
ہین کہ میر جملہ نے علالت کی حالت مین ڈھاکہ پہونچکر تا لب تھی کیا اور
اُسکی لاش کو رُفقا اُسکے وطن مین جو قریب اسفہان کے تھا۔ کافور سے
صندوق مین رکھ کر لے گئے۔

میر جملہ بنگالے کے صوبہ دارون مین بڑا نامور شخص ہوا۔
جسکو اوسکی تعمیرات سے اب تک لوگ یاد کرتے ہین۔ اوسنے ازجنگی

نے اراکانی لوٹیری قوموں کے روکنے اور سزا دینے کیواسطے اطراف ڈھاکہ
مین اکثر جگہ قلعے تعمیر کئے تھے جسکی علامتین ابتک موجود ہین چنانچہ حاجی گنج
کا قلعہ جو نراین گنج کے قریب تھا اور اک پور کا قلعہ جو منشی گنج مین ہے اور
میگنا ندی کے پورب داؤد کاندی وغیرہ مین بھی قلعہ بنوایا تھا شہر کے
اندر اور باہر شہر کے اکثر جگہ پل اور بڑی بڑی سڑکین تیار کروائین تھین
ٹنگے کا پل اور ٹونگی کا پل اُسی وقت کے بنے ہوے ہین۔ کہتے ہین کہ
ٹونگی کا پل ایک فقیر نے جسکا نام ٹونگی شاہ تھا بنوایا ہے۔
میر جملہ نے اراکانی مگون کو بھگانے اور رعب دکھانے کے
واسطے بڑی بڑی توپین منگوا کر قلعون مین نصب کی تھین سب سے
بڑی دو توپین شہر کے دکھن دروازے پر جو دریا کی جانب ہے رکھوائی
تھین جسکی ایک توپ اسوقت چوک مین رکھی ہوئی ہے اِس سے
نسبت بڑی اور ایک توپ تھی جو دریا شکست مین دریا کے اندر چلی جاتی
رہی۔ میر جملہ کے وقت مین ڈھاکے کی بڑی آبادی ہوئی اور کثرت
سے لوگ آکر بسے۔ انواع اقسام کے مکانات اور ہر طرح کی
کارخانہ جات جاری ہوئے تھے اور تجارت بھی خوب پھیلی تھی اور
ہر دیار کے تاجر یہان آتے تھے۔

بہرۂ ہفتم ذکر حکومت شایستہ خان

تا عہد حکومت ابراہیم خان

بعد رحلت معظم خان خانخانان المعروف میر جملہ کے محی الدین اورنگ زیب
عالمگیر بادشاہ شہنشاہ دہلی نے امیر الامرا شایستہ خان کو جو برادر زادہ
نور جہان بیگم اور پسر یمین الدولہ عضد السلطنت آصف خان خانخانان
کا تھا خلعت صوبہ داری بنگالہ عطا کی۔ شایستہ خان ۱۶۶۳ء مین بافر و شکوہ
ڈھاکے مین وارد ہوا اور چند روز یہان رہکر امورات صوبہ داری کا کر
پہلے عزیمت واسطے تسخیر چاٹگام کے کہ بعد انتقال میر جملہ کے وہ ملک
قبضۂ اقتدار مین ارخنگی یعنے اراکانیون کے آیا تھا عزم مصمم کیا اور افواج شایستہ
لیکر اوسطرف روانہ ہوا۔ اور چاٹگام پہونچکر اراکانیون کو مع پرتگالیون کے
جو اُنکے معاون اور ملازم تھے ہزیمت دیکر اوس ملک کو پھر ریاست
بنگالہ کے شامل کیا اور بہت سی توپین اور غنایم لوٹ کر لایا۔

شایستہ خان نے قوم ڈچ یعنے اولندیزون کو بنگالے مین
تجارت کی اجازت دی اور اسی عہد مین طائفہ فرنچ یعنے فرانسیس
بھی اس ملک مین آئے اور بنا تجارت گاہ کی ڈالی۔ شایستہ خان کے
وقت مین فرنچ کی سوداگری خوب چمکی تھی اور وہ ہمیشہ طائفہ فرنچ کے

فلاح کی کوشش رکھتا تھا۔ جسکے سبب سے اونکی رسوخیت دربار
شاہنشاہی تک ہوئی۔ شایستہ خان کی تقرری صوبہ داری کے
قریب ۱۶۶۳ء مین جمیع تجار قوم انگلشیہ نے بنام ایسٹ انڈیا کمپنی
بذریعہ گماشتگان اپنے اس سے بنگالے مین تجارت پھیلائی اور
پہلی تجارتگاہ اونکی قاسم بازار اور بالسر مین قایم ہوئی ان گماشتون
کا افسر گرل پوٹن تھا۔ جسنے پہلے اس ملک کی زبان سیکھنے مین کوشش
کی اور سنسکرت سیکھکر کتاب سری بھاگوت کو ترجمہ کیا۔ شایستہ خان
۱۶۷۷ء تک مسند صوبہ داری بنگالہ پر قایم رہا بعد ازان آگرہ کا صوبہ دار
مقرر ہوکر اسطرف گیا اور ۱۶۷۸ء مین اورنگ زیب نے اپنے تیسرے لڑکے
محمد اعظم کو ایالت بنگالہ مین مامور کر کے بھیجا۔ اُندنون پھر آسامیون
نے اطراف پورب بنگالہ مین ہنگامہ پردازی شروع کی تھی۔ شاہزادہ
محمد اعظم نے ڈھاکے مین وارد ہوکر چند روز بعد آسامیون کی تنبیہ اور
تادیب کے واسطے اُسطرف لشکرکشی کی اور طائفہ انگلسیہ اور ڈچ
سے فوج اور توپون کی مدد چاہی وہ اوسپر راضی نہین ہوئے بلکہ عیوض
مین مبلغ کثیر پیشکش کیا شاہزادہ نذر منظور کر کے صرف اپنی فوج
لیکر آسامیان بدنہاد کی گوشمالی کو روانہ ہوا اور وہان پہونچکر قرار
واقعی تنبیہ اور تادیب اونکی کر کے ڈھاکے مین مراجعت کی اور یہان

آکر سنا کہ ارخنگیون نے پھر شورش اور فتنہ انگیزی آغاز کی ہے اسلیے اپنے پدر بزرگوار سے پھر اسطرف عزیمت کرنے کی اجازت چاہی مگر اُسوقت اورنگ زیب راجپوتون اور مرہٹون کے کارزار مین مصروف تھا اسطرف نظر کرکے شاہزادہ محمد اعظم کو اپنے پاس بلالیا اور شایستہ خان کو دوبارہ صوبہ داری بنگالہ مین مقرر کرکے بھیجا۔

دوبارہ صوبہ داری شایستہ خان

سنہ ۱۶۷۹ء مین امیرالامرا شایستہ خان دوبارہ صوبہ داری بنگالہ پر مامور ہوکر ڈھاکے مین آیا اور فرمان سے اورنگ زیب شہنشاہ دہلی کے قوم ہنود پر جزیہ مقرر کیا اور بہت تبکدے اور مندرون کو توڑ کے نیست نابود کردیا۔ اس سخت گیری سے قوم ہنود نہایت متنفر اور رمیدہ خاطر ہوئی اُن دنون انگریزون کی تجارت اس ملک مین بڑی ترقی پائی تھی اور بہت سے انگریز بنگالے مین آگئے تھے اور شہنشاہ دہلی سے تجارت دایمی کے واسطے فرمان حاصل کرکے رفتہ رفتہ اس تجارت گاہ کو ایک مستقل تجارت کی جگہ نامزد کرکے اور اس کی حفاظت کے واسطے کچھ سپاہی منگواے تھے۔

شایستہ خان کے بنگالے مین آنے سے انگریزون نے بندر ہوگلی مین ایک قلعہ بنوانے کی درخواست کی شایستہ خان نے اِس خیال سے کہ اگر انکو اجازت اس امر کی دی جایگی تو تمام بنگالہ

نواب شائستہ خان

اونکی زیر حکومت ہو جائیگا۔ اس التماس کو نامنظور کیا۔ اس مابین مین کچھ فتنہ وفساد بھی حدود بہار مین واقع ہوا اور انگریز لوگ اسمین شریک تھے یہ بات ثابت ہونے سے صوبہ دار نے انگریزون کیطرف سے بدظن ہو کر نرخ باج تجارت کے اضافہ کا حکم دیا اور سخت گیری انگریزون پر شروع کی انگریز بھی جنگ وجدل سے پیش آئے اور کئی بار صلح وسرکشی کے بعد آخر فرمان شاہی سے شایستہ خان نے تمام کارخانہ جات اور تجارتگاہ انگریزون کی ضبط کرلی اور بہت سے انگریزون کو گرفتار کرکے ڈھاکے مین لاکر قید کیا۔

شایستہ خان اگرچہ طایفہ انگلیشیہ کے ساتھ سخت گیری سے پیش آیا تھا مگر اس ملک کے لوگون کو بسبب ارزانی غلہ وغیرہ کے نہایت خوشنود رکھا تھا کہتے ہین کہ شایستہ خان کے وقت مین غلہ اسقدر ارزان تھا کہ ایک روپیہ مین آٹھ من چانول فروخت ہوتے تھے علی ہذا القیاس سب چیزون کی ارزانی تھی شایستہ خان نے چھبیس برس بنگالہ مین صوبہ داری کی سواے دو سال کے جسمین فداے خان اور عظیم خان اور سلطان محمد اعظم تیسرا لڑکا اورنگ زیب کا یہ تین شخص بعد ایک دوسرے کے صوبہ دار بنگالہ مقرر ہوئے تھے۔ شایستہ خان نے اپنی صوبہ داری کا زمانہ ڈھاکے مین گذارا اور اسی شہر کو ہمیشہ دار الریاست رکھا۔

شایستہ خان کی تعمیرات اس شہر مین ابتک موجود ہین جنکا ذکر بہرۂ
بست و نہم مین کیا گیا ہے۔

اورنگ زیب کا تیسرا لڑکا سلطان محمد اعظم جو کہ داماد
شایستہ خان کا تھا اور چندے بنگالے کا صوبہ دار ہوکر ڈھاکے
مین آیا تھا اُسنے ۱۰۸۹ء مین یہان کے لعل باغ کا قلعہ اور مکانات
بنوانا شروع کیا تھا۔ مگر ناتمام چھوڑکر چلا گیا اور شایستہ خان کو اُس کی
تیاری کی تاکید کر گیا تھا۔ شایستہ خان نے بھی کچھ تعمیرات کی تھی کہ اِسمین
اوسکی لڑکی بی بی پری نے جو سلطان محمد اعظم کی جورو تھی انتقال کیا
شایستہ خان نے اِس قلعہ کی تعمیر کو نہایت منحوس اور نامیمون سمجھکر
اوسکی چہار دیواری کے اندر اپنی لڑکی بی بی پری کا ایک عمدہ سنگی مقبرہ
بنوایا اور اس قلعہ کو ناتمام حالت مین چھوڑ دیا جو اب تک اُسی
حالت مین موجود ہے۔

شایستہ خان کی اور بھی بہت تعمیرات ڈھاکے مین
ہین۔ چوک کی مسجد چھوٹا کٹرہ وغیرہ تاریخ نصرت جنگی مین لکھا ہے کہ بڑا کٹرہ
شاہزادہ محمد شجاع کے وقت مین میر ابوالقاسم خان دیوان شاہزادہ نے
حسب فرمایش شاہزادہ کے ۱۰۵۰ہجری مین تعمیر کیا تھا مگر شاہزادہ
کے نا پسند ہونے سے میر مذکور کو عنایت کیا اور ڈھاکے کی عیدگاہ بھی

بی بی پری کا مقبرہ
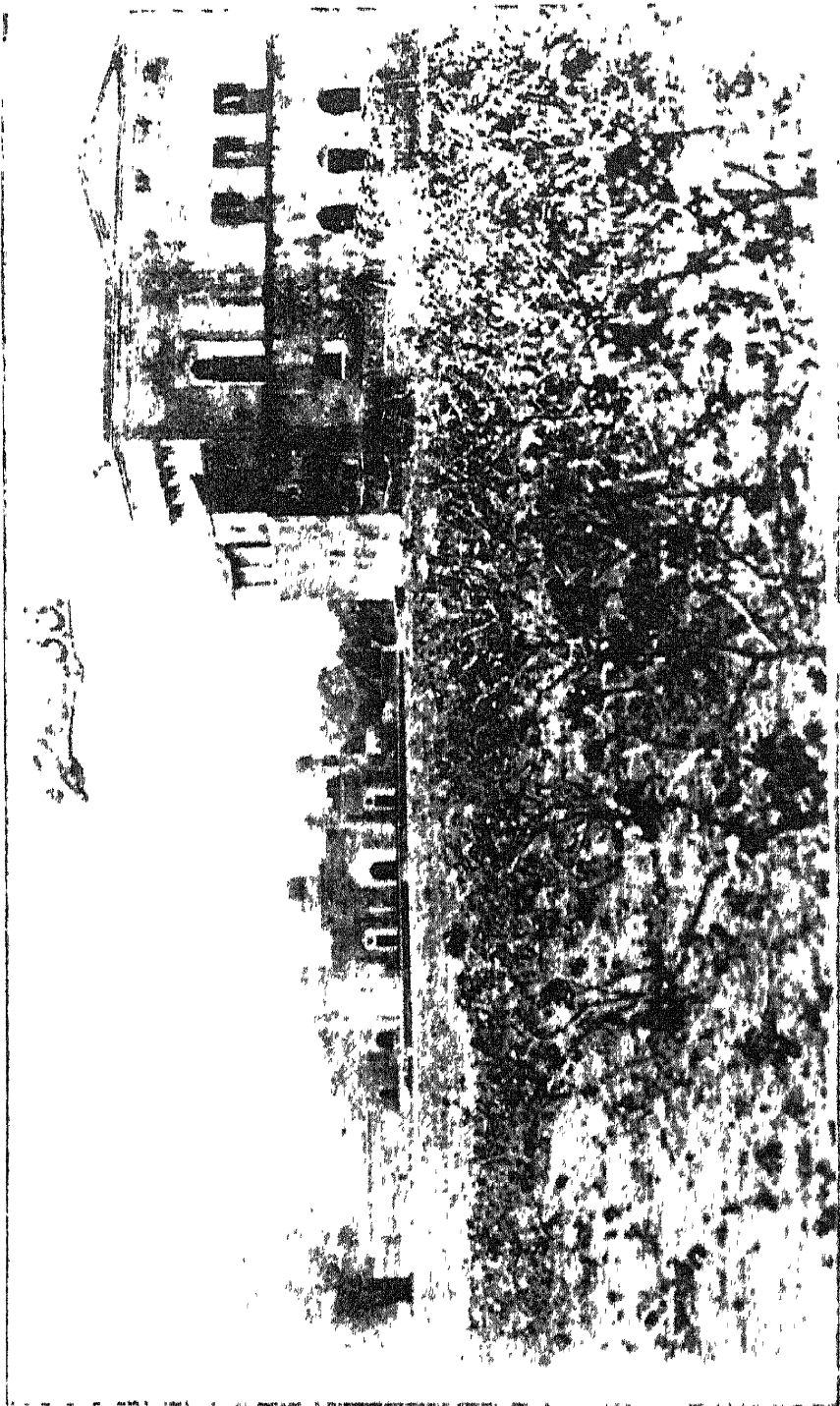
اوسی سن مین واسطے نماز عیدین شاہزادہ مع لواحقین وا ہالیان شہر کے
امیر مذکور نے بنائی تھی شایستہ خان کے وقت مین طول شہر اوتر دکھن
دریا سے لیکر ٹونگی کے پل تک چودہ میل اور عرض پورب پچھم دولائی
کی کھال سے بابوپورہ تک قریب دس میل کے تھا۔

شایستہ خان کا وقت بہت امن اور چین کا تھا لوگون کی
بڑی اقبال مندی تھی اور نہایت آسودگی کے حال مین تھے اور شہر نہایت
آراستہ اور ہر طرح کی کارخانہ جات بازار اور عمارات سے معمور تھا
کہتے ہین کہ اب دریا سے لیکر ٹونگی کے پل تک شب کو مکانات اور
دوکانون کی روشنی مین بخوف لوگ چلے جاتے تھے اُسوقت ڈھاکے
مین باونؔ بازار اور ترپنؔ گلی تھین جو قدیم ایام سے مشہور ہے اور اکثر
فاحشہ عورتون کی شان مین یہ ضرب المثل مستورات کہتی تھین کہ وہ
تو باونؔ بازار ترپنؔ گلی پھری ہوئی ہے۔ یعنے سب کچھ دیکھے ہوے
ہے نہایت شوخ دیدہ ہے۔[1]

بہرۂ ہشتم ذکر ریاست ابراہیم خان
تا عہد حکومت شاہزادہ محمد عظیم الشان

---

[1] ڈاکٹر ٹیلر صاحب بھی اپنی ٹوپوگرافی آف ڈھاکہ مین قدیم تواریخ اور سابق یوروپین سیاحون کے قول کی تصدیق کرتے ہین کہ ڈھاکے مین باون بازار اور ترپن گلی تھین۔

سنہ ۱۶۸۹ء مین ابراہیم خان فتح جنگ پسر علی مردان خان نہر کہ جس سے دہلی اور حوالی دہلی مین نہر جاری ہے۔ صوبہ داری مین بنگالہ کے مامور ہوا۔ ابراہیم خان نہایت نرم اور صلح کل طبیعت رکھتا تھا اُسنے ڈھاکے مین آکر پہلا کام یہ کیا کہ وہ شخص سفیران انگریز کو جنھین صوبہ دار سابق شایستہ خان نے قید کر رکھا تھا۔ رہا کیا۔ انگریزون نے پھر شورش انگیزی شروع کی اور جو جہازات کہ ہندوستان سے عرب کو جاتے تھے اُنھین سمندر مین لوٹنے لگے۔ آخر بہت سی گفت و شنود اور جد و جہد کے بعد صلح و آشتی قرار پائی اور ابراہیم خان نے بموجب فرمان شہنشاہی کے پھر انگریزون کو بنگالے مین بلا یا اور بطور سابق بناے تجارت گاہ کی اجازت دی۔

سنہ ۱۶۹۰ء مین طائفہ انگلشیہ پھر بنگالے مین آیا اور بناے تجارت گاہ مقام سوتانٹی مین جہان اِسوقت شہر کلکتہ واقع ہے قائم کی اور استحکام مسکن اور بناے حصار تجارت گاہ کی کوشش کرنے لگے مگر دربار شاہی سے بناے حصار اور قلعہ کی اجازت نہین ملی آخر مکانات بنوا کر کارخانہ جات تجارت جاری کئے۔ ہر چند کہ یہ طائفہ انگریزون کا اب تک کسی طرح راہ پیما جادۂ نافرمانی کے نہین ہوا تھا۔ مگر دوسرے ایک فریق انگلشیہ نے کہ اندلون ولایت سے واسطے تجارت ہند کے

آیا تھا۔ اور مسٹر کیڈ اُنکا افسر تھا دریا مین غارت گری کا شیوہ اختیار کیا اور چند
جہاز جو عازم مکہ معظمہ کے تھے لوٹ لئے۔ شہنشاہ اورنگ زیب اس حرکت
ناشایستہ سے اونکی نہایت رنجیدہ خاطر ہوا اور درمیان کمپنی سابق اور حال
کے کچھ فرق نکر کے فرمان دیا کہ تمام تجارت گاہ اُنکی ضبط اور ایک قلم
اونکی تجارت موقوف کی جاے مگر صوبہ دار بنگالہ ابراہیم خان نے کہ چند
کس انگریزون سے کمپنی سابق کے صلح و اتحاد رکھتا تھا خفیتہً اُنکی تجارت
جاری رکھنے کا ایما کیا۔

۱۶۹۵ء مین ایک حادثہ یہ ہوا کہ سوبھا سنگھ نام ایک زمیندار
علاقہ بردوان نے وہان کے راجہ سے باغی ہوکر فتنہ و فساد شروع کیا
اور رحیم خان کو جو سردار افغانان اڑیسہ کا تھا اپنی مدد کو بلایا وہ فوج لیکر
سوبھا سنگھ کی اعانت کو پہنچا اور راجہ بردوان پر تاخت کر کے میدان
وغا مین اوسکو قتل کیا اور ملک و مال اور اہل و عیال راجہ کا سب اپنے
قبضے مین لایا۔ راجہ بردوان کا لڑکا جگت راے بعد ہزیمت کے
ڈھاکے مین آیا اور صوبہ دار ابراہیم خان سے حال زار بیان کیا صوبہ دار
نے یہ خبر سُنکر جسر کے فوجدار کو لکھا کہ تین ہزار فوج جمع کر کے تنبیہ
اور تادیب مین باغیون کے تاخت کرے چونکہ اُسوقت اسقدر فوج
بہم نہین پہونچی تھی کسی قدر سپاہ لیکر فوجدار جسر بردوان کی طرف گیا

مگر کامیاب نہین ہوسکا۔

القصہ بردوان قبضۂ تصرف مین باغیون کے آگیا۔ قوم ڈچ اور فرنچ کہ اُسوقت ہوگلی اور چُچڑے مین اپنی اپنی تجارت گاہ رکھتے تھے مُطیع صوبہ دار بنگالہ کے ہوئے اور قوم انگریز بھی اوسی سلوک سے پیش آئی اور اپنی اپنی تجارت گاہ کی حراست کے واسطے بناے حصار اور قلعہ کی اجازت حاصل کرکے جلد جلد اپنا کام کرلیا قوم ڈچ نے چُچڑے اور انگریزون نے کلکتے مین ایک ایک چھوٹا قلعہ اور حصار تیار کرکے زحمت اور ہیبت سے اطمینان حاصل کرلیا۔

باغیان طاغی سرشت نے بندر ہوگلی کو بھی تحت و تصرف مین اپنے کرلیا اور لوٹ و تاراج کیواسطے ہر طرف فوج بھیجی عامہ رعایا نے بھاگ کر چُچڑے مین پناہ لی اور قوم ڈچ نے دو جہاز جنگی ہوگلی مین بھیجے اُن جہازون سے اسقدر گولہ باری ہوئی کہ باغیون کو تاب اقامت کی نرہی آخر فرار ہوے سات گانون پہنچکر سوبھا سنگھ نے رحیم خان کو ندیہ کے تاراج کرنے کو روانہ کیا۔

کہتے ہین کہ سوبھا سنگھ نے راجۂ بردوان کا مال و منال اہل عیال جو لوٹ کر لایا تھا اُسمین ایک دختر راجہ کی نہایت حسینہ تھی اور سوبھا سنگھ اوسکی ہم آغوشی کا بڑا اشتاق تھا جب رحیم خان ندیہ کی طرف گیا سوبھا سنگھ

نے فرصت وقت غنیمت جانکر اوس عروس حجلہ عفت کو خلوت مین بلایا اور خواستگار وصال کا ہوا وہ مہ پارہ ایک تیز خنجر اپنے ساتھہ رکھتی تھی جب سوبھا سنگھ نے اوسکو اپنے آغوش مین لیا اوسنے وہ خنجر سوبھا سنگھ کے شکم مین مار دیا کہ وہ فوراً جہنم واصل ہوا اوسکی فوج نے رحیم خان کو اپنا سردار مقرر کرکے ہر طرف تاخت و تاراج شروع کی ۔

صوبہ دار بنگالہ ابراہیم خان اسوقت تک خواب غفلت مین تھا ہرچند کہ اوسکے مشیر کارون نے ایما جنگ کا کیا لیکن اوس نے خیال اوسطرف نہین کیا بلکہ یہ جواب دیتا تھا کہ باغیان بدنہاد آپ ہی خراب ہو جاوینگے ۔ ناحق جنگ کرکے بندگان خدا کا کشت و خون کروانا کیا ضرور ہے غرض صوبہ دار کی نکاہلی اور خاموشی سے باغیون کی اوسمت بڑھی لوٹ و تاراج کرتے ہوے مرشدآباد تک کہ اسوقت ایک قصبہ تھا پہنچے اور اوسے لوٹتے ہوئے راج محل اور وہان سے مالدہ تک گئے ۔ مالدہ مین انگریزون کی تجارت گاہ لوٹ کر بہت سا مال و متاع لیگئے ۔

صوبہ دار ابراہیم خان کے عہد حکومت کی نشانی ڈھاکے مین ایک مکان جو دریا کے دکھن طرف مقام جزیرہ مین بنوایا تھا ہنوز حالت شکستگی مین موجود ہے اور ایک قلعہ اوس سرزمین پر جہان

اسوقت ڈھاکہ کا جیل خانہ۔ پاگل خانہ۔ اور چوک واقع ہے جسکا احاطہ پورب
محلہ پورب دروازہ اور پچھم محلہ گردقلعہ اوتر محلہ کونلدہ دکھن بڑا
کٹرہ اس مابین کی زمین مین یہ قلعہ اور اوس قلعہ کے اندر صوبہ دار
کے رہنے کا مکان اور کچہریان اور دارالضرب (ٹکسال) وغیرہ تھے یہ قلعہ
اور مکانات ۱۰۶۹ھ مین صوبہ دار ابراہیم خان فتح جنگ نے بنایا تھا۔ اور
یہی قلعہ اور مکان اخیر صوبہ دارون کی سکونت گاہ رہا۔ چنانچہ نواب
جسارت خان اخیر نائب ناظم بھی نیمتیلی کا مکان بننے کے قبل یہین تھے۔
عملداری کمپنی مین وہ قلعہ اور مکانات منہدم ہوے اور وہان جیل خانہ
وغیرہ بنے۔

بہرہ نہم ذکر حکومت شاہزادہ محمد عظیم الشان تا عہد صوبہ داری مرشد قلی خان

جب سوبھا سنگھ کے لوٹ و تاراج کی خبر شہنشاہ دہلی اورنگ زیب کو پہونچی
فی الحال اپنے نبیرہ سلطان عظیم الشان کو صوبہ دار بنگالہ مقرر کرکے ابراہیم خان
کو لکھا کہ دفاتر صوبہ داری اپنے لڑکے زبردست خان کو سمجھا کر جلد دہلی
روانہ ہو۔ ابراہیم خان نے فرمان شاہی کی تعمیل کی اور اسکا بیٹا
زبردست خان کہ مرد کارزار تہور شعار تھا جلد لشکر جمع کرکے تلفص اور

سلطان عظیم الشان

تلاش مین باغیون کے ڈھاکے سے روانہ ہوا اور بھگوان گوسے پہنچکر باغیون سے مقابلہ کر کے پہلے روز انکی بہت سی توپین چھین لین اور دوسرے روز شکست فاش دیکر انکی فوج کو پراگندہ کیا۔ رحیم خان بھاگ کر بردوان کیطرف گیا اور وہان بھی تاب اقامت نہ لا کر اوڑیسہ کیطرف گرزکیا اور بنگالے مین ہر طرف امن وامان ہوگئی۔

اس عرصے مین سلطان محمد عظیم الشان پٹنہ پہنچے اور خبر مردانگی اور چیرہ دستی زبردست خان کی سنکر گمان کیا کہ اگر وہ اس کام پر رہا تو اپنے واسطے ایسا کون کام باقی رہیگا کہ جس سے موجب سرخروئی کا ہوگا اس لیے زبردست خان کو لکھا کہ بعد ازین اور حرب وپیکار مین مشغول نہو ئے۔ زبردست خان اوسکی منشا سمجھکر مستعفی ہوا۔ اور آٹھ ہزار سپاہ جو تابع فرمان اوسکی تھی لیکر ڈھاکے سے چلا گیا۔

سلطان عظیم الشان نے بردوان پہونچکر چند روز وہان قیام کیا۔ سارے زمیندار اس نواح کے آکر حاضر ہوے اور اطاعت قبول کی طائفہ انگریز کیطرف سے سفیر پہونچا اور پیش کش گذران کر اراضی حوالی کلکتہ کے پانے کی استدعا کی۔ عظیم الشان نے اونکی عرضی منظور کی اور اُسے زمین کی خریداری کا فرمان دیا طائفہ انگریز کلکتہ اور اسکے اطراف کی زمینون کا مالک ہوا۔ زبردست خان کے بنگالے سے

جانے کے بعد رحیم خان نے پھر ترتیب فوج کر کے ہوگلی پر تاخت کی اور
لوٹ تاراج کرتا ہوا بردوان کے قریب پہونچا۔ جب یہ خبر سلطان
عظیم الشان کو پہنچی اُسنے پہلے ایلچی بھیجکر پیام دیا کہ اگر ترک رزم کر کے
اطاعت پذیر ہو تو مورد الطاف ہوگا مگر رحیم خان اپنی فتنہ پردازی سے
باز نہین آیا اور سلطان عظیم الشان کے خیمے کو گھیر لیا آخر کُشت وخون
کی نوبت پہونچی اور رحیم خان حامد خان کے ہاتھ سے تہ تیغ ہوا اُسکے
لشکر نے جب اپنے سردار کو سر بُریدہ دیکھا سب فرار ہوگئے اور حامد خان
اس حسن خدمت کی صِلا مین خطاب شایستہ اور منصب فوجداری سے
سرفراز ہوا۔

سُلطان عظیم اُلشان چند روز اور بردوان مین رہکر بندوبست
خراج وغیرہ کا کر کے ڈھاکے مین آیا۔ اس زمانے مین انگریزون
کا مسکن وہاں اس دیار مین نہایت وسیع اور آباد ہوا اور اطراف
کلکتہ مین جو زمین لی تھی۔ اُسمین بہت سی تعمیرات ہونے لگین قوم ہنود
کے اکثر مایہ دار لوگ واسطے محافظت اپنے مال ومتاع کے وہان
جا کر بسنے لگے اور کاروبار شروع کیا۔ یہی لوگ پہلے کلکتہ کے باشندے
ہوئے۔

ذکر مرشد قُلیخان المخاطب بکار طلب خان

مرشد قلیخان بانی شہر مرشد آباد کہ اصل نام اسکا جعفر خان تھا اور اسکو بغرا خان
بھی کہتے تھے اوسکا باپ ایک مسکین اور تنگ حال برہمن تھا حاجی شفیعا
نام کسی ایرانی تاجر نے مرشد قلیخان کو خرید کرکے اصفہان لے گیا تھا اور
وہان اسکو اچھی طرح تعلیم اور تربیت کی تھی بعد وفات اپنے مالک کے مرشد
قلیخان پھر ہندوستان مین آیا اور ملک دکن مین سوبہ دار کا دیوان
مقرر ہوکر چندے وہان رہا اور اس خوش اسلوبی و جزرسی سے اپنے
کامون کو انجام دیا کہ شہرۂ اسکی استعداد اور کاردانی کا زبان زد ہر خاص و
عام کا ہوکر شہنشاہ اورنگ زیب کے بھی گوش گذار ہوا۔ اور اسکو حضور مین طلب فرما کر
حیدر آباد کی دیوانی مین شرف اختصاص بخشا اس عہدے مین بھی اسنے بڑی دیانتداری اور
امانت شعاری کیساتھ اپنی کارگذاری دکھائی۔ اور سنہ ۱۷۰۱ع مین بعہدۂ دیوانی بنگالہ سرفراز ہوا

القصہ مرشد قلیخان بعد حصول منصب دیوانی بنگالہ شہر ڈھاکہ
مین کہ اندنون تک دار الریاست بنگالے کا تھا وارد ہوا چونکہ اسوقت
امور مالی مین نہایت بدانتظامی تھی مرشد قلیخان اوسکے انتظام کے
لئے تدبیر شایستہ کرنے لگا۔ اور مصارف ملکی مین بہت سی تخفیف کی
سواران رکاب عظیم الشان کو اس نشیب سرزمین مین جو محض فضول
تھے برطرف کرکے انکی پرورش کے واسطے جاگیرین مقرر کین۔

سلطان عظیم الشان اس تخفیف خرچ سے نہایت ناخوش

ہوکر دیوان مرشد قلیخان کے قتل کی تدبیر اور سازش پر آمادہ ہوا اور خفیہ چند
سپاہی اُسکے مارنے کو مقرر کئے مگر ارادہ پورا نہو سکا۔ ایک روز مرشد قلیخان
دربار مین سلطان عظیم الشان کے آتا تھا کہ راہ مین اُن سپاہیون نے جنھین
سلطان عظیم الشان نے اوسکے مارنے کو مقرر کیا تھا گھیرا۔ مرشد قلیخان یہ
رنگ دیکھکر بہ چستی پالکی سے کود پڑا اور اپنی شجاعت اور عالی ہمتی کے ساتھ
تیغ آبدار ہاتھ مین لیکر اُن سپاہیون کے بیچ سے دربار مین چلا گیا اور طیش
مین آکر سلطان عظیم الشان کو علانیہ مکار اور دغاباز کہکے خطاب کیا اور
کہا کہ اگر بھی ارادہ ہے تو آؤ مردانہ وار آمادۂ جنگ ہو۔

سلطان عظیم الشان اورنگ زیب کے قہر اور غضب
کا اندیشہ کر کے مدارات سے پیش آیا اور کہا کہ میرا اسمین کچھ قصور نہین
لیکن مرشد قلیخان اُسپر اعتماد نہین کر کے دربار سے چلا آیا اور شرح وار
حال شہنشاہ اورنگ زیب کو لکھا اور ڈھاکے مین رہنا خوفِ جان
سمجھکر مرشد آباد مین چلا گیا جسکا نام اُسوقت مخصوص آباد تھا۔

اورنگ زیب نے اِس ماجرے کے سُنتے ہی نہایت
برہم ہوکر سلطان عظیم الشان کو بہار جانے کا حکم فرمایا اور بہ تشدید تاکید
کی کہ اگر کسی طرح کی زحمت مرشد قلیخان کی جان یا مال پر پہونچیگی
تو جوابدہی اُسکی تمہارے ذمہ ہوگی عظیم الشان لاچار ہوکر پہلے راج محل

مین گیا مگر آب وہوا وہان کی موافق طبع نہونے کے باعث سے پٹنے مین آیا اور اُس شہر کو آباد کر کے نام اُسکا عظیم آباد رکھا۔

مرشد قلیخان اپنی تقرری کے دوسرے سال یعنے ۱۷۰۲ع مین تشخیص خراج اور درستی دفتر کی کر کے حضور مین اورنگ زیب کے جو اُن دنون دکھن مین رونق افروز تھے حاضر ہوا اور بالکل کاغذات نظر شاہی سے گذرانے۔ چونکہ آغاز سلطنت مغلیہ سے لیکر اِس زمانے تک اتنی توفیر اور ترقی خزائن بنگالہ اور اُڑیسہ مین نہین ہوئی تھی اسلیے اورنگ زیب نے نہایت خوشدل ہو کر مرشد قلیخان کو نیابت مین ناظم بنگالہ اور اُڑیسہ کی سرفراز کیا اور بعطاے خلعت سربلندی بخشی یہ امر موجب کلفت خاطر شاہزادہ عظیم الشان کے ہوا۔ لیکن کیفیت مزاج سے اپنے جدِ بزرگوار کے خوب واقف تھا اس سیلیے مجال دم مارنے کی نہ رہی۔

وفات عالمگیر

۱۷۰۷ع مین شہنشاہ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر نے اکانوے سال کی عمر مین اِس خاکدان ظلمانی سے ریاض جاودانی کیطرف نقل کی ظاہر ہے کہ تاحیات اورنگ زیب سلطنت مغلیہ کی ترقی اور افزایش تھی بعد وفات اُس بادشاہ ستودہ صفات کے ہر طرح زوال وانتقال سلطنت مین واقع ہوا۔ الحاصل بعد انتقال

اورنگ زیب کے اوسکا دوسرا لڑکا محمد اعظم سریر سلطنت پر جلوس
فرماہوا شاہزادہ عظیم الشان پسر محمد معظم بہادر پور اورنگ زیب یہ خبر سنکر
فوج جرار اور آٹھ کرور روپیہ جو بنگالے مین جمع کیا تھا ساتھ لیکر
دہلی روانہ ہوا اور عزم بالجزم کیا کہ اپنے پدر بزرگوار کو اورنگ شاہی
پر بٹھاوے اسلیے پہلے آگرہ کو اپنے تحت و تصرف مین لایا اور خزانہ لوٹتا
ہوا اپنے باپ کی فوج سے جا ملا اور عساکر دریا ذخایر ہردو پسران
اورنگ زیب یعنے معظم شاہ اور اعظم شاہ کے آگرہ کے قریب
دوچار ہوے اور جنگ عظیم درپیش ہوئی۔ اعظم شاہ شکست پاکر
مع اپنے دو شاہزادہ بیدار بخت اور والاجاہ کے صف کارزار مین
کشتہ ہوا۔ اور معظم شاہ بافتح وظفر تخت شاہی پر جلوس فرماکر بہادر شاہ
ملقب ہوا۔ چونکہ یہ فتح سعی اور کوشش سے شاہزادہ عظیم الشان
کی نصیب اولیاے دولت معظم شاہ کے ہوئی تھی اسلیے اس حسن
خدمت کے عوض عظیم الشان کو بعطاے منصب صوبہ داری۔ سہ
صوبہ یعنے بنگالہ۔ بہار۔ اور اڑیسہ کے سرفرازی بخشی اور فرمایا کہ
مرشد قلیخان کو نیابت مین بنگالہ کے قایم رکھے۔

بہادر شاہ پانچ برس تخت شاہنشاہی پر جلوہ فرما رہکر ۱۷۱۲ء
مطابق ۱۱۲۴ھ کے اوسط شہر محرم الحرام کو لاہور مین مشمول رحمت ایزدی

ہوا اُسکے لڑکون مین خلل عظیم واقع ہوا۔ اور ہر ایک نے دعویٰ تخت و تاج لینے کا کیا اور جنگ عظیم میں آئی ایکطرف عظیم الشان اور دوسرے جانب اوسکے اور سب بھائی تھے غرض عظیم الشان کو شکست ہوئی اور فیل سواری غرق آب ہوا اور اسکا بڑا لڑکا شاہزادہ مرادکو مار کر اوسکا چچا معزالدین تخت شاہی پر بیٹھا اور جہاندار شاہ ملقب ہوا۔

قصہ کوتاہ جب عظیم الشان اپنے پدر بزرگوار کی کمک کو بنگالہ سے روانہ ہوا تھا اسوقت اپنے چھوٹے بیٹے فرخ سیر کو یہان کے نیابت مین چھوڑ گیا تھا اور وہ شاہزادہ مرشدآباد مین آکر مرشد قلیخان کے ساتھ پانچ برس باتفاق رہا۔ آخر جب اوس کا باپ مارا گیا اور جہاندار شاہ اورنگ آرائے دہلی ہوا اُسنے بارادہ حصول تخت و تاج شاہنشاہی کے مرشد قلیخان سے اعانت چاہی مگر مرشد قلیخان نے قبول نہین کیا لاچار پٹنہ گیا اور سید حسن علی خان کو اپنا مہربان حال کرکے اوسکے ساتھ الہ آباد پہنچا اور وہان سے حسن علی خان اور اپنے بھائی سید عبد اللہ خان کو بھی مع فوج اور نقد کثیر لیکر آگرہ پہونچا وہان عساکر جہاندار شاہ سے مقابلہ ہوا۔ آخر جہاندار شاہ ہزیمت پاکر مارا گیا۔ فرخ سیر نے بافتح و فیروزی داخل دہلی ہوکر تخت شاہی پر جلوس فرمایا اور مرشد قلیخان پر بجاے زجر و توبیخ کے الطاف و کرم مبذول

کر کے اُسکے عہد سے پر قایم رکھا اور مرشد قلیخان بھی بطور سابق خزانہ اس ملک کا دہلی مین بھیجا کیا۔

بہرۂ دہم ذکر صوبہ داری مرشد قلیخان تا عہد نظامت شجاع الدین المخاطب بہ شجاع الدولہ

مرشد قلیخان نے امور مالی مین بہت سا انتظام کیا اور قوم مغل وغیرہ کی تجارت کو خوب رونق بخشی اور ہر طرح اُنکی اعانت کی مگر قوم انگلشیہ یعنے انگریزون سے کہ گونہ حسد رکھتا تھا مخالفت سے پیش آیا بلکہ جو جو اجارہ اور اختیارات کہ اُس قوم نے سلطان محمد شجاع اور اورنگ زیب سے حاصل کئے تھے اوس پر بھی خط نسخ کھینچا اور ہر طرح سے تنگ کیا ہرچند کہ انگریزون نے ایلچیون کو مع تحائف شہنشاہ دہلی فرخ سیر کے پاس بھیجکر ثانیاً فرمان اپنے مقاصد کے حاصل کئے مگر مرشد قلیخان کے ہاتھ سے ہمیشہ تنگ رہے اور اپنے کامون مین سرسبز نہین ہوسکے۔

القصہ ۱۷۱۷ء مطابق سنہ ۱۱۲۹ ہجری مین مرشد قلیخان پیشگاہ سے

شہنشاہ دہلی کے عطا سے خدمت نظامت اور دیوانی ہرسہ صوبہ یعنے
بنگالہ بہار اڑیسہ سے سربلندی حاصل کی اور اُسکے دوسرے سال
ستارۂ طالع فرخ سیر مجرح فرخی سے دور گرا اور نہایت بیرحمی سے
مارا گیا اور محمد شاہ اورنگ نشین شاہنشاہی کا ہوا ناظم بنگالہ مرشد قلیخان
نے حسب معمول خزانہ ہرسہ صوبہ اور تحائف بھیجکر اظہار عقیدت کا کیا
اور اپنے منصب کو برقرار رکھوایا۔

مرشد قلیخان سترہ برس تک بلا مزاحمت غیر فارغ البالی
سے تمشیت مین امور نظامت اِس مُلک کے مصروف رہا درایں
مابین بہت انواع تغیر و تبدل طریق اور آئین مین خزانہ کے کیا اور بہت
سے سابق کے جاگیرداروں کو معزول کرکے اونکی جاگیرون کو خاص تحصیل
مین لایا اور اس کشور بنگالہ کو گیارہ حصے پر منقسم کیا اور ہر حصے کا نام
چکلہ رکھا چنانچہ دریاے گنگ یعنے پدما ندی کے پچھم سمت
پانچ چکلے اور پورب طرف چھ چکلے مقرر کئے اور ہر چکلے کو چھوٹی چھوٹی زمینداریون
مین منقسم کیا اور اُنکی تحصیل کے واسطے ایک ایک زمیندار مقرر کیا۔
دیناج پور اور راج شاہی کے ہندو راجگان اور دوسرے نامی زمینداران اُسکے
مقرر کئے ہوئے ہین یہ لوگ اُسوقت سوائے تحصیل مالگذاری کے اور کوئی وقعت اور منزلت
نہین رکھتے تھے بعد مرور زمانہ و رات کے اولاد اُنکی مایہ دار اور زور آور ہوئی اور یہ

عہدہ اونکا موروثی ہوگیا۔

مرشد قلیخان نے اِن تدبیرون سے اضافہ خراج بنگالہ مین ایک کرور چالیس لاکھ اٹھاسی ہزار روپیہ کا کیا جسمین سے اخراجات ریاست اور مصارف دیوانی وسیاست ملکی اور فوجی اخراجات کے بعد ایک کرور نو لاکھ روپیہ سالانہ محاصل خالصہ ریاست بنگالہ کا خزانہ عامرہ مین دہلی کے ارسال کرتا رہا۔ اور اِس ارسال مین مین کبھی تکاہلی اور تاخیر نہین ہوتی تھی یہی وجہ تھی کہ سریر جہانبانی پر دہلی کے جو شہنشاہ کہ جلوس فرماتا تھا مرشد قلیخان کی صوبہ داری کو قایم رکھتا تھا۔

کہتے ہین کہ مرشد قلیخان تمام دفتر حساب اپنی نظر سے دیکھتا تھا اور اِس امر مین کسی پر اعتبار نہین رکھتا تھا اور تحصیل خزائن کے باب مین نہایت سخت گیر تھا زمینداران بہرہ ہاے ریاست خورد و بزرگ کسیکو یہ مجال نہ تھی کہ ایکدرم بھی اداے محاصل مین باقی رکھ سکے اُسکے احکام قاہرہ کی صولت اسقدر ہیبت ناک تھی کہ حکم صادر ہوتے ہی ساری مالگذاری داخل خزانہ ہوجاتی تھی۔

مُرشد قلیخان ہر ہفتہ مین دو روز مسند دادگستری پر بیٹھتا تھا اور مرافعات وانصاف اُسکے ایسے بے لوث وحق بجانب

ہوتے تھے کہ شہرہ اُسکا تمام اکناف ہند مین پھیلا ہوا تھا اور وہ ہمیشہ ایک خاتون پر قانع تھا کبھی کسی دوسری عورت کی طرف مائل نہین ہوتا تھا۔ مُلک مین قحط نہ ہونے پاے اس باب مین نہایت احتیاط رکھتا تھا اِس مُلک کا غلہ کبھی باہر جانے نہین پاتا تھا علوم دینیہ و احکام شرعیہ سے اہل اسلام کے خود بھی خوب ماہر تھا اور عُلما اور فضلا کی بہت قدر و منزلت کرتا تھا عادات اور خصائل اُسکے نہایت سادہ اور بے ریا تھے اُسکے مزاج مین حشمت و خود نمائی مطلق نہ تھی مرشد قلیخان چوبیس[۲۴] برس تک حکم رانی مین بنگالہ کے قایم رہا جسمین پانچ برس دیوانی اور سترہ برس صوبہ داری کی اور ۱۷۲۵[۲۵]ء مین اِس جہان فانی سے رخت حیات باندھکر سفر جہان باقی کا اختیار کیا اور شجاع الدین ناظم و دیوان بنگالہ کا مقرر ہوا۔

بہرۂ یازدہم ذکر نظامت شجاع الدین تا عہد صوبہ داری علی وردی خان مہابت جنگ

شجاع الدین المخاطب بہ شجاع الدولہ

شجاع الدین المخاطب بہ شجاع الدولہ کہ خراسانی ترکمان خاندان سے تھا عہد جوانی مین مرشد قلیخان سے ارتباط پیدا کرکے اوسکی لڑکی

زیب النسا بیگم کو عقد نکاح مین لایا جب مُرشد قلیخان پہلے دیوانی مین
بنگالے کے مقرر ہوا شجاع الدین کو اُڑلیسہ کی نیابت مین بھیجا
بعد انتقال مرشد قلیخان کے شجاع الدین نے بفرمان شاہنشاہی ناظم بنگالہ
مقرر ہوکر اپنے بیٹے سرفراز خان کو دیوانی مین بنگالہ کے منصوب کیا اور
واسطے تدابیر خیر امور ریاست کے انجمن کنکاش یعنے کونسل
مقرر کی کہ جس سے مہمات عظیمہ حکومت کے جاری ہونے لگے۔

جسوقت شجاع الدین نائب اُڑلیسہ کا تھا اُسکے رشتہ داروں مین
سے ایک شخص مرزا محمد نام اور اُسکے دو لڑکے حاجی احمد اور مرزا محمد علی
عرف علی وردی خان کو ساتھ لیکر شجاع الدین کے پاس آیا شجاع الدین
نے اُنھین اپنے ساتھ رکھا اور ہر طرح سعی اُنکی پرداخت مین کی چونکہ
دونون لڑکے مرزا محمد کے تربیت یافتہ اور سنجیدہ تھے رفتہ رفتہ
درجات عالی پر پہنچے۔ حاجی احمد۔ مرزا محمد علی عرف علی وردی خان
رائے عالم چند۔ اور جگت سیٹھ صراف سلطانی بھی لوگ اہالی انجمن
کنکاش یعنے ممبر مقرر ہوے۔

صوبہ دار سابق مرشد قلیخان کی معتدل مزاجی پر شجاع الدین
کاربند نہین ہوا بلکہ تُزک اور حشمت و رعونت کا خواہان ہوا اور مکانات
و دولت سراے مرشد قلیخان کے اسکی نظر مین حقیر ٹھہرے

اسلئے عمارات عالی شان بنوائین اور فوج ریاست کی تعداد جو سابق مین پانچہزار تھی پچیس ۲۵ ہزار کی - اور اخراجات ریاست بڑھائے -

شجاع الدین نے اپنے داماد مرشد قلیخان ثانی کو کہ شاعر نغز خیال تھا اور سرشار تخلص کرتا تھا نیابت مین ناظم بنگالہ کے ڈھاکے مین بھیجا اور میر حبیب کو اسکی دیوانی مین مقرر کیا اسی زمانے مین راجہ تپرہ کا برادر زادہ اپنے عم بزرگوار سے ناخوش ہوکر کسی مسلمان زمیندار کی پناہ مین آیا اُس زمیندار نے اوسکو میر حبیب سے لیجاکر ملایا اور استعانت کی سفارش کی میر حبیب اس موقع کو غنیمت جانکر اسی بہانے سے ملک تپرہ پر قبضہ کرنے کیلیے فوج عظیم لیکر قبل اطلاع راجہ کے اوسکے ملک مین جا وارد ہوا -

مرشد قلیخان ثانی

میر حبیب

راجہ تپرہ یہ خبر سنکر ہراسان ہوا اور تاب مقاومت کی نہ لاکر کوہستان کی طرف بھاگا - میر حبیب نے راجہ کے بھتیجے کو با شان و شوکت سریر ریاست پر تپرہ کے بٹھایا اور اس سے حاکم بنگالہ کو خراج دینے کا وعدہ لیا - ملک تپرہ جو کہ زمان پیشین سے خود سر ریاست تھی سلطنت اسلام کے شامل ہوا - شجاع الدین کی صوبہ داری کے دوسرے سال فخر الدولہ حاکم بہار کسی جرم مین معزول ہوا اور وہ صوبہ بھی صوبہ بنگالہ کے شامل اختیار مین شجاع الدین کے آیا اُس نے

علی وردی خان

مرزا محمد علی عرف علی وردی خان کو کہ نہایت دانشمند اور اکابر دون سے بارگاہ کے تھا نیابت مین بہار کے مقرر کیا اور وہ اس عہدے پر ۱۷۴۲ء تک قایم رہا اور امورات ریاست کو بحسن انتظام انجام کیا۔

تیسرے سال مرشد قلیخان ثانی صوبہ اڑیسہ کی نیابت مین مقرر ہوا اور میر حبیب کو اپنے ساتھ لے گیا۔ شجاع الدین نے اپنے بیٹے سرفراز خان کو حاکم ڈھاکہ مقرر کرکے بھیجا اور غالب علی کو اسکا نایب اور جسونت راے کو دیوان مقرر کیا۔ اس جسونت راے نے صوبہ دار پیشین مرشد قلیخان کی ملازمت مین رہکر صلاح جوئی اور امور ملکی مین توجہ اور جزرسی خوب سیکھی تھی اسنے اس ملک کی ساری خرابیان اور بدانتظامیان دور کرکے حسن انتظام سے رونق ملک اور رفاقت رعایا زیادہ کی غرض جسونت راے کی تدبیرات شایستہ سے اوس کا آقا اور وہ دونون بہت نیکنام ہوے۔

سرفراز خان

جسونت راے

شایستہ خان کے عہد حکومت مین جسطرح ڈھاکے مین غلہ کی ارزانی تھی جسونت راے کی تدبیر سے بھی اسی طرح ارزانی غلہ کی ہوئی۔ کہتے ہین کہ شایستہ خان کے وقت مین ایک روپیہ مین آٹھ من چانول فروخت ہوتے تھے۔ اور اسکی یادگار کے واسطے شایستہ خان نے شہر مین ایک دروازہ بناکر اوسپر لکھدیا تھا کہ جبتک

روپے مین آٹھ چانول

آٹھ من چانول ایکروپیہ مین نہ بکواسے کوئی صوبہ دار اس دروازے کو نہ کھولے جسونت راے نے اُس کام کو پورا کرکے دروازہ کھولدیا۔

صوبہ دار شجاع الدین چونکہ سن رسیدہ ہوگیا تھا اور صوبہ داری اور انتظامات مُلکی مین بخوبی توجہ نہین کرسکتا تھا اس لئے اپنے بیٹے سرفراز خان کو ڈھاکے سے اپنے پاس طلب کیا اور اُس نے اپنے نائب غالب علی کو بلوالیا۔ اور مُراد علی نام ایک نوجوان جو اسکے عزیزون مین تھا۔ اوسکو ڈھاکہ کا نائب مقرر کرکے بھیجا۔ مُراد علی

مُراد علی

راج بلبہ

راج بلبہ کو ساتھ لایا۔ اور قلمدان پیشکاری کا اُسکے حوالہ کیا یہ دونون انصاف دشمن اور ظلم دوست تھے ڈھاکے مین آکر ہر طرحکا ظلم و تعدی شروع کی۔ جسونت راے دیوان کو اُنکے افعال سے نہایت نفرت ہوئی اور ترک خدمت کرکے مرشد آباد چلا گیا جب کوئی اُنکے افعال و اطوار کی نگرانی کرنے والا نہ رہا تو مراد علی اور راج بلبہ نے اسقدر تعدی اور سخت گیری شروع کی کہ مُلک کو پامال اور نہایت زبون حال کردیا عہد حکومت مین شجاع الدین کے بنگالے مین طائفہ انگلش فرنچ اور ڈچ نہایت صلح و آشتی و راستی سے بسر اوقات اور کاروبار تجارت کرتے رہے اور اچھی ترقی کی تھی۔

طوفان شدید

اس عہد مین یعنے ۱۷۳۷ء مین ایک طوفان ہولناک اطراف

کلکتہ مین ہوا کہ جسکا صدمہ تقریباً دوسو میل کے فاصلے تک پہنچا تھا اور سکنۂ کلکتہ اور اُسکے اطراف کے لوگون کو اِس طوفان سے بڑا نقصان اور تباہی ہوئی تھی اور اِسی زمانے مین زلزلہ بھی اِس زور سے آیا کہ جس سے سیکڑون مکانات گر پڑے کہتے ہین کہ اِس طوفان مین تخمیناً بیس ہزار کشتی غرق آب ہوئین اور دو عدد جہاز انگریزون کے کہ اوسوقت کلکتے کے دریا مین تھے پارہ پارہ ہوکر تہ آب ہو گئے تھے اور لاکھون جانین بنی نوع انسان کی اس حادثہ سے غرق آب فنا ہو گئی تھین ۔

قحط سالی

اُسکے دوسرے برس بڑا قحط پڑا تھا جس سے لاکھون آدمی تباہ اور ہزارون جانین ہلاک ہوئی تھین اور اِس قحط کا صدمہ ڈھاکہ تک پہونچا تھا یہان بھی لوگون کی بُری حالت اور بڑی خرابیان ہوئی تھین حکام مُلک نے اس قحط مین بڑی بڑی کوششین اور تائید سکنۂ ملک کی جان بری کے واسطے کی تھین اور غربا و مساکین کو سرکار صوبہ داری سے غلہ عطا ہوتا تھا اور رعایا کو مالگذاری واجب الادا معاف کی گئی تھی ۔

شجاع الدین چوّدہ برس بنگالے کا صوبہ دار رہا اور نہایت عدل و انصاف اور اتحاد سے رعایا کے ساتھ حکم رانی کی وہ سالانہ

ایک کرور روپیہ سے زاید خراج بنگالہ کا وقت معہود پر دہلی بھیجا کیا اور
یہی وجہ اُسکے عہدے کی استقامت کی تھی جب اُسنے دیکھا کہ وقت
ناگریز اور وداع جہان فانی قریب ہے اپنے بیٹے سرفراز خان کو
بلوا کر بہت نصیحتین کین اور عہد لیا کہ حاجی احمد جگت سیٹھ اور رائے
رایان جسونت راے کی مشورت سے کبھی سرتابی نہین کریگا اور ہمیشہ
صلاح اور صوابدید پر اونکے کاربند ہوگا۔ اور پھر بلا اجازت شہنشاہ دہلی
کے خود ہی سرفراز خان کو مسند صوبہ داری پر بٹھایا اور یہ پہلا مرتبہ تھا کہ عہد
سلطنت مغلیہ مین حاکم بنگالہ نے اپنا ولی عہد خود قائم کیا۔

سرفراز خان صوبہ بنگالہ

سبب یہ ہوا کہ اُس زمانے مین نادرشاہ والی ایران کی حملہ
آوری سے دہلی مین کھلبلی پڑی ہوئی تھی اور محمد شاہ شہنشاہ دہلی اپنے
حال زار مین پریشان تھا اِسطرف توجہ کرنے کی اُسکو فرصت نہ تھی ۳۹ء
مین شجاع الدین اِس تیرہ خاکدان ظلمانی سے عالم جاودانی کیطرف
راہی ہوا اور اُسکے بیٹے سرفراز خان نے بلا مزاحمت کسی نوع کی مسند
حکومت پر اپنے والد بزرگوار کے جلوس کیا اور بامید پروانگی قیام
حکومت صوبہ داری کے دہلی کو سفیر بھیجا اور تحائف اور خراج رسانی
کے ذریعہ سے فرمان شاہی حاصل کیا اور علاء الدولہ سرفراز محمد خان
مخاطب ہوا۔

سرفراز خان نے چند روز اپنے والد بزرگوار کی وصیت کے بموجب
حاجی احمد رائے عالم چند اور جگت سیٹھ کی مشورت پر عمل کیا مگر طبیعت
اُسکی زاید لہو لعب کی طرف مائل تھی اور چند اشخاص کہ دشمن حاجی احمد کے
تھے مصاحب اور مشیر کار اُسکے ہو کر حاجی احمد اور دوسرے مشیر کاران
ریاست کیطرف سے اُسے برگشتہ خاطر کر دیا حاجی احمد نے یہ سب حال اُسکے
بھائی علی وردی خان مہابت جنگ کو جو صوبہ بہار کا حاکم تھا لکھا اور
جگت سیٹھ بھی سرفراز خان سے کنارہ کش ہوا علی وردی خان نے
شکایت لہو لعبی اور نا قابلیت سرفراز خان کی شہنشاہ دہلی کو لکھی اور
اپنے نام مین سند صوبہ داری بنگالہ کی درخواست اور وعدہ کیا کہ خزانہ
مقررہ پر سالانہ ایک کرور روپیہ اضافہ دیا کرے گا اسی عہد پر علی وردی خان
نے بارگاہ شہنشاہ دہلی سے صوبہ داری بنگالہ کی سند اور حسام الدولہ
شجاع الملک مہابت جنگ کا خطاب حاصل کیا اور فوج ظفر موج
لیکر عظیم آباد سے مرشد آباد کی طرف آیا جب یہ خبر سرفراز خان کو پہنچی
اُسنے بھی ترتیب لشکر کی کی اور فوج گران لیکر شہر سے باہر نکلا جب
دونون لشکر مقابل ہوئے تو علی وردی خان نے سرفراز خان کو
لکھ بھیجا کہ اگر اُن چند اشخاص کو جنکی اغوا سے بدعملیون پر آمادہ ہوئے
ہو اپنے دربار سے نکال دو اور سابق مشیران ریاست کی صلاح پر

عمل کرو تو ہرگز تمھاری حکومت اور ریاست پر دست اندازی نہین
کرونگا۔ لیکن سرفراز خان نے قبول نہین کیا اور جنگ و جدل شروع ہوئی
یعنی محاربہ عظیم پیش آیا ناگاہ ایک گولی سرفراز خان کو ایسی لگی کہ عرصہ
گاہ نبرد مین جان بحق تسلیم ہوا۔ اور اُسکی فوج نے گریز اختیار کی۔
علی وردی خان نے بفتح و فیروزی مرشد آباد مین داخل ہو کر مسند
حکومت پر جلوس کیا اور سرفراز خان کے عیال و اطفال کو ڈھاکے
مین بھیجدیا اور تمینش ہزار روپیہ اُنکا وظیفہ مقرر کیا۔

بہرۂ دوازدہم ذکر صوبہ داری علی وردی خان مہابت جنگ تا عہد حکومت سراج الدولہ

علی وردی خان صوبہ دار بنگالہ

۱۷۴۱ء مین علی وردی خان مخاطب بہ حسام الدولہ شجاع الملک
مہابت جنگ نے پینسٹھ برس کی عمر مین مسند صوبہ داری پر بنگالہ بہار اور
اُڑیسہ کے جلوس فرمایا۔ اُسنے عہد حکومت مین شجاع الدین کے
بیس برس خدمات مالی و مُلکی انجام کر کے نہایت تجربہ کاری حاصل
کی تھی۔ اور انجمن کنکاش مین شجاع الدین کے بہت قدر
و منزلت رکھتا تھا اور گیارہ برس صوبہ داری مین بہار کی قایم رہکر نہایت
حُسن سلوک اور زیرکی سے امورات ریاست کو انجام کیا تھا اور وہ حسب وعدہ

ایک کرور روپیہ اضافہ خراج اور پیشکش گران بہا شہنشاہ دہلی کو بھیجا
گیا۔ اسی وجہ سے ہمیشہ نظر عنایت شاہنشاہی اُسپر مبذول رہی۔

علی وردی خان کے کوئی لڑکا نہین تھا صرف تین لڑکیان
تھین جو اُسکے بھائی حاجی احمد کے تین لڑکون سے بیاہی گئی تھین۔

نوازش محمد خان

بڑی لڑکی کے شوہر نوازش محمد خان المخاطب بہ احتشام الدولہ شہامت
جنگ کو ڈھاکے کا حاکم مقرر کرکے بھیجا اور سب سے چھوٹی لڑکی کے

زین الدین خان

شوہر زین الدین خان مخاطب بہ احترام الدولہ ہیبت جنگ کو بہار
کی حکومت پر مامور کیا اور زین الدین کے بیٹے مرزا محمد کو وارث
اپنی ریاست کا قرار دیکر بہ خطاب سراج الدولہ مخاطب کیا اور مجھلی

سعید احمد خان

لڑکی کے شوہر سعید احمد خان مخاطب بہ صُمصام الدولہ صولت جنگ
کو اُڑیسہ کی ریاست پر مقرر کیا۔

قبل اسکے مذکور ہوا ہے کہ صوبہ دار پیشین شجاع الدین نے اُڑیسہ کی حکومت
اپنے داماد مرشد قلیخان ثانی کو دی تھی اور اسکا مُشیر با تدبیر میر حبیب
بھی اُسکے ساتھ گیا تھا وہ ہنوز اسی مسند حکومت پر قائم تھا بعد نصرت
وفیروزی علی وردی خان کے ہرچند کہ مرشد قلیخان سنے چاہا کہ علی وردی
خان کی اطاعت کرے مگر اپنی بی بی اور داماد باقر علی خان کی مشورت
اور اشتعال سے علی وردی خان کے ساتھ جنگ وجدل سے پیش آیا۔

اور ناکام ہوکر مچھلی بندر کیطرف گریز کیا اور حکومت اڑلیسہ کی سعید احمد خان صولت جنگ کو ملی - اسی واقعہ کے بعد واسطے سرانجام مہمات دیوانی ہر سہ صوبہ کے علی وردی خان نے اپنے بڑے داماد نوازش محمد خان شہامت جنگ کو ڈھاکہ سے مرشدآباد مین طلب کرکے عہدہ دیوانی پر تینون صوبون کے مقرر کیا اور حسین قلیخان کو نیابت مین حکومت ڈھاکہ کے مامور کرکے بھیجا -

علی وردی خان بڑا شجاع اور زیرک صوبہ دار تھا اُسنے اپنی صوبہ داری کو بڑی بڑی جانفشانی سے قایم رکھا اسکے عہد حکومت مین کئی بار مرہٹون نے بنگالے پر تاخت کی اور مرشد قلیخان ثانی کا داماد باقر علی اور اُسکے مشیر میر حبیب اور مصطفےٰ خان سے جو کہ پہلے سپہ سالار علی وردی خان کا تھا اور آخر کو جسنے سرکشی اور بغاوت کی تھی اکثر جنگ وجدل کی ٹہری مگر علی وردی خان سبکو زیر کرکے لوائے نصرت وفیروزی ہمیشہ بلند کرتا رہا - کہتے ہین کہ مدت دس برس تک ان لڑائیون مین مصروف تھا

زین الدین خان المخاطب بہ احترام الدولہ ہیبت

جنگ نایب وحاکم بہار علی وردی خان کا چھوٹا داماد جب مراد شیر خان کے ہاتھ سے عظیم آباد مین مارا گیا علی وردی خان نے زین الدین خان کے بیٹے مرزا محمد قاسم سراج الدولہ کو حاکم بہار اور راجہ جانکی رام کو اسکا نایب مقرر کرکے بھیجا اور یہی

وجہ عداوت فیمابین سعید احمد خان صولت جنگ حاکم اڑلیسہ اور سراج الدولہ کی ہوئی۔ کیونکہ علی وردی خان نے پہلے وعدہ کیا تھا کہ نیابت صوبہ داری بہار کی سعید احمد خان صولت جنگ کو دیگا مگر بپاس محبت سراج الدولہ اور اصرار سے اُسکی والدہ کی مجبور ہو کر خلاف وعدہ کے عمل مین لایا۔

۱۱۶۷ھ کے اوایل مین علی وردی خان کا دوسرا

اکرام الدولہ

نواسہ سراج الدولہ کا بھائی اکرام الدولہ جسکی نوازش محمد خان شہامت جنگ نے پرورش کی تھی۔ انتقال کیا اُسکے مرنے سے نوازش محمد خان کو کہ از حد اوس سے محبت رکھتا تھا نہایت قلق ہوا۔ یہانتک کہ ہوش وحواس مین فرق آگیا اور نوعے زاویہ نشین ہوگیا۔

سراج الدولہ نے کہ اب میدان خالی پایا علی وردی خان کی غایت محبت اور تلطفات بیجا کے سبب از حد ظلم دوست اور بدچلن ہوگیا۔ چونکہ علی وردیخان کی عمر اسوقت اسّی برس کی ہوگئی تھی اور کبرسنی کیوجہ سے کسیقدر وہ مخبوط الحواس ہوگیا تھا سراج الدولہ کی بد کرداری اور جفاشعاری کی چندان خبر نہین رکھتا تھا۔ اب سراج الدولہ کو داعیہ یہ ہوا کہ حین حیات مین علی وردی خان کے چند عظماے دولت کو جنسے کہ وہ عداوت قلبی رکھتا تھا ہلاک کرے۔ خصوصاً حسن قلیخان نایب ڈھاکہ اور اُسکے بھتیجے حسین الدین خان کو کہ اپنے گمان مین جانتا تھا

کہ اُنھون نے بہت سی دولت علی وردی خان اور نوازش محمد خان کے گھر سے لیکر جمع کی ہے۔ آخرکار فریب کی راہ سے دھوکا دیکر علی وردی خان اور نوازش محمد خان سے اُنکے قتل کا حکم لیا۔ اور تدبیر مین تھا کہ پہلے حسین الدین خان کا کہ ڈھاکے مین استقامت رکھتا تھا کام تمام کرے بعد ازان اُسکے چچا حسین قلیخان کو مارے اس مین اتفاق یہ ہوا کہ مرزا باقر اور اسکا لڑکا مرزا محمد صادق عرف صداقت محمد زمیندار بعضے از پرگنات بھاٹی یعنے پورب بنگالے کے مرشدآباد مین وارد ہوئے اور سراج الدولہ سے ملے یہ نہایت اخلاق و الطاف سے پیش آیا اور اُنھین حسین الدین خان کے قتل پر آمادہ کیا۔ اور صداقت محمد کو بہادری کا خطاب دیکر بطمع عنایات فراوان ڈھاکے مین بھیجا وہ بیان پہونچکر پہلے کوتوال شہر سے سازش کرکے شب کے وقت چار پانسو آدمی لیکر قلعہ مین در آیا اور حسین الدین کو قتل کیا۔

قتل حسین الدین خان

کہتے ہین کہ اُس روز حسین الدین خان کو جنون سا ہو گیا تھا یعنی جس شب کو قتل ہوا اسکے قبل دن کو لباس سُرخ پہنکر بار بار اپنی جگہ سے باہر آتا تھا اور آسمان کیطرف دیکھکر کہتا تھا کہ آؤ دیر کیون کرتے ہو اسکے قبل اور بھی بہت سی حرکتین دیوانہ پن کی کرتا تھا جسوقت محمد صادق اسکے سامنے پہونچا اور قتل کا ارادہ کیا چندکس اسکے رفیق جو کھانا کھاتے تھے

تاب مقابلہ کی نہ لاکر کافور ہو گئے وہ بیچارہ تن تنہا محمد صادق کے ہاتھ
سے قتل ہوا صبح کو جب یہ خبر شہر مین مشتہر ہوئی بعض اراکین شہر مثل
مرزا علی نقی شہر آمین کہ قرابت قریبہ اس مظلوم سے رکھتا تھا اور میر
ابو تراب وغیرہ چند اشخاص محمد صادق کے پاس گئے اور تواضع و
نرمی سے پوچھا کہ آپ یہان کی حکومت کی کیا سند رکھتے ہین اُسنے
تلوار کھولکر دکھائی کہ یہی سند ہے اُن لوگون نے از راہ مصلحت اُسوقت کچھ
نہین کہا اور آداب بجالاکر قلعہ سے باہر ہوئے اور فوج شایستہ ترتیب
دیکر پہلے مرزا باقر کو کہ ہمراہ اپنے بیٹے کے آیا تھا قتل کیا۔ بعد ازان قلعہ
مین تاخت کرکے محمد صادق پر یورش کی چونکہ وہ اِس سے آگاہ ہو گیا
تھا اوسنے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا۔ یہ لوگ پورب کی طرف سے
دیوار قلعہ توڑکر اندر گھسے لیکن محمد صادق دوسری راہ سے نکل گیا
تھا ہاتھ نہین آیا۔

قصہ کوتاہ وہ بھاگ کر مرشد آباد چلا گیا اور آخر کو میر جعفر خان کیوقت
مین اسکے لڑکے میرن کے ہاتھ سے کسی جرم مین مارا گیا۔ بعد قتل حسین الدین
خان کے مہمات مالی و ملکی مین ڈھاکہ کے نہایت ہی بد انتظامی اور
ابتری نے راہ پائی اسیلئے بندوبست خراج اور انتظام امورات ملکی
کیواسطے علی وردی خان مہابت جنگ نے نوازش محمد خان شہامت جنگ

San'i Press, Dacca.

کے دیوان راجہ راج بلبہ کو تعین کیا اُسنے قریب دو مہینے کے ڈھاکے مین رہکر سارے امورات کا بندوبست کیا اور اموال خانہ اور زمینداری محمد باقر اور محمد صادق کشتندۂ حسین الدین خان کی ضبط کرکے مرشد آباد مین مراجعت کی۔

حسین الدین خان مقتول نیابت صوبہ داری مین ڈھاکہ کے بارہ برس تھا۔ بعد ازان علی وردی خان مہابت جنگ نے ۱۱۶۰ ہجری مین نواب جسارت خان کو عہدۂ نیابت صوبہ داری ڈھاکہ مین مقرر کرکے بھیجا اور وہ تا ایام صوبہ داری میر محمد جعفر خان کے پایۂ نیابت صوبہ داری مین ڈھاکہ کے قایم رہا اور جب نظامت بنگالہ کی انگریزون کے ہاتھ مین آئی پنشن خوار نواب ہوا۔

نواب جسارت خان

سراج الدولہ نے بعد فراغت تمام کار حسین الدین خان کے قتل حسین قلیخان کے درپے ہوا اور علی وردی خان سے اجازت چاہی اسنے جواب دیا کہ یہ امر بے مرضی نوازش محمد خان شہامت جنگ کی کہ وہ حاکم ڈھاکہ اور آقا حسین قلیخان کا ہے نہین ہوسکتا ہے مگر بعوض منع کرنے اس امر زشت کے علی وردی خان شکار کا بہانہ کرکے مرشد آباد سے راج محل کیطرف چلا گیا۔ زوجہ علی وردی خان کی اشتعال سے سراج الدولہ کے نوازش محمد خان شہامت جنگ

کے پاس گئی اور حسین قلیخان کے قتل کا کہ محض بیگناہ تھا استدعا کی اور گسیٹی بیگم زوجہ نواز ش محمد خان نے بھی بشمول اُسکے اس بارے مین اپنی خواہش ظاہر کی نوازش محمد خان نے انکے کہنے سے مجبور ہو کر اجازت اس امر کی سراج الدولہ کو دی۔

قتل حسین قلیخان

سراج الدولہ ایما پاتے ہی بہت سی سپاہ لیکر حسین قلیخان کے مکان پر کہ اندنون وہ اجل گرفتہ مرشدآباد مین وارد تھا پہنچکر اُسے مکان کے اندر سے کھینچوا کر باہر نکالا اور روبرو اپنے اُس بیگناہ کو علف تیغ بیدریغ کروایا اور اُسکے بھائی حیدر قلیخان کو بھی جو نابینا تھا اُسی وقت ذبح کروا ڈالا۔ کہتے ہین کہ جب نوازش محمد خان ان دونون مقتولون کو ہندوستان سے اپنے ساتھ لایا تھا عہد کیا تھا کہ انکی حمایت اور حفاظت کریگا۔

علی وردی خان باوجود دانش ورای بزرگ کے سراج الدولہ کی اُلفت مین ایسا مجبور ہو گیا تھا کہ اسکی حرکات ناشایستہ کیطرف مطلق توجہ نہین کرتا تھا۔ اسکے تھوڑے دنون کے بعد نوازش محمد خان شہامت جنگ نے انتقال کیا اور بعد دو مہینے کے اُسکا بھائی سید احمد خان صولت جنگ راہی مُلک بقا کا ہوا۔ نوازش محمد خان کی بیوہ گھسیٹی بیگم دختر علی وردی خان اُس وقت ڈھاکے مین تھی علی وردی خان نے نواب جسارت خان نائب

ڈھاکہ کو اسکی حفاظت اور خبر گیری کی تاکید کی۔ نواب جسارت خان ہمیشہ
اُس بیوہ کی حفاظت اور خبر گیری کرتا رہا۔ نوازش محمد خان اور سعید احمد
خان کے انتقال سے علی وردی خان نہایت شکستہ دل اور کارو
کردار سے سراج الدولہ کے افسردہ خاطر ہو کر ۱۷۵۶ء کی ۱۹۔ اپریل کو
استسقا کے عارضہ سے ترک قالب عنصری کا کیا۔

انتقال علی وردیخان

علی وردی خان صلح و جنگ اور رزم و بزم مین نہایت استعداد رکھتا
تھا اور ہمت و جرأت و ہوشیاری و دوراندیشی مین بھی بہت طاق
تھا ابتداے جلوس مسند صوبہ داری سے مدت دس سال تک برابر جنگ
وجدل مین مرہٹون اور اپنے افسران بغاوت شعار کی سزا دہی
مین مصروف رہا اور پانچ برس نظم و نسق امور مالی و ملکی اور صلح
و آشتی وغیرہ کے کامون مین گذارا حزم و تحمل بدرجہ اتم اسکی ذات
مین تھا۔ چنانچہ اسکا سپہ سالار مصطفیٰ خان ہمیشہ کلکتہ کے انگریزون
پر حملہ کرنے کی ترغیب دیتا تھا۔ لیکن وہ اُسپر عمل نہین کرتا تھا بلکہ
جواب مین یہ کہتا تھا کہ اگر آتش فتنہ سمندر کیطرف بھڑک اُٹھے تو کون
اسے بجھائے گا نہین جانتے کہ طایفہ انگریزونکا کارزار بحری مین بڑی
قدرت رکھتا ہے اگر کسی طرح کی کاوش انسے کی جاے تو کاروبار
تجارت بحری اس مُلک کا ایکبارتہ آب ہو جائیگا۔ اسکے عہد ریاست

مین طایفہ فرنچ وڈچ اور انگریز صلح اور امن سے تھے۔ اسکا نواسہ سراج الدولہ جو کبھی انگریزون کی طرف نظر بد کرتا تو علی وردی خان اکثر بطور پیشین گوئی کے کہتا کہ دیکھنا یہ ملک آخر انگریزون کے قبضۂ اقتدار مین آئیگا۔ اور اسکے دل مین ہمیشہ یہ خطور ہوتا تھا کہ بعد مرگ میرے یہ ریاست انگریزون کے ہاتھ چڑھیگی۔

علی وردی خان ہرچند کہ ساری صفتون مین موصوف تھا مگر ایک عیب اسکی ذات مین یہ تھا کہ سراج الدولہ سے ازحد محبت رکھتا تھا اور یہی باعث ساری خرابیون کا ہوا آخر جب سراج الدولہ کی بدآعمالی اور لوباشی کے نشی اُسپر ظاہر ہوئی تو اپنے کئے پر یعنے محبت بیجا سراج الدولہ کے ساتھ کرنے پر بہت نادم ہوا مگر اب کیا ہوتا ہے کار از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ بود یعنے ولی عہد کرچکا تھا اور سارے اختیارات اُسکو حاصل ہوچکے تھے کہتے ہین کہ جب علی وردی خان بستر مرگ پر پڑا تھا بعض ملازمون نے سراج الدولہ کی مسند نشینی کی سفارش کی جوابدیا کہ بعد میرے مرنے کے اگر تم دیکھو کہ سراج الدولہ تین روز بھی اپنی دادی سے خوش کرداری اور نیک سلوکی سے پیش آئے تو تمہین بھی اسکی ذات سے کچھ امید ہوسکتی ہے۔

بہرۂ سیزدہم ذکر حکومت سراج الدولہ

تا عہد مراجعت افواج انگلشیہ بکلکتہ

اب تذکرہ اُس انقلاب کا کیا جاتا ہے کہ ملک بنگالے مین ایک جوان متکبر مزاج انصاف دشمن ظلم دوست خیرہ باطن عیاش طبیعت کی مسند نشینی سے اسکے باشندون پر جو ذلتین وقوع مین آئین اور منظور الٰہی سے یہ ملک بلکہ سارا ہندوستان ایسی ایک قوم نیک نہاد انصاف منش رعیت پرور کے ہاتھ مین آیا کہ جسکے عہد حکومت مین ملک سر نو سے آباد اور رعایا مرفہ حال شاد اور ہر طرح سے امن و آمان ہوئی۔

مسند نشینی سراج الدولہ

سراج الدولہ ۱۷۵۶ء کی دسوین اپریل کو مسند حکومت پر صوبہ بنگالہ اور بہار کے جلوہ گر ہوا اسوقت شہنشاہ دہلی کا ایسا حال زبون تھا کہ سراج الدولہ کو اس جلوس کے باب مین حصول فرمان شاہی کی پروا اور ضرورت نہین ہوئی۔ مسند حکومت پر بیٹھتے ہی اُسنے پہلے اپنی خالہ گھسیٹی بیگم کا مال و منال کہ اسکے شوہر نوازش محمد خان نے سولہ برس ڈھاکے مین حکمرانی کرکے زر کثیر جمع کیا تھا اور اُسکے انتقال کے بعد وہ سب مال اسی بیگم ہی کے ہاتھ مین تھا۔ اُسکی لوٹنے کو فوج متعین کی اور سارا نقد و جنس مال و اسباب اُس بیوہ کا لوٹکر اسکو مکان سے نکلوا دیا اور دوسری خالہ رابعہ بیگم

زوجۂ سعید احمد خان کو کسی طرح سے دھمکا کر اسکی بیوہ لڑکی کو جو اسکے بھائی اکرام الدولہ کی جورو تھی اپنے عقد نکاح مین لایا اور میر جعفر کو فوجکی بخشی گیری سے معزول کر کے میر مدن کو جو رفیق حسین الدین خان برادر زادہ حسین قلیخان کا تھا ڈھاکے سے طلب کر کے عہدۂ بخشی گیری پر سرفراز کیا۔
راجہ راج بلبہ نائب دیوان نوازش محمد خان نے اس ملک سے لوٹ مار اج کر کے بہت سا مال جمع کیا تھا اور سراج الدولہ کی نظر بد ہمیشہ سے اوسپر تھی نوازش محمد خان کے انتقال کے وقت راجہ راج بلبہ مرشد آباد مین تھا ہرچند کہ علی وردی خان اوسوقت زندہ تھا مگر بہ سبب کبر سنی کے ہوش و حواس قایم نہین تھے سراج الدولہ ہی کی حکومت جاری تھی اوسنے راجہ راج بلبہ کو مرشد آباد مین قید کر لیا اور اوسیوقت اسکے اموال کے ضبط کرنے کے واسطے ڈھاکے مین حکم بھیجا مگر راج بلبہ کے بیٹے کشن داس نے اپنے باپ کے قید ہونے کی خبر سنتے ہی سارا زر و جواہر مال و عیال لیکر کلکتہ چلا گیا اور انگریزون کی پناہ مین رہا تھا۔ بعد جلوس مسند حکومت سراج الدولہ کو کہ ہمیشہ سے انگریزون کیطرف نظر بد سے دیکھتا تھا یہ خیال ہوا کہ وہ سب مال اپنے قبضے تصرف مین لاینگے اسلئے انگریزون کو سفیر بھیجکر پیغام دیا کہ کشن داس کو ہمارے پاس بھیجدین مگر انگریزون نے اوسوقت کچھ جواب نہین دیا۔

کشن داس

سراج الدولہ نے صوبہ اڑیسہ کو علی وردیخان کے ملازمان قدیم کو معزول
کرکے انکی جگہ پر جوانان عیاش طبیعت اور اوباش منش کو مقرر کیا اور
انکی اشتعال سے ہر طرح کے بُرے کامون کیطرف رغبت کرنے لگا
اور نہایت جفاکار اور بدکردار نکلا یہان تک کہ کسیکی دولت اور عزت اسکے
ہاتھ سے نہ بچی۔ کہتے ہین کہ سُکنا سے شہر مرشدآباد سراج الدولہ اور اسکے
رفقاے بدکردار شہوت پرست کے ظلم بیجا سے ایسے تنگ آئے تھے
کہ جب کہیں اُنہین راہ مین دیکھتے تھے تو ہاتھون کو اُٹھاکر اللہ سے فریاد
کرتے کہ بارخدایا انھین غارت کر اور ہمین انکے شر سے بچا۔ آخر اراکین
مُلک اُن تعدیون کی تاب نہ لاکر درپے اس امر کے ہوے کہ دوسرے
کسیکو مسند ریاست پر بٹھائین اور شورہ کرکے شوکت جنگ کو جو حاکم پورنیہ
اور چچا زاد بھائی سراج الدولہ کا تھا لایق اس امر کے ٹھہراکر ایک سفیر
مع عرضداشت دہلی کو روانہ کی اور شہنشاہ سے فرمان نظامت صوبہ بنگالہ
وبہار کا بنام شوکت جنگ کے چاہا شہنشاہ نے انکی درخواست کو منظور
کیا اور فرمان عطاے نظامت ہردو صوبہ کا بنام شوکت جنگ کے
صادر فرمایا۔

شوکت جنگ

سراج الدولہ کا برملک کے شورہ سے آگاہ ہوتے ہی فوراً فوج لیکر
بارادۂ ہلاکت شوکت جنگ کے روانہ ہوا۔ راج محل تک پہونچا تھا کہ اُسکے

خط کا جواب جو انگریزون کو کشن داس کے بارے مین لکھا تھا کلکتہ سے
پہنچا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ہم لوگ تمھارے حکم کی تعمیل نہین کر سکتے اِسبات
کے سنتے ہی آتش نہایت غضبناک ہو کر کل افواج جو اُسکے ہمراہ تھی سوائے
اُسکے اور بھی بہت سی فوج اور توپین لیکر وارد کلکتہ ہوا۔ اور انگریزون
کی کوٹھیان اور حصار جو واسطے محافظت کے اُنھون نے بنائی تھین زیر و زبر
کر کے سیکڑون انگریزون کو ہلاک کیا مگر وہ مال جسکی خاطر اسقدر خونریزی
کی ہاتھ نہین لگا جب کشن داس کو اسکے سامنے حاضر کیا سبکو یقین تھا کہ
قتل کا حکم دیگا خلاف اسکے سراج الدولہ نے اُسکے جرائم سے درگذر کی اور
خلعت بخشا۔

سراج الدولہ کو کلکتہ مین انگریزون کے مالخانہ سے صرف پچاس
ہزار روپیہ دست رس ہوا۔ وہان سے ہوگلی پہنچکر ڈچ اور فرنچ کو ہیبت
دکھا کر ڈچ سے چار لاکھ اور فرنچ سے ساڑھے تین لاکھ روپیہ لیکر مرشدآباد
چلا گیا بعد لوٹنے اور تاراج کرنے کارخانجات انگریزون کے سراج الدولہ
کو پھر جوش ہوا کہ پورنیہ جا کر شوکت جنگ کو تباہ کرے اسلیئے اپنے ایک
نوکر کو فوجدار مقرر کر کے شوکت جنگ کے نام فرمان بھیجا کہ دفتر فوجداری
اس شخص کے حوالہ کر کے خود دست بردار ہو جاوے۔ شوکت جنگ یہ
نوشتہ پا کر نہایت خشمناک ہوا اور مارے غصے کے بیخود ہو گیا۔ اور

اُسکے جواب مین یہ لکھا کہ استحقاق صوبہ داری صوبجات بنگالہ اور بہار کا مجھکو ہے اور سند شاہی رکھتا ہون سراج الدولہ کو فرمان ہے کہ مرشدآباد چھوڑکر جہان چاہے چلا جاے۔

سراج الدولہ اس جواب سے برافروختہ ہوا اور فوج لیکر پورنیہ کیطرف روانہ ہوا شوکت جنگ بھی آمادہ جنگ ہوکر پورنیہ سے آگے بڑھا دونون لشکر مقابل ہوے اور جنگ شروع ہوئی چونکہ شوکت جنگ کا سامانِ جنگ اور انتظام فوج اچھا نہین تھا شکست پاکر مارا گیا سراج الدولہ منظفر و منصور ہوکر پورنیہ پہنچا اور شوکت جنگ کا اموال اور خزائن لوٹ کر نوے لاکھ سے زائد روپیہ اور اسکے عیال کو مرشدآباد لے آیا

بہرۂ چہار دہم ذکر مراجعت افواج انگلشیہ بکلکتہ وتسخیر بنگالہ تا عہد حکومت میر جعفر خان

اب انگریزون کا عزم بالجزم ہوا کہ سراج الدولہ سے مکافات اُن تعدیون کی جو کہ کلکتہ مین اُنکے حال پر کی تھی لین۔ اسلیے سرگذشت بیان کی مدراس کے انگریزون کو جو وہان اقتدار حکومت کا رکھتے تھے لکھا اور استدعاء امداد کی کی۔ حاکم مدراس ور اہالیان انجمن شورا کارخانہ جات مدراس نے کمپنی کی ایک جہاز جنگی اور تھوڑی سی فوج دیسی جمع

کر کے اڈمرل واٹسن کو حاکم مراکب جنگی اور کرنیل کلایو کو سالار فوج
مقرر کر کے بھیجا۔

۱۷۵۶ء کی ۲۷ ستمبر کو کلایو مع افواج انگلشیہ مقام ماپہ پور مین جو قریب
کلکتہ کے ہے پہنچا اور وہان سراج الدولہ کے قلعہ دار سے مقابلہ ہوا
اور اُسے ہزیمت دیکر کلکتہ مین وارد ہوا اور ۱۷۵۷ء کی دوسری جنوری
تک سارا انتظام کلکتے کا درست کر لیا۔ کلایو کو یقین تھا کہ سراج الدولہ
کو جب تک کچھ تہدید نہوگی صلح پر راضی نہوگا اسلئے اوسنے جہاندن کو ہگلی
مین لیجا کر تاخت و تاراج شروع کردی سراج الدولہ یہ خبر سُنکر نہایت
برافروختہ خاطر ہوا اور چالیس ہزار فوج جرار لیکر انگریزون کے مقابلے
کو آیا۔ کلایو کے ساتھ اُسوقت سات سو گورے اور بارہ سو ہندوستانی
سپاہی تھے ہر چند کہ کلایو نے صلح کا پیغام بھیجا۔ لیکن سراج الدولہ نے
نہین مانا آخر جنگ و جدل کی ٹھری اور سراج الدولہ کو شکست ہوئی
اب انگریزون کی ہیبت سراج الدولہ کے دل پر چھاگئی اور صلح
پر راضی ہوا کلایو نے بھی صلح کو مصلحت وقت سمجھا اور عہد نامہ لکھا
گیا۔ کلایو نے انگریزون کا سارا استحقاق جو سابق مین تھا اور معافی محصول
اموال تجارت اور ایفاے نقصان انگریزان جو کلکتہ مین ہوا تھا اور
اختیار استحکام کلکتہ وغیرہ شروط سراج الدولہ سے لکھوا لیا۔

سراج الدولہ نے حالت مغلوبی مین یہ عہدنامہ لکھدیا لیکن دل مین ہمیشہ غصہ وغضب بہ نسبت انگریزون کے رکھتا تھا اور فرصت وقت ڈھونڈتا تھا کہ کسی طرح انکو زیر کرے اسیلئے بار بار فریخ کو لکھا کہ بنگالے مین آکر انگریزون سے مواخذہ کرے۔ چنانچہ یہ خطوط انگریزون کے ہاتھ آگئے تھے کلایو کو تردد ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیئے اِسمین بعضے اراکین ریاست سراج الدولہ نے کہ اوسکے ہاتھ سے آزردہ ہوئے تھے انگریزون کو لکھا کہ وہ سب متفق الراے اس امر کے ہین کہ انگریز لوگ فوج کشی کرین اور سراج الدولہ کو مسند ریاست سے اُتار کر میر جعفر خان کو اُسکی جگہ صوبہ دار بنائین اور اسمین سارے اراکین ریاست انگریزون کی مدد کرینگے اس خط کے پانے سے انگریزون کو تردد ہوا کہ اس امر خطیر و معاملہ سنگین مین کیونکر در آمد ہون مگر کلایو کہ ہمت عالی رکھتا تھا مستعد ہوا اور کمر ہمت مضبوط باندھی اور رشتہ نامہ و پیام کا جاری کیا جب ساری باتین ٹھیک ہوگئین کلایو نے سراج الدولہ کو لکھا کہ اسنے انگریزون کے نقصانون کا ایفا نہین کیا بلکہ انکی تباہی کے واسطے طائفۂ فریخ کو ہمیشہ اشتعال دے رہا ہے اسلئے وہ خود (کلایو) اس امر کے تصفیہ کے واسطے مرشد آباد آتا ہے۔

سراج الدولہ کو اس خط سے نہایت تشویش ہوئی اور فوج لیکر مرشد آباد

جنگ پلاسی

سے پلاسی مین آیا۔ ادھر سے کلایو بھی مع فوج وہان پہونچا اور لڑائی شروع
ہوئی جب سراج الدولہ نے دیکھا کہ میرے افسران فوج لڑنے مین کوتاہی
کر رہے ہین اور واجبی لڑائی نہین لڑتے ہراسان ہوکر مرشدآباد چلا گیا
وہان جاکر اپنے ارکین دولت کو شورہ کیواسطے طلب کیا لیکن کوئی
نہین آیا تب تو وہ ڈرا اور یقین ہوا کہ ملک ہاتھ سے جاتا رہا اپنی جان
بچانے کے لیے اور طائفہ فرنچ سے مدد لینے کی خاطر بھگوان گولے
کیطرف روانہ ہوا۔

بہرۂ پانزدہم ذکر جلوس میر محمد جعفر خان بر مسند صوبہ داری بنگالہ و بہار تا عہد حکومت میر محمد قاسم خان

میر محمد جعفر خان

ادھر کلایو اور افسران سراج الدولہ نے مرشدآباد پہونچکر میر محمد جعفر خان کو
مسند صوبہ داری پر بٹھایا اور سارا انتظام درست ہو گیا۔ میر جعفر خان
نے مسند ایالت پر جلوس کر کے سراج الدولہ کی گرفتاری کا حکم دیا
اور لوگ اسکی تلاش کو روانہ ہوئے۔ سراج الدولہ بھگوان گولہ سے
راج محل تک پہنچا تھا کہ وہان کسی فقیر کی جاسوسی سے کہ جسکو اسنے
ستایا تھا گرفتار ہو۔ مرشدآباد مین آیا اور میر محمد صادق خان عرف
میرن خلف میر محمد جعفر خان کے حکم سے قتل کیا گیا۔

کہتے ہین کہ جسوقت نعش سراج الدولہ کی واسطے تشہیر کے ہاتھی پر رکھکر شہر مین پھرانے لگے چوک کے ترپولیہ کے قریب آکر ہاتھی ٹھہر گیا اور جس جگہ کہ نعش سے حسین قلیخان کی کہ وہ بھی اسی طرح تشہیر کیا گیا۔ خون ٹپکا تھا سراج الدولہ کے بھی سر سے چند قطرات خون کے ٹپکے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار بیشک دنیا دار المکافات ہے۔ خزینہ صوبہ داری سے جو روپیہ دست رس ہوئے افسران میر جعفر اور کلایو نے تقسیم کر لیئے اور انگریزون نے سابق استحقاق کیساتھ کلکتے کی زمینداری بھی میر جعفر سے لکھوا لی

میر جعفر

میر جعفر کی حکومت صوبہ بنگالہ بہار اور اڑیسہ تینون صوبو نمین ہوئی لیکن اسکو انتظام امور ریاست کی لیاقت اور عقل وشعور جیسا کہ چاہیئے نہین تھا بلکہ نہایت حریص و بزدل اور راجگان ہندو نژاد مثل راجہ رائے درلبہ جو اسکا مدار المہام اور اسکی مسند نشینی صوابہ داری کا معاون و مددگار تھا اور راجہ رام نراین نائب بہار راجہ عدل سنگہ نائب پورنیا اور راجہ رام سنگہ حاکم میدنی پور ان سبکا مال اموال چھینے کی نیت رکھتا تھا اور انکی خرابی کے درپے تھا راجگان مذکور اس بات سے آگاہ ہوکر اس سے نہایت بددل ہوئے اور سب نے انگریزون کی پناہ لی اور کلایو کو اپنا حامی ٹھہرایا کلایو نے ان راجگان اور سارے رؤسا اور رعایا کو میر جعفر کی تعدی اور دست اندازی سے بچایا اسلیے وہ سب کا معتمد الیہ ہوا اور سب بدل

اسکے مطیع و معتقد ہو گئے۔ کلایو نے اس دانشمندی اور تحمل شعاری سے کام لیا کہ دونون طرف یعنی اُدھر میر جعفر خان اور اِدھر اراکین ملک اور عامہ رعایا سب اپنی اپنی جگہہ پر قائم رہے۔

اسی زمانے مین شاہزادہ عالی گوہر معروف بہ شاہ عالم اپنے والد بزرگوار شہنشاہ دہلی سے منحرف ہو کر مع صوبہ داران اودھ اور الہ آباد کے تسخیر بہار کے واسطے آیا اور قریب عظیم آباد یعنی پٹنہ کے خیمہ زن ہوا۔ میر جعفر نے اس خبر سے گھبرا کر کلایو کو لکھا وہ اپنی فوج لیکر آیا اور بسہولت ہزار اشرفی مین معاملہ طے کر کے شاہزادہ کو رخصت کیا میر جعفر نے اس کام کے عوض مین جسکو وہ ایک امر عظیم سمجھکر مصیبت مین پڑا تھا کلایو کو خطاب امیر الامرا مخاطب کیا اور کلکتے کی زمیداری انعام مین دی اور خراج اسکا کہ سالانہ نو لاکھ روپیہ مقرر تھا معاف کیا۔ میر جعفر ہر چند کہ ظاہراً انگریزون سے الفت رکھتا تھا اور کلایو کو ایالت کے سارے کامون کا کفیل کیا تھا لیکن بباطن تدبیر مین تھا کہ کیونکر انکو زیر کرے چنانچہ طایفۂ ڈچ یعنے اولندیز جو اسوقت چچڑے مین تھے خفیہ آمیزش رکھتا تھا اور سازش مین تھا کہ انکے ذریعے سے انگریزونکے اقتدار کو گھٹاسے چنانچہ میر جعفر کے اشارے سے قوم ڈچ نے انگریزون پر حملہ کیا مگر کامیاب نہو سکی سنہ ۱۷۶۰ء مین کلایو انگلینڈ روانہ ہوا اور مسٹر ونسیٹارٹ کو اپنی

صوبہ داری میرن

جگہ پر چھوڑ گیا۔ کشور بنگالہ مین ہنوز امن و آمان نہین ہوئی تھی کہ میر جعفر نے جو بسبب دیرینہ سالی کے مجہول الطبع ہوگیا اور سر رشتہ نظام صوبہ داری اپنے لڑکے میر محمد صادق عرف میرن کے حوالہ کیا۔ میرن نے اپنی کبر و تعلی اور جور و تعدی سے سارے ارکین و اعیان دولت و رعایاے مملکت کو نہایت تنگ اور ناراض کیا اور ظلم و بدافعالی مین سراج الدولہ سے بڑھگیا۔ میرن نے افسران فوج سے دو شخص کو قتل کیا اور حرم سرا مین بھی دو عورتون کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالا گھسیٹی بیگم و آمنہ بیگم بیوہ گان نوازش محمد خان و سعید احمد خان کو جو کہ لڑکیان علی وردی خان مہابت جنگ صوبہ دار سابق کی تھین اور جو ڈھاکے مین رہتی تھین جنکا سارا مال و اسباب سراج الدولہ نے چھنوا کر مرشد آباد مین منگوا لیا تھا میرن نے ڈھاکے کے نائب نواب جسارت خان کو اُن بیگمون کے قتل کا حکم بھیجا نواب جسارت خان نے اُن بے گناہون کی خونریزی سے انکار کیا تب میرن نے اپنے کسی رفیق سنگدل اور تیرہ باطن کو بھیجا اور حکم دیا کہ اُن بیگمون کو مرشد آباد لانے کے بہانہ سے کشتی پر سوار کرکے دریا مین غرق کردے اُسنے اس حکم کو بعینہ تعمیل کیا کہتے ہین کہ جسوقت ان بیچاری بیگمون کو کشتی پر سوار کرکے دریا مین لیگیا اور کشتی کی نیچے کا تختہ توڑنے لگا چھوٹی بہن آمنہ بیگم نے ہاتھ اُٹھا کر اللہ سے فریاد کی کہ خداوندا تو دانا و بینا ہے اگر ہم دونون گنہگار اور تقصیر وار ہین تو

تو تیری بہن میرن کی کوئی خطا نہین کی بلکہ ہم اُسکے محسن ہین وہ میرے گھر کا پروردہ ہے آج بے جرم ہمین ہلاک کرتا ہے یا اللہ ہم بیکسون کی فریاد رسی کر اور اسکے انتقام مین کڑکتی بجلی اسکے سر پر گرا۔ بڑی بہن گھسیٹی بیگم نے جب دیکھا اجل سر پر کھڑی ہی اور کوئی دم مین کشتی تہ آب ہوتی ہے مضطر ہوئی مگر چھوٹی بہن آمنہ بیگم نے استقلال کے ساتھ اپنی بڑی بہن کو تسلی دیکر کہنے لگی کہ بہن کیون گھبراتی ہو ایک دن تو مرنا ہے پس شکر کا مقام ہے کہ ہم آج مظلوم مرتے ہین۔ اگر گناہ گار ہین تو وسیلہ نجات کا ہے اور یہ خون میرن کی گردن پر رہا یہ کہکر دونون نے غسل کیا اور پاک و صاف کپڑے بجاے کفن کے پہنکر اپنی گناہون سے توبہ کی اور کلمہ طیبہ پڑھتے پڑھتے غرق بحر رحمت ہوگئین۔

سوا اسکے میرن نے اور بھی بہت سے جفا وستم ارکین ریاست اور رعایاے ملک پر کئے آخر یہ خبر مشتہر ہوئی اور شاہزادہ عالی گوہر یعنی شاہ عالم کو میرن کے کار و کردار سے عموماً رعایا کی ناراضی معلوم ہوئی اُسنے پھر ۹۰ مم اس طرف کا کیا اور قریب بہار کے پہنچا تھا کہ یہ خبر سُنی کہ اسکے والد بزرگوار عالمگیر ثانی کو عماد الملک وزیر بد طینت نے ہلاک کیا اور مالک سلطنت کا ہوا شاہ عالم اگرچہ وارث تاج و سریر اور شہنشاہ ہندوستان کا ہوا اور صوبہ دار اودھ شجاع الدولہ کو وزارت مین مامور کیا مگر بادشاہ بے اقتدار اور

ملک و دولت سے آوارہ تھا اسنے عظیم آباد یعنی پٹنے پر تاخت کی رام نراین کہ اسوقت حاکم پٹنہ کا تھا مدافعہ مین اسکے مقابلہ کیا۔ اور مرشد آباد مین کمک فوج کے واسطے لکھا۔ ادھر سے میرن اور کرنیل کالیڈ جو اسوقت سپہ سالار افواج انگلشیہ کا تھا۔ اپنی اپنی فوج لیکر پہونچے اور بعد جنگ کے شاہ عالم کو ہزیمت ہوئی اور افواج میرن اور انگریزا اپنے خیمے مین آرام کو گئے۔ اسمین بارش شروع ہوئی میرن اپنے خیمے مین بیٹھا ہوا قصہ سُن رہا تھا کہ ناگاہ غضب الٰہی سے اسکے سر پر بجلی گری اور مع اپنے دو رفیقون کے ہلاک ہوا یہ واقعہ ان بیگمون کے جنھون نے میرن کے حق مین دعاے بد کی تھی مرنے کے ایک مہینہ بعد یعنے سنہ ۱۷۶۰ء کی بیسوین جولائی کو وقوع مین آیا۔

میرن اگرچہ نہایت جفاکار اور زشت کردار تھا لیکن اپنے والد بزرگوار کی ریاست کا رکن اعظم تھا سارے امورات صوبہ داری کے اسی سے اجرا ہوتے تھے۔ کہتے ہین کہ بعد مرنے میرن کے میر جعفر خان کی کسی قدر عقل و دانش جو باقی تھی وہ بھی جاتی رہی ایکبار مفقود الحواس اور مجہول طبیعت ہوگیا اور امور ریاست مین نہایت بدانتظامی اور خرابیان ہونے لگین آخر انگریزون کی تجویز اور تہدید سے میر جعفر خان

صوبہ داری سے دست بردار ہوا اور اسکا داماد میر محمد قاسم خان صوبہ دار ہر سہ صوبہ کا مقرر ہوا اور میر جعفر خان مُنّی بیگم کو لیکر کہ جسکا وہ نہایت مطیع تھا کلکتے مین آکر رہا۔ انگریز بھی مُنّی بیگم کی بڑی قدر کرتے تھے چنانچہ مادر کمپنی ملقب تھی۔

بہرۂ شانزدہم ذکر صوبہ داری میر محمد قاسم خان تا عہد حکومت کمپنی

میر محمد قاسم خان

سنہ ۱۷۶۰ء کی چوتھی مارچ کو میر محمد قاسم خان مسند آرائے صوبہ داری بنگالہ بہار اور اُڑیسہ کا ہوا اُسنے اپنی زیرکی اور جزرسی سے انتظام سارے امورات ریاست کا درست کیا اور تخفیف خرچ اور اضافہ خراج کا کرکے سپاہ اور ملازمان ریاست کی تنخواہ بہ ترتیب شایستہ دینے لگا اسلیئے اہل لشکر اور ارکین دولت سب اسکے مطیع و فرمانبردار ہو گئے ہر چند کہ میر محمد قاسم خان انگریزون کے ذریعہ سے اس درجہ اور اقتدار کو پہونچا تھا لیکن فکر باطن اسکی یہی تھی کہ کس طرح انکے حلقۂ اطاعت سے اپنی گردن نکالے اسلیئے افزایش فوج کے تہیہ مین مصروف ہوا اور گُرگین خان کو جو ارمنی نژاد تھا سپہ سالار مقرر کیا اور مرشد آباد سے مونگیر مین جاکر رہا اور وہان فوج کی تعلیم مین

بڑی توجہ کرنے لگا بعد چند روز کے آخر انگریزونکی تجارت پر تنازع ہو کر طرفین سے فوج کشی ہوئی اور محاربہ عظیم واقع ہوا۔ ہر چند کہ سپہ سالار گرگین خان کے تعلیمی سپاہیون نے بڑی بڑی جرأت دکھائی اور ولایتی لڑائی لڑے آخر فوج انگلشیہ سے زیر ہو کر روگردان ہوئے۔ میر محمد قاسم خان ہزیمت پا کر اور بہت سے انگریزون کو جو اسکے قید مین تھے لیکر صوبہ اودھ کی طرف بھاگا اور پھر بنگالے کی جانب رخ نہین کیا انگریزون نے میر محمد جعفر خان کو کہ اسوقت نہایت ضعیف اور جذام کے عارضہ مین مبتلا تھا دوبارہ مسند صوبہ داری پر بٹھایا اور نظام امور ریاست کے لیئے نجم الدولہ کو کہ مشہور نام میر پھلوری ہین پور میر جعفر خان جو منی بیگم کی بطن سے تھا نیابت مین مقرر کیا ۱۷۶۵ء مین جب طایر روح میر جعفر خان کا قفس عنصری سے پرواز کیا صاحبان انگریز کی تجویز سے نجم الدولہ صوبہ دار مقرر ہوا مگر اختیار محافظت ملکی و انتظام فوجی انگریزون کے ہاتھ مین رہا اور انصرام امور ریاست و عدالت کے واسطے محمد رضا خان خلف حکیم ہادی خان شیرازی کو جو خویشاوندون سے علی وردی خان کے تھا اسکا نائب مقرر کیا۔

نجم الدولہ

محمد رضا خان

بہرۂ ہفتم ذکر مراجعت لارڈ کلایو بعہدۂ گورنر جنرل اور حصول سند نظامت بنگالہ بنام کمپنی

کہتے ہین کہ کلایو کے انگلینڈ جانے کے بعد عرصہ ہشت سال مین چند صوبہ دار
بنگالہ یکے بعد دیگرے مسند ریاست پر جلوس کرتے گئے اور عہدہ
داران کمپنی نے انعامونکے ذریعہ سے بہت سے روپئے پائے۔ اور اُنھون
نے اس روپیہ سے اپنے اپنے نج کی تجارت شروع کی تھی اسلیے کمپنی
کی تجارت کے کاروبار مین بہت سا خلل پڑ گیا تھا۔ کورٹ آف ڈائرکٹرس
یعنی محکمہ رشر کا سے اہالیان کمپنی کو جب ایالت بنگالہ کی بدانتظامی
و خلل تجارت اور میر قاسم کے ہاتھ سے انگریزون کے
قتل ہونے کی خبر پہنچی ہراسان ہوئے اور پھر کلایو کو گورنر جنرل
مقرر کرکے بھیجا۔

کلایو کا دوبارہ آنا ہندمین

۱۷۶۵ء کی تیسری مئی کو لارڈ کلایو کلکتہ پہونچا اور چند روز مین ساری
خرابیون کو دور کر کے انتظام ریاست درست کیا اور سارے اختیارات
اپنے قبضہ اقتدار مین لا کر نجم الدولہ کے واسطے جو بعد میر جعفر کے نواب
ناظم مقرر ہوا تھا۔ سالانہ پچاس لاکھ روپیہ مشاہرہ مقرر کیا بعد ازان الہ آباد
جاکر شاہ عالم سے سند دیوانی ہرسہ صوبہ یعنے بنگالہ بہار اور اڑیسہ بنام
کمپنی حاصل کیا اور شاہ عالم کو سالانہ ۲۴ چوبیس لاکھ روپیہ خزانہ بنگالہ سے
دینے کا وعدہ کیا اب صوبہ دار مرشد آباد بالکل معطل ہوا اور صرف بخطاب
نواب ناظم ملقب رہا اور نائبان صوبہ دار ڈھاکہ پٹنہ۔ پورنیہ۔ اور

میدنی پور وغیرہ میں تھے وہ بھی بیکار ہوئے انکی بھی تنخواہ مقرر ہوئی۔ ڈھاکے
مین اُسوقت نواب جسارت خان نائب صوبہ دار تھا جب نیا انتظام ہوا پانچہزار
روپیہ ماہواری اسکی تنخواہ مقرر ہوئی اور مسٹر سُوئٹن معروف سوٹیٹن صاحب یہان کا
حاکم مقرر ہو کر آیا نواب جسارتخان نے دفتر نیابت مسٹر سُوئین کو سمجھا دیا اور چوک کے
قلعہ کو جو اسوقت نائبان نظامت کا مسکن تھا چھوڑ کر چندے بڑے کٹرے مین رہکر محلہ
نیم تلی مین مکان بنوا کر وہین رہنا اختیار کیا۔

۱۷۶۵ء مین جب انگریزونکو شاہ عالم سے دیوانی ملی اضلاع شمول ڈھاکہ اور
مرشدآباد کیواسطے دو کچہریان مقرر ہوئین ایک حضوری دوسری نظامت کی حضوری
کچہری دیوان بنگالہ کے متعلق تھی جو مرشدآباد مین رہتا تھا اور ڈھاکے مین بذریعہ نائب
کے اسکا کام انجام ہوتا تھا اُسمین مقدمات امور سلطنت اور معاملات بندوبست خزانہ وغیرہ کے
ہوتے تھے اور نظامت کی کچہری مین مقدمات عدالت و فوجداری اور انجام امور اخراجات ریاست
کے ہوتے تھے چونکہ عہدہ داران انگریز امورات مالی و ملکی مین محض نوآموز تھے اسلیئے کل انتظام
کا بار محمد رضا خان راجہ درلبہ رام اور راجہ کنت سنگھ کو دیا گیا تھا انہین تین شخصون
سے کل امورات ریاست کے اجرا پاتے تھے۔

کلایو ایکبار مدت ایک سال اور آٹھ مہینے بنگالے مین رہکر
محصول سند دیوانی نظم و نسق امور ریاست و تجارت کمپنی اور کمی
مصارف و افزونی خراج وغیرہ کی کر کے ۱۷۶۷ء بماہ فروری راہی

انگلینڈ ہوا اور اسکی جگہ مسٹر ورلسٹ گورنر مقرر ہوا اس عہد مین پھر امورات
ملکی اور تجارت مین کپنی کے بدانتظامیان اور خرابیان ہونے لگین

سیف الدولہ

اور نواب نجم الدولہ نے انتقال کیا اور اسکے بہائی سیف الدولہ نے مسند
نظامت پر جلوس کیا وہ بھی بعد دو سال کے راہی ملک عدم ہوا اور

مبارک الدولہ

مبارک الدولہ مسند نشین نظامت کا ہوا اسکے وقت مین مشاہرہ نواب
ناظم کا سالانہ پچاس لاکھ سے سولہ لاکھ ہوا ۱۷۶۹ء مین مسٹر ورلسٹ
نے عہدۂ گورنری سے استعفا دیا اور مسٹر کارٹیر گورنر ہوا مگر امورات مالی
و ملکی اور تجارت کمپنی مین ہنوز وہی ابتری تھی اسی سال تحصیل خزانہ
اور بندوبست ملک کے واسطے سوپروایزر یعنے سربراہ کار مقرر ہوا جسکو
دونون کچہری یعنے عدالت و فوجداری کے انتظام کا اختیار دیا گیا۔

قحط عظیم

۱۷۷۰ء مین قحط عظیم واقع ہوا جس مین تیسرا حصہ رعایا ملک
بنگالے کا ہلاک ہوا تھا اسی سال اطراف ڈھاکے مین پہلے لال
پانی آیا اور سارا ملک تہ آب ہوگیا تھا کہتے ہین کہ شہر مین اسقدر پانی
چڑھ گیا تھا کہ ہر گلی کوچہ اور سڑکون پر کشتیان دوڑتی تھین بعد کم ہونے
پانی کے قحط شروع ہوا اور اسقدر تنگی غلے کی ہوئی کہ لاکھون آدمی مرگئے
اور دیہات کے لوگ اس کثرت سے شہر مین آئے کہ اہالیان شہر کو
جان بچانی دشوار ہوئی ہزارون آدمی شہری اور دیہاتی مارے بھوکون

کے ہلاک ہوئے کہتے ہین کہ دیہاتی لوگ اپنے لڑکے بالے سیر بھر چانول کے عوض اہل شہر کو دیتے تھے اور اسطرح سیکڑون لڑکے اور لڑکیان شہر کے لوگون نے مول لئے اُن دیہاتیون مین جو لوگ کہ بعد قحط کے زندہ رہگئے تھے شہر مین جابجا بس گئے یہ انہین دیہاتی لوگون کی اولاد ہین جو اسوقت کُٹّی قوم کے نام سے ڈھاکے مین مشہور ہین توجہ تسمیہ انکی یہ ہے کہ قحط سے بچے ہوئے دیہاتی لوگ جو اس شہر مین بس گئے تھے دھان کو ٹکر چانول تیار کرنے کا پیشہ اختیار کر لیا تھا اسلیئے شہر والون نے انھین کُٹّی یعنے دھان کوٹنے والا خطاب دیا جب سے یہ قوم اسی نام سے مشہور ہین اور سب مسلمان ہین بفضل الٰہی اسوقت ہر طرح کی تجارت کرکے اکثر اُن مین مرفہ حال اور صاحب مال ہوگئے ہین۔

کُٹّی قوم۔

بہرۂ ہنیردہم ذکر عہد حکومت لارڈ ہیسٹنگس تا عہد فرمان روائی لارڈ کارنوالیس

۱۷۷۲ء مین مسٹر کارٹیر اپنے عہدے سے مستعفی ہوا اور وارن ہسٹنگس اسکی جگہ پر گورنر مقرر ہوا۔ مسٹر وارن ہیسٹنگس ۱۷۴۹ء مین لارڈ کلایو کے ہمراہ انگلینڈ سے آیا تھا اور اس مدت مین اس مُلک کے

وارن ہسٹنگس

انواع طرح کے عہدون مین رہکر نہایت کار آزمودہ ہوگیا تھا - وارن
ہسٹینگس نے ۱۷۷۲ء کی تیرہوین اپریل کو کرسی گورنری پر جلوس
کیا اور ایما سے اہالیان کورٹ آف ڈایرکٹرس کے زمام نظام امور مالی
و ملکی ہر رشتہ صوبہ کی اپنے ہاتھ مین لی اور عہدہ داران کو اس ملک کے
معزول کرکے کاروبار ریاست کمپنی عہدہ داران انگریز کے حوالہ کیا - اور سررشتہ
حکومت محمد رضا خان مسٹر مڈلٹن کو کہ سفیر مرشد آباد کا تھا سپرد کیا - اور بندوبست
امور خانگی نواب مرشد آباد منی بیگم کو تفویض ہوا - اور تحصیل خراج اور بندوبست ملک
کیواسطے کلکٹر مقرر ہوا اور ڈھاکے مین اسوقت جو سوپروایزر تھا کلکٹر ہوا اور دو کچہریان
ایک فوجداری وابستہ امور سیاست ملکی دوسری دیوانی یعنی دادرسگاہ
کا مرافعۂ معاملات دیوانی قایم ہوئین - اور کلکٹر دونون کا حاکم ہوا چنانچہ
یہ زمانہ مرافعۂ معاملات فوجداری کلکٹر قاضی اور مفتی کے ساتھ اجلاس
کرتا اور دیوانی معاملات مین دیوان اور دوسرے اہل کارون
کو لیکر دربار کرتا اور چھوٹے چھوٹے معاملات جو دس عہ روپیہ
سے کم دعوے کے ہوتے دیہات کے منڈلون کے سپرد کیا اور دوسرا
کورٹ اپیل یعنے محکمہ مرافعۂ ثانیہ ایک صدر دیوانی واسطے مرافعۂ
معاملات دیوانی اور دوسرے صدر نظامت واسطے تصفیہ مخاصمات
فوجداری کلکتے مین قائم ہوئین اور سابق مین جو چوتھا حصہ اشیا یا متع

تقرری عہدہ کلکٹر

مدعا بہا حاکمان عدالت کو اہل معاملہ سے دلوایا جاتا تھا۔ اور جرمانہ ہائے سنگین کا کرنا موقوف ہوا

۱۷۷۳ء مین بہ تجویز پارلیمنٹ انگلینڈ کے گورنر جنرل بنگالہ کی نگرانی اور اعانت رائے کیواسطے چار شخص کونسل مقرر ہوے اور حکم ہوا کہ گورنر جنرل باتفاق شورہ ان مشیرون کے امور ریاست جاری کرے یہ مشیران کلکتہ پہونچکر مخالف رائے گورنر جنرل کے ہوئے اور تنازع شروع ہوا اسلیے امورات نظم و نسق ملکی مین اکثر فتورات واقع ہوئے اور بحکم شاہ انگلینڈ دادرگاہ عظیم یعنی سوپریم کورٹ کلکتے مین قائم ہوئی جسمین مرافعات سارے معاملات کے ہونے لگے۔ ہر چند کہ احداث سے اس دادرگاہ سوپریم کورٹ کے فیمابین گورنر جنرل اور اہالیان کونسل کے رفع خصومت ہوئی مگر حکام سوپریم کورٹ نے اسقدر اپنا اقتدار بڑھایا کہ محکمات مالی و ملکی پر اضلاع کے بھی دست اندازی کرنے لگے اور نہایت سخت گیریان ہونے لگین۔ آخر بہ ارقام گورنر جنرل اور دوسرے عہدہ داران کمپنی کے شاہ انگلینڈ کی سوپریم کورٹ کا اقتدار گھٹا دیا اور صرف ٹاون کلکتہ کے معاملات کی تجویز کا اختیار دیا اور محکمات اضلاع کے مرافعہ ثانیہ یعنی اپیل سننے کا اختیار صدر دیوانی کو جو قبل اسکے قائم ہوئی تھی بحال رہا۔ اور ڈھاکے مین ایک کورٹ اپیل کی کچہری جسمین اضلاع پورب بنگالہ کے اپیل کی تجویز ہوتی تھی قائم ہوئی جسکا پہلا جج مسٹر ڈنکن سن ہوا۔

ابتدائے ۱۷۹۰ء مین اراضی کشور بنگالہ کی پانچ برس کی میعاد کا اجارہ بندوبست کیا گیا جو پنجسالہ بندوبست زمیندارون مین اب تک مشہور ہے اور جسکے

سوپریم کورٹ

صدر دیوانی

پنجسالہ بندوبست

کاغذات ہنوز کلکٹری مین موجود ہین یہ بندولبست زمینداروں اور تعلقدارون
سے ہوا تھا اور بقرار داد اُنکے مالگذاری مقرر کیگئی تھی۔ اس خیال سے کہ آئندہ
ترقی خراج کی ہوگی مگر پہلے ہی سالمین دیکھا گیا کہ زمینداروں نے جسقدر خراج دینے
کا اقرار سرکار مین کیا تھا۔ اُسقدر رعایا سے وصول نہین کر سکے اسلئے مالگذاری
مین بہت باقی گرا۔ اور احتمال بھی تھا کہ یہ باقی مالگذاری ادا نہو سکیگی جب اُس
پنجسالہ بندولبست کی مدت گذر گئی حسب الحکم کورٹ آف ڈایرکٹرس کے سال
بسال اجارہ بندولبست ہونے لگا اور یہی ضابطہ ۱۷۷۲ء تک جاری رہا۔ اس
سالانہ بندولبست کا منشا یہ تھا کہ باقی مالگذاری ادا ہو۔ کیونکہ حال کے بندولبست
مین تعہد داران نے ادائے سابق باقی کو بھی اپنے ذمہ کر لیا تھا۔ اور اسی طرح
ساری باقی مالگذاری وصول ہوتی گئی۔

۱۷۷۸ء مین نواب مبارک الدولہ نے جو نابالغ تھا سن بلوغ کو پہونچکر
انجمن شوریٰ انگلشیہ جو کلکتے مین منعقد تھی خط لکھا کہ محمد رضا خان ہمیشہ نواب
کے ساتھ سختی اور درشتی سے پیش آتا ہے اسلئے اسکو معزول کیا جاے۔ چنانچہ
حسب ارقام نواب کے محمد رضا خان معزول ہوا اور بندولبست خانگی نواب
کا منی بیگم کے حوالہ کیا گیا لیکن یہ امر موجب ناخوشنودی اہالیان کورٹ آف
ڈایرکٹرس کے ہوا اور اُنھون نے فی الفور حکم دیا کہ عہدۂ نیابت صوبہ داری بحال اور
محمد رضا خان اپنے عہدے پر قائم رہے اور منی بیگم کو محافظت سے ذات نواب کی خارج

کیا جاے چنانچہ یہ حکم تعمیل ہوا اور محمد رضا خان کو اسکے عہدے پر قایم کیا گیا اور منی بیگم اسورات محافظت ذات نواب سے دست بردار ہوئی۔

بہرہ نوازدہم ذکر عہد حکومت لارڈ کارنوالیس تا عہد حکومت لارڈ منٹو

لارڈ کارنوالیس

سنہ ۱۷۸۵ عیسوی مین لارڈ ہسٹنگس راہی انگلینڈ ہوا اور مسٹر مکفرسن اسکا جانشین ہوکر چندے کارفرما رہا بعدازان سنہ ۱۷۸۶ مین لارڈ کارنوالیس گورنر جنرل مقرر ہوکر آیا اسی عہد مین جمیع قوانین عدالت و فوجداری اور کلکٹری وغیرہ کے جاری ہوئے اور عمدہ عمدہ دستور العمل تیار ہوئے جسکے ذریعہ سے امور مالی و ملکی بخوبی انجام ہونے لگے اور خراج کا بندوبست قائم ہوا۔ بڑی یادگاری لارڈ کانوالیس کے عہد کی دہ سالہ بندوبست خراج بنگالے کا ہے جو آخر کو بایماے

دہ سالہ بندوبست

کورٹ آف ڈایرکٹرس کے دائمی بندوبست ٹہرا اس بندوبست مین خراج بنگالہ مبلغ تین کرور دس لاکھ نواسی ہزار ایکسو پچاس روپیہ قرار پایا اور یہ بندوبست بتاریخ ۲۲۔ مارچ سنہ ۱۷۹۳ع سے جاری ہوا۔ اس دہ سالہ بندوبست کیوقت مین ضلع باقر گنج اور ضلع

فرید پور ڈھاکے کی کلکٹری کے شامل تھے بعد اسکے علحدہ علحدہ ضلع مقرر ہوئے اور کلکٹری بھی الگ الگ ہوئی۔

لارڈ کارنوالیس کے عہد حکومت مین محکمات دیوانی پانچ طبقون مین منقسم ہوئے پہلا محکمہ منصفی صدر امین۔ دوسرا رجسٹری تیسرا ججی۔ چوتھا پروانشل کورٹ پانچوان صدر دیوانی اور قانون کی کتابین شائع ہوئین اور رسومات یعنے مشاہرہ انگریزان اہل قلم ملازم کمپنی سابق سے زیادہ کیا گیا اور تنخواہ اہل کاران ہندوستانی کی بہت گھٹائی گئی۔ چنانچہ انگریزان اہل کار کمپنی کا مشاہرہ سابق مین کئی سو روپیہ سے زیادہ نہین تھا اب چندین ہزار ہوئے اور اس ملک کے اہل کارون کی تنخواہ اُسوقت کثیر المقدار تھی چنانچہ فوجدار کا سالانہ ساٹھ اور ستر ہزار تک وظیفہ مقرر تھا اور نائب اور دیوان ریاست نو لاکھ سے کم نہین پاتے تھے لیکن ۱۷۹۳ء مین وہ سب موقوف ہوکر بڑے عہدہ دارون کا مشاہرہ سو روپیہ سے زیادہ نہین رہا مگر سارا بندوبست اور انتظام لارڈ کارنوالیس کا اس خوبی سے کیا گیا کہ اس ملک کے لوگون کو نہایت پسند خاطر اور موجب خوشنودی کا ہوا اور سب اسکے منت پذیر ہوئے اور اہالیان کورٹ آف ڈایرکٹرس نے بھی انکی کارروائیون سے نہایت خوش ہوکر اظہار ممنونی کا کیا۔

لارڈ کارنوالیس ۱۷۹۳ء کے اگست مہینے مین راہی انگلینڈ ہوا۔ وہ سات برس تک ہندوستان مین رہا اور نظم ونسق امورات سلطنت مین بہت سی اصلاحین ہوئین اور قوانین جاری ہوے۔ وہ خود بھی نہایت زیرک اور دور اندیش تھا اور اُسکے مشیر کار بھی نہایت عاقل اور خیر اندیش تھے یعنے سر ولیم جانس سپریم کورٹ کا جج شور صاحب اور بارلو صاحب وغیرہ۔ بعد لارڈ کارنوالیس کے سر جان شور ملقب بہ لارڈ ٹننو پانچ برس تک اس عہدے پر قایم رہا اور امورات سلطنت کو بصلح و آشتی انجام کیا۔

انتقال مبارک الدولہ

۱۷۹۵ء مین نواب مبارک الدولہ نے اس دار فانی سے سرائے باقی مین انتقال کیا اور اسکے بیٹے ناصر الملک بہرجنگ کو جانشین کیا گیا اور خطاب ومناصب جو نواب مبارک الدولہ کا تھا اُسکے نام پر قایم ہوا۔ ڈھاکے مین اس وقت نواب نصرت جنگ المخاطب انتظام الدولہ نصیر الملک کو اپنے نانا نواب جسارت خان کی جگہ مسند نائب ناظمی پر جلوہ افروزی اور سرکار کمپنی مین بھی بڑی عزت و توقیر حاصل ہوئی۔

لارڈ مارنیگٹن

۱۷۹۸ء مین لارڈ مارنیگٹن المخاطب بہ مارکوس آف ولیسلی گورنر جنرل مقرر ہوکر ۱۸ مئی کو وارد کلکتہ ہوا اسی عہد مین ٹیپو سلطان کی اخیر لڑائی ہوئی اور ٹیپو سلطان مارا گیا۔ اور اسکا ملک قبضہ اقتدار مین انگریزون کے آیا اور اسکے عیال و اطفال کلکتہ آئے اور وظیفہ خوار سرکار کمپنی کے

ہوئے اسی زمانے مین جماعت واعظین عیسائی بنام مشنری پہلے اس ملک
مین آئی اور جابجا واعظ شروع کیا ور مذہبی کتابین اس ملک کی زبانون
مین ترجمہ کروا کے شایع کین لارڈ کارنوالیس کے عہد حکومت مین اس ملک
کی زبانون کی ترقی ہوئی تھی چنانچہ بہت سی کتابین زبان اردو اور بنگلے
مین شایع ہوئین اور عہدہ داران انگریز کو اس ملک کی زبان کی تعلیم
کے واسطے فورٹ ولیم کالج کلکتے مین قائم ہوا۔ اور اس ملک کے لوگونکی
تعلیم و تربیت کے لیے ہر ہر شہر اور قصبون مین اسکول اور مکتب جاری
ہوئے تھے جسمین اہالیان شہر اور ارکین ملک سب چندہ دیتے تھے
اور چند سال تک وہ مکتب جاری رہے چنانچہ اس شہر ڈھاکے مین
ایک مکتب ویسا ہی جاری ہوا تھا۔

پریسیڈنسی کالج

۱۸۵۷ء مین کلکتہ مدراس و بمبئی مین پریسیڈنسی کالج قائم ہوئے اور
۱۷۸۱ء مین بعہد حکومت لارڈ ہیسٹنگس بہادر کے عربی و فارسی کی تعلیم
کے واسطے کلکتے مین مدرسہ عالیہ جاری ہوا۔ جو ہنوز قایم ہے۔

مدرسہ عالیہ کلکتہ

۱۸۰۳ء مین ابناے دولت برطانیہ پہلی بار دار السلطنت ہند شہر
دہلی کو تحت تصرف مین اپنے لاے اور شہنشاہ دہلی جو دست تغلب
سے مرہٹون کے تنگ آیا تھا۔ انگریزون سے رجوع لایا
اور انکی حمایت سے ان ظالمون کے ہاتھ سے اونکو رہائی ملی۔

انگریزون نے شہنشاہ کا پایہ عظمت اور منزلت کو قایم رکھکر سالانہ پندرہ لاکھ روپیہ وظیفہ مقرر کیا اور سارا کاروبار سلطنت کا اپنے قبضہ اقتدار مین لائے اور اسی سال صوبہ اُڑیسہ بھی جو علی وردی خان مہابت جنگ کے وقت سے کہ مدت چھیالیس برس کی ہوئی تھی مرہٹون کے دخل مین تھا ریاست بنگالہ کے شامل ہوا اور اسی عہد مین رسوم زبون ہنود ان کہ بچون کو گنگا ساگر مین ڈالتے تھے اور عورتین ستی ہوتی تھین یعنی اپنے شوہرون کے ساتھ آگ مین جلتی تھین موقوف ہوئے اور ۱۸۰۲ء مین جو قانون کہ واسطے دفعیہ ان رسمون کے تیار ہوا تھا جاری ہوا۔

لارڈ کارنوالیس دوبارہ ہندوستان مین آیا۔ بار ثانی جو آیا بس یہین رہا۔

انتقال لارڈ کارنوالیس

یعنے ۱۸۰۵ء کی پانچوین اکتوبر کو خطہ غازیپور مین اس دار فانی سے رحلت گزین ہوا۔ بعد لارڈ کارنوالیس کے سر جارج بارلو کہ مشیر اعظم انجمن شوریٰ کا تھا چندے سربراہ کار اس عہدے کا ہوا اور بحکم شاہ

لارڈ منٹو

انگلستان اور پارلیمنٹ کے لارڈ منٹو گورنر جنرل مقرر ہو کر ۱۸۰۷ء کی ۱۳۔ جولائی کو وارد کلکتہ ہوا اس عہد کے اخیر ۱۸۱۳ء مین مدت

اجارہ ثانی کمپنی

معینہ اجارہ کمپنی کہ بیس برس کی تھی تمام ہوئی اور اجارہ ثانیہ جدید بہ پیشگاہ سے شاہ انگلینڈ کے کمپنی کو ملا اور تجارت کمپنی کہ دو سو برس سے جاری تھی موقوف ہوئی وجہ یہہ ہوئی کہ بیشتر کمپنی محض تاجر پیشہ

تھی اب ریاست اور حکومت کی مالک ہوئی پس حاکم کو تجارت کرنی جائز نہین اسلیے کمپنی کی تجارت موقوف ہوکر صرف اُن لوگون کو اجازت تجارت کی ملی کہ جو شریک اور نوکر کمپنی کے تھے اس عہد مین اور کوئی کار نمایان یا تغیر و تبدل امور سلطنت مین نہین ہوا۔

بہرہ بستم ذکر حکومت لارڈ موپرا وغیرہ

لارڈ موپرا

۱۸۱۳ع کی چوتھی اکتوبر کو لارڈ منٹو عہدۂ گورنری سے مستعفی ہوا اور لارڈ موپرا اس عہدے پر مقرر ہوکر آیا۔ اس عہد مین راجہ نیپال سے لڑائی ہوئی اور اسکے علاقہ کا بڑا حصہ جو پہاڑون کی ترائی مین تھا ۱۸۱۵ع مین انگریزون کے قبضے مین آیا اور قوم پنڈاری یعنے جماعت کثیر سواران غارت پیشہ جو ہند مین مسکن رکھتے تھے اور دور دور تک غارت اور تاراج کیا کرتے تھے بیخ و بن سے استیصال کیئے گئے اور راجگان ناگپور اور ہولکر جو مخالفت سے پیش آئے تھے ہزیمت پاکر مسند ریاست سے برخاست ہوے اور بڑا حصہ انکے ملکونکا ضمیمہ سلطنت انگلشیہ کا ہوا۔

اسکول بک سوسائٹی

۱۸۱۷ع مین اس ملک کے رعایا کی علم آموزی اور تعلیم و تربیت کیواسطے ایک انجمن اسکول بک سوسائٹی کلکتہ مین منعقد ہوئی اور اسکے ذریعہ سے

جا بجا اسکول جاری ہوے اور بنابندوبست کا لج کا ہوا ۱۸۱۹ء مین ایک مکتب واسطے تعلیم اطفال کے ڈھاکے مین بھی قائم ہوا اور راہالیان شہر سے بڑے بڑے لوگ اس مکتب کے حامی ہوے اور صاحبان انگریز نے بڑی بڑی کوشش اور ہر طرح کی تائید کی اور بہت سے لڑکے اس مکتب مین داخل ہوئے۔

لارڈ امہرسٹ

۱۸۲۳ء مین لارڈ مویرا راہی انگلینڈ ہوا اور لارڈ امہرسٹ گورنر جنرل ہوکر آیا اس عہد مین برہما کی لڑائی ہوئی جو راموکی لڑائی کے نام سے مشہور ہے اس لڑائی کے واسطے فوج کثیر اور سواران جنگی ہاتھی اونٹ بیل خچر اور گدھے بیشمار ڈھاکے مین آئے تھے جنکو رمنہ کے میدان مین جہان اب گھوڑ دوڑ ہوتی ہے رہنے کی جگہ دی گئی تھی اور سارا سامان جنگ ڈھاکے سے مہیا ہوکر برہما کیطرف روانہ ہوا تھا آخر اس سامان کا نتیجہ صلح ہوا اور اس صلح مین منی پور اور رارخنگ یعنی اراکان اور سواحل مرتیان سارا انگریزون کے قبضے مین آیا۔

لارڈ بنٹنگ

۱۸۲۸ء مین لارڈ امہرسٹ نے عزم انگلینڈ کا کیا اور لارڈ ولیم بنٹنگ عہدۂ گورنری پر مامور ہوکر آیا اس عہد مین بہت سی تخفیفات اخراجات سلطنت مین ہوئین اور اضافہ خراج کا تردد کیا گیا اور ۱۸۳۱ء مین منصف اور صدر امین کا مشاہرہ اور اختیارات کی افزونی ہوئی اور عہدہ جدید اعلے صدر امین کا ایجاد ہوا۔ اور اس عہدے کا مشاہرہ اور

اختیار منصف اور صدر امین سے زیادہ کیا گیا اور عہدہ محکمات پروشل
کورٹ موقوف ہوا۔ غرض اس انتظام سے یہ تھی کہ قضایاے تنخاصمین
بمرافعہ اولیٰ حکام ہندوستانی کے محکمون مین فیصل ہون اور مرافعہ ثانیہ
یعنے اپیل اسکی محکمات مین حکام فرنگستانی کے انفصال ہون لارڈ بنٹنک
نے فوجداری محکمون کی بھی رونق زیادہ اور نیا انتظام جاری کیا۔ الغرض
ہر کمشنر اپنے ماتحت کے اضلاع کو ہر شش ماہی کے دورہ مین دیکھتے
تھے اب ہر سہ ماہی مین دیکھنے اور مرافعہ ثانیہ کے انفصال کا انکو
حکم ہوا ویسا ہی ششن ججون کو یہی حکم ہوا کہ ہر مہینے مین ایکبار معاملات
فوجداری فیصل کرین تاکہ اسامیان اور گواہون کو مجبوسی اور حاضرباشی
کی تکلیف زیادہ نہو مقصد اس انتظام سے یہ تھا کہ رتبہ و منزلت اس ملک
کے لوگون کی بڑہے اور امور ریاست کی کارروائیان سہل
طور پر ہون۔

سنہ ۳۲ء مین بیس سال اجارہ کمپنی کا پھر تمام ہوا اور نئے بندوبست
کا وقت آیا اس مرتبہ کے اجارے مین بہت تغیر و تبدل ہوا یعنے
دوسرے ملکون مین جیسا چین وغیرہ مین بھی سوداگری کمپنی کی قدر موقوف ہوئی یہی
قرار پایا کہ مالکان حصص کمپنی کو مبلغ ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ بوجہ منافع خراج ہندوستان سے ملا کریگا۔
باقی مصارف سلطنت کے بعد خزانہ ملکی مین جمع رہیگا اسی سال

لیجس لیٹو کونسل

سنہ ۱۸۳۱ء مین انجمن قانون سازی (لیجس لیٹو کونسل) منعقد ہوئی
اور قوانین سیاست اس انجمن سے تیار ہونے لگے اور دوسری ایک انجمن لا کمیشن
قائم ہوئی جس سے اجراے قوانین اور دستور العمل کا ہونے لگا۔

لارڈ ولیم بنٹنک کے عہد حکومت مین اس ملک کے لوگون کی تعلیم زبان
انگریزی اور علم آموزی کا بڑا اہتمام ہوا چنانچہ سنہ ۱۸۱۳ء مین پارلیمنٹ سے حکم ہوا تھا
کہ خراج مِنہا سے سالانہ مبلغ ایک لاکھ روپیہ تعلیم و تربیت مین رعایا کے صرف ہو اور زا تک
وہ روپیہ صرف سنسکرت اور عربی پڑھانے مین صرف ہوتا تھا۔ لارڈ بنٹنک نے
اس مبلغ سے زیادہ حصہ انگریزی پڑھانے مین رعایا کی نہایت ضرورت ہے صرف
کرنے کا حکم دیا اُس مطابق ہر ہر ضلع اور شہرون مین انگریزی اسکول و کالج
کی بنا ہوئی اور طبابت کی تعلیم کیلیئے مدرسہ طبابت یعنے مڈیکل کالج کلکتہ مین
قائم ہوا اس عہد مین محصول بضاعت یعنی اجناس تجارت ایک جگہ سے دوسرے
جگہ لیجانے مین جو محصول لیتے تھے اور جو بنام پرمٹ مشہور تھا موقوف ہوا ہرچند کہ
یہ بڑی آمدنی ریاست کی تھی اور اسکے وصول کیواسطے اکثر رہگذرون پر اور
دریا کی سواحل اور گھاٹون پر تحصیل خانہ مقرر تھا جسمین تحصیلدار اور پیادے
رہتے تھے اور تحقیقات سارے اجناس تجارت کی ہوتی تھی اور حسب ضابطہ محصول
لیا جاتا تھا۔ مگر عاملان تحصیل گر سرکاری محصول ایک روپیہ لیتے دو روپیہ اپنے واسطے
وصول کرتے اور نہایت جور و تعدی لوگون پر ہوتی تھی۔ انگریزون نے

جب مسلمانون کے ہاتھ سے یہ ملک اپنے قبضے مین لیا اس رسم کو جاری دیکھا اور انھون نے بھی اسکو جاری رکھا مگر عاملون کی تعدی اور زرکشی کی خبر ہمیشہ گوش گذار ہوتی تھی اسیلیے لارڈ بنٹنک نے اسکو ایک قلم موقوف کر دیا۔ لارڈ بنٹنک کا عہد حکومت بہت چین کا تھا اس عہد مین کسی طرح کی جنگ وجدل اور کوئی واردات وقوع مین نہین آئی۔

سنہ ۱۸۳۵ء مین لارڈ بنٹنک انگلینڈ روانہ ہوا اور جلد کوئی گورنر جنرل نہ آنے کے سبب سے سرچارلس مٹکاف صاحب نے اس عہدے کا کام انجام کیا۔ اس عہد مین اخبار نویسون کو آزادی ملی تھی اور مکلی صاحب نے بھی اس امر مین کوشش کی تھی۔

لارڈ اکلینڈ

سنہ ۱۸۳۶ء مین لارڈ اکلینڈ گورنر جنرل مقرر ہو کر آیا اور سنہ ۱۸۴۲ء تک اپنے عہدے پر قایم رہا اس عہد مین کابل کی لڑائی ہوئی جو واسطے تخت نشینی شجاع الملک والی کابل کے وقوع مین آئی تھی۔ سنہ ۱۸۳۶ء مین ہوگلی کالج اور سنہ ۱۸۴۱ء مین ڈھاکہ کالج کی بنا ہوئی۔

ڈھاکہ کالج

لارڈ النبرا

سنہ ۱۸۴۲ء مین لارڈ النبرا گورنر جنرل مامور ہو کر آیا اور سنہ ۱۸۴۴ء عیسوی تک اسکی حکومت رہی اس عہد مین کابل فتح ہوا اور صلح آشتی کے ساتھ افواج انگلشیہ نے وہان سے مراجعت کی اور ریاست سندھ کمپنی کے قبضہ اقتدار مین آئی۔ لارڈ النبرا نے ڈپٹی مجسٹریٹ کا عہدہ

جاری کیا اور بہت سے لوگ اس ملک کے اس عہدے پر مقرر ہوے۔

لارڈ سر ہنری ہارڈنج

۱۸۴۴ء مین سر ہنری ہارڈنج صاحب گورنر جنرل ہوا اور ۱۸۴۸ء تک اس عہدے پر رہا اس عہد مین سکھون سے لڑائی ہوئی اور وہ زیر ہوے اسی ۱۸۴۶ء مین کشن نگر کالیج کی بنا ہوئی۔ اور اسی عہد مین ایکسئو ایک اسکول اضلاع اور پرگنہ جات بنگالہ مین بنام ہارڈنج اسکول کے جاری ہوے۔

لارڈ ڈلہوسی

۱۸۴۸ء مین لارڈ ڈلہوسی گورنر جنرل مقرر ہوکر آیا۔ اس عہد مین ملک پنجاب۔ ستارہ ناگپور جہانسی۔ اودھ برار اور پیگو قبضہ تصرف مین کمپنی کے آئے

پریسیڈنسی کالج

۱۸۵۳ء مین بہرم پور کالیج قائم ہوا اور ۱۸۵۵ء مین پریسیڈنسی کالج کلکتہ مین قائم ہوا۔ اور بہت سے بنگلہ اسکول جاری ہوے اور لڑکیون کی تعلیم کے واسطے اسکولون کی بنیاد پڑی اور صیغہ تعلیم کے ڈایرکٹر انسپکٹر وغیرہ عہدہ دار مقرر ہوے اور ہند مین ریلوے کی بنا ڈالی گئی۔

لفٹنٹ گورنر بنگالہ

۱۸۵۴ء مین بحکم پارلیمنٹ صوبہ بنگالہ کے واسطے لفٹنٹ گورنر کا عہدہ مقرر ہوا جسمین پہلے ۱۸۵۴ء مین ہلیڈی صاحب لفٹنٹ گورنر مامور ہوے

ہلیڈی صاحب

اور اس ملک کے لوگونکو ولایت جاکر سویل سرویس کا امتحان پاس کرنے کا حکم ہوا۔ لفٹنٹ گورنر ہلیڈی صاحب نے ۱۸۵۴ء مین ڈھاکہ جاکر پورب بنگالے کا انتظام اور علاقہ وغیرہ کا بندوبست کیا اور کمشنری قائم کی اور ڈھاکے مین کشن جنم کی سواری جو صدہا سال سے ایک مشہور تماشا جاری ہے

کشن جنم کی سواری

جو یہان کے تانیتون کے دو فریق کے اہتمام سے دو سواریان بڑی دھوم
دھام اور ہزارون روپیہ کے خرچ سے نکلتی ہین اور قدیم زمانے سے ایک
ہی روز دونون سواریان نکلتی تھین اور اس معرکہ مین دونون فریق اکثر
دنگا ہنگامہ کیا کرتے تھے اور طرفین سے لوگ زخمی ہوتے تھے بلیڈی صاحب
نے اس معاملہ کو بذات خود تصفیہ کر کے حکم دیا کہ سواری دو روز نکلا
کرے چنانچہ اس حکم کے مطابق اب ہر دو فریق ایک ایک روز الگ
الگ اپنی اپنی سواری نکالتے ہین اور تماشائی لوگ بھی امن کے ساتھ
دو روز تماشا دیکھتے ہین۔

بہرہ بست و یکم ذکر بغاوت سپاہیان ڈھاکہ

اسباب بغاوت

ہندوستان کے سپاہیون مین ایک عجیب قسم کی بددلی پیدا
ہو گئی تھی۔

صوبۂ بنگال کی سپاہ جسمین زیادہ تر شریف قوم کے ہندو تھے
فوراً بگڑ اوٹھے۔ اِن ہندؤن کو اپنے مذہب کا بڑا خیال تھا۔ اگر ایک
بات بھی اِن کے مذہبی عقائد کے خلاف ہوتی تو فوراً اوس سے ناراضگی
ظاہر کرتے۔ چنانچہ جب دوسری مرتبہ برہما کی لڑائی مین انکو ترہما۔ جا پینکے

لئے حکم دیا۔ تو اون ہندوؤن نے صاف انکار کیا گورمنٹ نے فوراً یہہ قانون پاس کیا کہ اب سے کوئی ایسا شخص فوج مین بھرتی نہین کیا جائے گا۔ جو کہ کسی جگہہ جانے پر راضی نہ ہو۔ اسپر ہند وسپاہ کو یہ خیال گذرا کہ گورمنٹ کو اونکے مذہبی عقائد کا ذرا بھی پاس ولحاظ نہین ہے۔

انگریزی مدرسے۔ اسکول اور کالج جو ہندوستان مین قائم ہوئے تو لوگ سمجھے کہ اسی طرح انگریزی پڑھا کر گورمنٹ لوگون کو کرسٹان کرنا چاہتی ہے۔

ریل۔ تار گھر۔ اور نئی نئی کلین ایجاد ہونے سے لوگون کے دلون مین طرح طرح کے گمان گذرے۔

نجومیون نے کہنا شروع کیا کہ کمپنی کی حکومت صرف سو برس رہ کر نابود ہو جائیگی۔ اور چونکہ کمپنی کو حکومت کرتے ہوئے پورے سو برس گذر چکے تھے۔ اسلئے لوگون کے دلونمین یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر اہل ہند ذرا بھی کوشش کرینگے تو فوراً ہندوستان کی سلطنت اونکے ہاتھ مین آجائیگی۔

لارڈ ڈلہوسی نے جن جن لوگون کی ریاستین یا پنشنین ضبط کر لی تھین اونلوگون کو فتنہ برپا کرنے کا ایک اچھا خاصہ موقع ملگیا۔

صوبہ اودھ کے تعلقدار اور دیگر لوگ مثل نانا راؤ صاحب وغیرہ کے فوراً بگڑ اوٹھے۔ اُسی زمانہ مین ایک نئی قسم کی بندوق ایجاد ہوئی تھی۔ جسکے بھرنے کیلئے کارتوس کو دانت سے کاٹنا ہوتا تھا۔ اسلیے عام طور سے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ کارتوس مسلمانون اور ہندؤن کے ناپاک کرنے کیلئے گائے اور سور کی چربی سے چکنا کیا گیا ہے۔ اس سبب سے اور بھی لوگ افروختہ ہو گئے یہی وجوہات تھے۔ جنسے اہل ہند نہایت ہی بیزار ہو رہے تھے۔ اور ذرا ذرا سی بات پر بگڑ بیٹھتے تھے۔

چنانچہ بغاوت ایکبارگی سارے ہندوستان مین شروع ہو گئی۔ تمام سپاہ ساتھ ہی بگڑ گئے۔ بنگالہ۔ بہار۔ پنجاب اودھ کوئی ایسی جگہ نہ تھی۔ جہان فتنہ نہ برپا ہوا ہو۔ چنانچہ مشرقی بنگالہ مین وہ جگہ جہان بغاوت سب سے زیادہ پھیلی تھی ڈھاکہ تھا

بغاوت سپاہیان ڈھاکہ

۵۸ء کے ماہ مارچ مین ۳۴۔ رجمنٹ نی بارک پور مین پہلے بغاوت شروع کی۔ جسمین تین افسر زخمی ہوئے۔ اور ۱۹۔ رجمنٹ نے بہرم پور مین سرکشی پر کمر باندھی۔ اس رجمنٹ کو بارک پور جانے کا حکم ہوا۔ اور وہان جاتے ہی دونون رجمنٹ کو برطرف کیا گیا۔ اور اُسی سن کے مئی مہینے مین میرٹھ کے سپاہیون کے بگڑنے اور کشت وخون کرنے کی خبر پہونچی۔ اسوقت ڈھاکے مین ۷۳ رجمنٹ کے دو کمپنی سپاہی تھے۔ اور ابتداے

ماہ جون مین دو کمپنی اس رجمنٹ کی جو جلپای گوڑی کو گئی تھین ۱۲ جون کو ایک افواہی خبر ہوئی کہ ان دونون کمپنیون نے راہ مین بارک پور کے موقوف شدہ سپاہیون سے ملکر بغاوت پر کمر باندھی ہے اور لوٹ کے ڈھاکے مین آکر یہان کے سپاہیونکو جو لعل باغ مین ہین ساتھ لیکر لوٹ تاراج مچائی ہے اور جیلخانہ کے قیدیونکو بھی نکالنے پر مستعد ہین اس خبر سے انگریزون کو بڑا ہول ہوا اور بہت سے انگریز جیکسن صاحب مجسٹریٹ ڈھاکہ کی کوٹھی مین جمع ہوے اور بہت سی بندوقین وغیرہ ہتھیار اکٹھا کئے۔ اور بہت سی انگریز بد حواس ہو کر اپنی میم اور لڑکونکے شامل کشتیون پر سوار ہوکر دریا پار ہو گئے۔ انگریزون کی گھبراہٹ اور بد حواسی سے شہر مین ایک تہلکہ پڑگیا اور شہر کے لوگون نے رستون مین اور دریا کے کنارے پر ہجوم کیا اور انگریزون کی یہ حالت دیکھکر سب متعجب اور مخوف ہوکر پوچھتے تھے کہ کیا حال ہے اور اس گھبراہٹ کے ساتھ کیون بھاگتے ہین، کپتان مکھن اور رائیٹ صاحب جو سپاہیون کے افسر تھے یہ خبر سُنکر لعل باغ مین جہان سپاہی رہتے تھے گئے وہان جاکر دیکھا کہ سب سپاہی موجود ہین اور سارا کام بدستور درست ہے یہ خبر وہان مطلق نہین ہے اُن صاحبان نے لال باغ سے آکر سب انگریزون کو تسکین دی اور وہ خبر جھوٹی ٹہری۔ تیرھوین جون کو شہر مین سب طرح امن و آمان ہوئی اور صاحبان انگریز اپنے اپنے کامون

مین مصروف ہوئے تیئسوین جون کو شہر کی محافظت کے واسطے گورنمنٹ
نے کلکتہ سے ایکسو سیلر گورے اور کپتان لوئیس صاحب کو انکا افسر مقرر
کر کے ڈھاکے مین بھیجا سیلر گورون کی فرودگاہ انگریزی گرجا کی اُتر جانب
رابرٹ وسیٹ صاحب کی کوٹھی مین ہوئی پانچوین جولائی کو مٹکاف صاحب
نے کمرلہ سے آکر بیان کیا کہ سننے مین آیا ہے کہ چاٹگام کے سپاہی بگڑ کر لوٹ
وتاراج کرتے ہوئے ڈھاکے کیطرف آتے ہین اس بات سے بھی
پہلے سبکو ایک طرحکا ہراس ہوا آخر کو معلوم ہوا کہ وہ خبر بھی غلط ہے ۲۹- جولائی
تک ڈھاکے مین سب طرح امن وچین اور ساری بات درست
رہی- کپتان لوئیس صاحب سیلر گورونکو لیکر صبح وشام شہر مین جابجا پریڈ
کیا کرتے اور اکثر لال باغ کے سپاہیون کے قریب جاکر قواعد اور بندوقین
شلک کرواتے تھے سپاہی لوگ ہر چند کہ انکی اس حرکت سے ناخوش
ہوتے- مگر کچھ نہین کہتے تھے تیئسوین جولائی کو ولایتی صاحبان اور
دیسی فرنگیون کی ڈھاکہ کالج مین ایک کمیٹی ہوئی اسمین قریب ساٹھ
آدمی کے جمع ہوئے تھے اور انمین دو جماعت والنٹیر ایک پیادگان کی
اور دوسرے سوارون کی مقرر ہوئی - پیادگان والنٹیر کا افسر
میجر اسمتھ صاحب اور سوارون کا کپتان ہچنسن صاحب معین ہوئے-
اُتر پچھم ہندوستان کی بغاوت کی خبرون نے ڈھاکے کے ولایتی صاحبان

اور دیسی ارمنی وغیرہ فرنگیون کو بہت ہراسان کیا ماسوا سپاہیون کے
شہر کے لوگون سے بھی خوف کرنے لگے چنانچہ اگست کے مہینے کی پہلی دوسری
اور تیسری تاریخ کو کہ مسلمانون کے عید اضحیٰ کا ایام تھا والنیٹر لوگ تمام شب
شہر مین گشت کرتے رہے اور جابجا پہرا مقرر ہوا۔ اور عید اضحیٰ اسکے
دن مسلمانون کی نمازگاہ کے قریب پہرا مقرر ہوا اور توپین رکھی گئین
کہ مبادا مسلمان کوئی ہنگامہ کرین دوسری تاریخ اگست کی کہ اتوار کا
دن تھا۔ صاحبان انگریز گرجے کو گئے۔ انکی محافظت کیواسطے ایک جماعت والنیٹر
کی کالج مین قریب گرجے کے تعینات رہی۔ اور گیارہوین تاریخ اگست کو بابت سے
ارمنی ڈھاکے سے کلکتہ بھاگے اور صاحبان ولایتی نے کل گھر مین جو ایک مستحکم اور محفوظ
جگہ دریا اور کھال کے کنارے ہے جاے پناہ مقرر کی اور وہان گدھی بنانے کی تدبیرین
ہوئین والنیٹر لوگ وہان تمام شب پہرے مین رہتے تھے اہالیان شہر اور اطراف کے لوگ
متحیر تھے کہ صاحبان انگریز کیون استقدر مخوف اور بدحواس
ہو رہے ہین۔ اور کس لئے والنیٹر کی پلٹن مقرر رہی۔ چودھوین اور
پندرھوین اگست کو کشن جنم کی سواری نکلی اور بطور سابق تماشا ہوا۔
اسمین بھی سواران والنیٹر مسلح ہو کر ہاتھیونپر سوار تھے اور پیادگان
والنیٹر کالج مین متعین تھے کہ مبادا کوئی فتنہ انگیزی ہو۔
جلپائی گوڑی جو کہ ۷۳ رجمنٹ کا ہڈکوارٹر تھا۔ وہانکے افسرون نے

لکھا کہ یہان کے سپاہی بغاوت پر مستعد ہین اور اُنکا روکنا دشوار ہے کیونکہ
یہ سرزمین سیلابی ہے اگر وہ لوگ پچھ سرکشی کرین اور کشت و خون مچاوین
تو ہم سبکو جان بچانی مشکل ہوگی ۔ یہان کوئی پختہ مکان ایسا نہین ہے
کہ جسمین اُنکی تاخت سے بچ سکین ۔ اس خبر سے ڈھاکے کے صاحبان
انگریز کو پھر ہول ہوا اور سب نے یہی تجویز کی کہ اگر جلپائی گوڑے
کے سپاہیون نے کچھ فتنہ برپا کیا تو فی الفور یہان کے سپاہیون کے
ہتھیار چھین لینا ضرور ہے اور کلکٹری کی حفاظت کو جو پچاس آدمی سپاہی
متعین ہین پہلے اُنپر حملہ کیا جاوے اور بعد اُسکے لال باغ کے سپاہیون پر
تاخت ہونی چاہئیے ۲۲ ۔ اگست کو کل گھر مین گڑہی تیار کرنے کے لئے
اور اُسکے چارون طرف نالہ کھودنے کو دو سو مزدور مقرر ہوے اور کام
جلد جلد ہونے لگا ستائیسوین اگست کو گڑہی تیار ہونے پر آئی
اور صاحبان انگریز تصور کرنے لگے کہ اس گڑہی مین رہکر پانچ چھہ
ہزار آدمی سے مقابلہ کر سکین گے ۔

تیسوین اگست عاشورہ کی شبکو والنیٹر مسلح ہوکر چوک وغیرہ
میلے کی جگہ مین گشت کرنے لگے اور اکھاڑا وغیرہ تماشا نکالنے کی ممانعت
ہوئی شہر کے لوگونمین سے مارے خوف کے کوئی گھر سے باہر نہین نکلا اور بدستور
سابق تماشا نہین ہوا اور میلا جمنے نہین پایا

چودھوین ستمبر کو ایک ہولناک خبر آئی کہ آسام کے سپاہی بگڑنے پر ہین اور اپنے افسر کا حکم نہین مانتے گورنمنٹ نے کلکتہ سے بہت سے سیلر گورے آسام جانے کے واسطے بھیجے اور وہ ڈھاکے ہو کر آسام جائینگے چنانچہ ویسا ہی وقوع مین آیا اور وہ گورے ڈھاکہ ہو کر آسام روانہ ہوے دوسری اکتوبر کو آسام کا راجہ گرفتار ہو کر ڈھاکے مین آیا۔
چوتھی اکتوبر کو انگریزون نے درگاہ باری تعالے مین مناجات کرنیکا دن مقرر کیا اور سب نے اُسروز گرجے مین جمع ہو کر بالحاح وزاری درگاہ باری مین مناجات کی اکیسوین نومبر شنبہ کے دن بذریعہ ڈاک خبر پہونچی کہ ۳۴ رجمنٹ جو ابتداے بغاوت مین بارکپور کی چھاونی سے برطرف ہوئی تھی اُسکے باقی سپاہیون نے جو چاٹگام مین تھے۔ بغاوت کرکے وہانکی کلکٹری کو لوٹ کر قریب دو لاکھ روپیہ کے لے گئے ہین اور ڈھاکے کی طرف آتے ہین۔

اس خبر کے سنتے ہی صاحبان انگریز نے متفق الراے ہو کر یہی صلاح ٹھرائی کہ ڈھاکے مین ۷۳ رجمنٹ کی جو دو کمپنی سپاہی اور ساٹھ آدمی گولہ انداز ہین انکے ہتھیار چھین لینا چاہیے کہ مبادا چاٹگام کے سپاہی ادھر آئین اور یہ بھی انکے ہمراہ ہو جاین تو سخت قیامت ہوگی اور روکنا محال ہوگا بعد کمیٹی کے پہلے والنٹیرونکو حکم ہوا کہ بائیسوین نومبر اتوار کے دن پانچ

بجے صبحکو تیار رہین اور کمشنر صاحب جج صاحب اور سارے سیویلین نے
ایکجا ہوکر صلاح کی کہ پہلے کلکٹری کے سپاہیون کے ہتھیار لیکر وہان
کا پہرا والنٹیرون کے حوالہ کرکے سیلر گورون کو لال باغ کی طرف بھیجین چنانچہ
ویسا ہی عمل مین آیا۔ یعنے بائیسوین نومبر اتوار کے دن قبل چار بجے
صبح کے کچھ اندھیری رہتے ہوی جب سیلر گورون نے کلکٹری کے سپاہیون
پر حملہ کیا وہان اکاون سپاہی تھے۔ اونہون نے بہت رنجیدہ خاطر ہوکر
ہتھیار دیدیے اور اپنے افسر کو ملامت کرنے لگے کہ کسواسطے اس
رسوائی کے درپے ہوئے اگر پہلے آپ فرماتے کہ ہتھیار دیدو تو بلاعذر
ہم لوگ دیدیتے۔ سیلر گورے کلکٹری کے سپاہیون کی بندوقین
لیکر اور پہرا والنٹیرون کے حوالہ کرکے پانچ بجے کے قریب لال باغ
کی طرف چلے گئے۔

وہان پہونچکر سپاہیونکو دیکھا کہ سب ہشیار ہوگئے ہین اور مقابلہ کو تیار ہین معلوم
ہوا کہ اسکی پہلے ہی انکو خبر ہوگئی تھی کہ گورے انکے ہتھیار لینے کو آتے ہین سیلر گورونکے
قلعہ کے دروازے پر جاتے ہی پہرے والے سپاہی نے پہلے بندوق چلائی اور ایک گورے کو مار ڈالا
بعد اسکے اور سپاہی بھی بندوقین شلک کرنے لگے۔ جب گورے دکھن دروازے
سے اندر گھسے۔ سپاہیون نے انپر ایک باڑہ بندوقون کی ماری۔ اور
توپین جو بی بی پری کے مقبرے کے مقابل نصب تھین ان سے

ایک باڑہ گراب کی چلائی گورون نے بھی اندر گھسکر ایک باڑھ ماری
تب لفٹنٹ لوئیس صاحب نے قلعہ کی دیوار کو بائین سمت رکھکر گورون
کو آگے بڑھایا اور سنگینون سے سپاہیون پر حملہ کروایا سپاہی سب اپنی
جگہ پر کھڑے تھے گورے انکو دوڑانے لگے اس عرصے مین مسٹر منیر صاحب
نے جو سیلرون کا دوم افسر تھا آٹھ آدمی سیلر لیکر قلعہ کی دیوار کے اوپر
سے اُن سپاھیون پر جو توپین چلاتے تھے تاخت کی اور توپین چھین کر
رنجک دان مین میخین ٹھوک دین اسوقت سپاہی ہرطرف دوڑنے اور
بھاگنے لگے سیلرون کی فتح ہوئی اور سپاہی جنگلون کی طرف بھاگ گئے
اور قریب چالیس آدمی کے مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے سیلرون
مین چار سخت زخمی ہوے تھے ایک اُسیوقت مر گیا اور باقی بعد اُسکے
مرے ورنو آدمی جو زخمی ہوے تھے۔ اچھے ہوگئے۔ ڈاکٹر گرین صاحب
سیول سرجن ڈھاکہ کے بھی زخمی ہوے تھے وہ ایک زخمی گورے کو جھک کر
پٹی باندھتے تھے کہ اسمین اُنکے زانو مین گولی لگی۔ وہ اچھے ہوئے
مگر سہ سے معذور رہے بھاگے ہوے سپاہیون مین کتنے گرفتار ہوکر
آئے اُنمین سے چار آدمیونکو اُسیوقت پھانسی دی گئی اور باقی کو بھی
بعد اسکے پھانسی دی گئی ۲۳۔ نومبر دوشنبہ کے دن شہر مین سیطرح
امن ہوگئی اور صاحبان انگریز اپنے کامون مین مصروف ہوے

مگر شہر کے لوگ بہت سے بھاگ کر دیہاتون مین چلے گئے ۲۹۔ نومبر صاحبان انگریز کو یہ تردد ہوا کہ ڈھاکے کے بھاگے ہوے سپاہی ضلع میمن سنگھ اور سلہٹ کی طرف جاکر وہان کے باشندون پر ظلم و تعدی مچاتے ہونگے۔ مگر شکر ہے کہ وہ سب ایک ساتھ اسطرف نہین گئے۔ پہلا قافلہ جو ٹوک کے رستے سے ضلع میمن سنگھ کی طرف گیا تھا اُس مین بیس آدمی کے ہاتھ مین بندوقین تھین اور باقی بے ہتھیار تھے اور کتنے زخمی تھے اُنمین ایک عورت بھی اپنے لڑکون کو لئے ہوے تھی دوسرا گروہ جسمین تیس آدمی کے ساتھ بندوقین تھین اور باقی بے ہتھیار تھے جب وہ میمن سنگھ کے قریب پہونچے وہانکا مجسٹریٹ پولیس کے برقندازون کو لیکر برسر راہ کھڑا ہو گیا سپاہی لوگ اُس طرف نہین گئے اور جمال پور کی راہ لی۔

چاٹگام کے باغی سپاہی جو ڈھاکے مین ۷۳ رجمنٹ کے سپاہیون سے ملنے کو آتے تھے خبر ملی کہ وہ اسطرف نہ آوینگے اور ضلع تپرہ وغیرہ کے کوہستان کی راہ سے سلہٹ کی طرف جاتے ہین اور کمرلہ کے قریب پہونچکر راجہ تپرہ کو خبر بھیجی کہ اگر وہ اُنکے ساتھ نہ ملے اور تائید نہ کریگا تو اُسکا تخت چھین لینگے اس خبر سے کمرلہ کے صاحبان انگریز اور عمایدِ شہر سب شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تینوین نومبر کو ڈھاکے کے بھاگے

ہوے سپاہیون مین سے اور تین آدمی گرفتار ہوکر آئے اور اُن کو بھی
پھانسی دی گئی بعد اسکے اور بھی آٹھ آدمی پکڑ آئے اور اُنکو پھانسی
دی گئی تیسری دسمبر کو ڈھاکے مین دو اسٹیمر ہوپنچے جن مین ۵۴ کوینس
رجمنٹ کے تین سو سو بجر گورے اور ایک سو سیلر تھے سو بھردن کو اسی وقت
تپرہ روانہ کیا گیا تاکہ چاٹگام کے باغی سپاہیون کو سلہٹ جانے کے
قبل روکین اور سیلرون کو رنگپور ہوکر بلوا جانے کا حکم ہوا اس عرصے
مین سلہٹ کی ڈاک بند ہو گئی تصور کیا گیا کہ شائد چاٹگام کے باغی سپاہی
سلہٹ کے رستے مین ہین۔ نوین دسمبر کو خبر پہونچی کہ چاٹگام کے
سپاہی گورون کی خوف سے سلہٹ کو نہین آئے معلوم ہوتا ہے کہ تپرہ
کی سرحد مین ہین اور بالکل عورت مرد لڑکے بالے اور قیدیون کو
لیکر پانسو آدمی ایک ساتھ ہین مگر رسد کی نہایت تنگی ہے اور بھوک
سے نہایت عاجز ہین اٹھارہوین دسمبر کو سلہٹ سے خبر آئی کہ وہان
کے لوگ چاٹگام کے باغی سپاہیون سے مقابلہ کرنے پر کمر باندھے
ہتھیار لئے لڑنے کو تیار ہین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ڈھاکے کے بھاگے
ہوے سپاہی بھوٹان کی طرف گئے ہین۔

چودھوین جنوری سنہ ۵۹ع کو ڈھاکے مین سبطرح خیریت اور امن
تھی دخانی جہاز جو فوج لیکر تپرہ کی طرف گئے تھے مع فوج واپس آئے

اور خبر ملی کہ چاٹگام کے سپاہی سلہٹ کے قریب ایک جنگل مین ہین ۔ سلہٹ کی لائیٹ انفنٹری رجمنٹ نے دوبار اُن سپاہیون سے مقابلہ کیا اور دونون بار انکو ہزیمت دی ۔

اکیسوین جنوری تک دونون جہاز جو فوج لیکر تپرہ سے واپس آئے تھے ڈھاکے کے دریا مین ٹہرے رہے سولجر اور سیلر گورے جوق جوق شہر مین پھرتے اور گلی کوچہ سڑکون پر بدمستیان کرتے تھے ۔ بائیسوین جنوری کو سولجر گورے کلکتہ روانہ ہوے اور سیلر گورے چند مہینے یہان رہے نوین جون کو گورنمنٹ سے حکم آیا کہ ۱۹ رجمنٹ سولجر گورون کے رہنے کے واسطے ڈھاکہ کالج کا مکان خالی کیا جاے چنانچہ یہ حکم تعمیل ہوا اور اٹھارہوین جون کو ڈھاکہ کالج کے واسطے دو مکان کرایہ پر لئے گئے اور کالج کا اسباب اُن مکانون مین بھیجا گیا بارہوین جولائی کو ۱۹ رجمنٹ کے تین کمپنی سولجر گورے ڈھاکے مین آئے اور زیادہ حصہ اُنکا کالج مین اور باقی فوجداری کی کچہری کے مکان مین جسمین اسوقت کالیجیٹ اسکول ہے اُتارے گئے ۔

پہلی اگست کو ڈھاکے کے سیلر گورے جنہون نے سپاہیون کو مارا تھا سلہٹ روانہ ہوے اور اُسی سال کی اٹھارہوین اکتوبر کو کلکتہ سے ڈھاکہ تک ٹیلیگراف کے تار نصب کئے گئے اور تار پر خبر آنے لگی ۔

بہرۂ بست و دوم ذکر نقل سلطنت از دست کمپنی بدست ملازمان ملکۂ معظمہ

پانچوین نومبر ۱۸۵۸ء دوشنبہ کے دن سلطنت ہند ملکۂ معظمہ انگلینڈ کے قبضے مین آنے کا شہرہ ہوا اور کمپنی کی عملداری اُٹھ گئی اُس روز ایک جلسۂ عظیم ہوا اور ڈھاکہ کالج کے پورب انٹاگھر کے میدان مین جہان اسوقت وکٹوریہ پارک کا باغیچہ ہے جلسہ گاہ مقرر ہوا۔ اور بڑے تکلف سے جلسہ گاہ سجایا گیا تھا۔ پہلے سولجر گورون کی قواعد ہوئی توپین اور بندوقین شلک ہوئین بعد ازان تبدیل سلطنت کا فرمان انگریزی اور بنگلہ زبانون مین پڑھا گیا۔ شہر کے لوگ قریب چار ہزار آدمی کے جمع ہوئے تھے۔ حکام انگریز اور روساے شہر سب حاضر تھے بعد جلسہ کے شب کو شہر کے مکانون مین روشنی ہوئی اور سب نے خوشیان کین جب سلطنت ہند کمپنی کے ہاتھ سے قبضۂ اقتدار مین کوئن وکٹوریہ ملکۂ انگلینڈ کے آئی اور سارے کاروبار سلطنت بنام نامی ملکۂ معظمہ کے ہونے لگے لارڈ کیننگ عہدۂ گورنر جنرل پر قائم رہے اور اُسی سال یعنے ۱۸۵۸ء مین عدالت اور فوجداری کا

لارڈ کیننگ

نیا قانون ادراداے خراج کے آیئن دستور اور کرنسی نوٹ جاری ہوا۔
بعد لارڈ کیننگ کے لارڈ الگین گورنر جنرل مقرر ہوکر آئے۔ اس عہد مین

لارڈ الگین

پورب بنگالہ اور ملک کی ریلوے جاری ہوئی اور ۱۸۶۱ء مین صدر دیوانی اور سوپریم کورٹ ایک شامل ہوکر کلکتے مین ہائی کورٹ قائم

ہائی کورٹ

ہوا دو سال پورے نہوئے تھے کہ لارڈ الگین نے اس دار فانی سے انتقال کیا اور کچھ دن کے واسطے سر ولیم ڈینس صاحب گورنر جنرل رہے اور ۱۸۶۳ء مین سر جان لارنس گورنر جنرل مقرر ہوے ۱۸۶۹ء تک حکمرانی مین قایم رہے۔

۱۸۶۹ء مین لارڈ میو گورنر جنرل مقرر ہوکر آکے ۱۸۷۲ء تک اپنے عہدے پر قائم رہے

لارڈ میو گورنر جنرل

اس عہد مین انگریزی تعلیم کی تخفیف خرچ کی راے ہوئی اور مسلمانون کی تعلیم و تربیت کے واسطے مدرسون کی بنا ہوئی ۱۸۷۲ء کی آٹھوین فروری کو لارڈ میو جزیرۂ انڈامن مین ایک دائم الحبس قیدی کے ہاتھ سے مقتول ہوے[1] اور سر جان اسٹریچی چند روز گورنر جنرل رہے بعد ازان لارڈ نیپیر نے گورنر جنرل کے کامون کو اجرا کیا۔

۱۸۷۲ء کی تیسری مئی کو لارڈ نارتھ بروک گورنر جنرل ہوکر آئے۔ اس عہد مین رعایا کو خراج کے بار سنگین سے کسیقدر سبکدوشی ہوئی اور پھر اعلی درجہ کی انگریزی تعلیم کی تائید ہوئی ۱۸۷۲ء کے آخر مین لارڈ نارتھ بروک

لارڈ نارتھ بروک

[1] اس ماہ سے حسرت انگیز کے کئی ایک ہفتے پیشتر ہائیکورٹ کے چیف جسٹس نارمل صاحب بھی ایک غاقی کے ہاتھ سے مارے گئے۔

ڈھاکے مین آئے اور انکے استقبال کی بڑی بڑی تیاریان ہوین اور
شہر مین روشنی وغیرہ کا اہتمام ہوا اور اہالیان شہر نے چندہ کرکے انکی
یادگاری کے واسطے ایک مکان بنام نارتھ بروک حال تعمیر کیا جسمین
اسوقت دیسی لوگون کی لائبریری یعنے کتب خانہ ہے اور اکثر
کمیٹیان اور جلسے اسمین ہوتے ہین۔

۱۸۷۵ء مین شاہزادہ اعظم پرنس آف ویلس جو بعد ملکہ معظمہ تخت نشین ہوئے
ہندوستان مین آئے اور بعد ملاقات راجگان والیان ملک و زمینداران ذی وقار
اور سیر و شکار اس دیار کے مراجعت کی۔ ڈھاکے کے نواب صاحب نواب
سر عبدالغنی بہادر کے۔سی۔ایس۔آئی پرنس کی ملاقات کو مدعو ہوئے تھے۔
اور ماوراے اجناس نامی ڈھاکہ سونے چاندی کے دو ہاتھی کے بچے پرنس
کی نذر کئے تھے۔جس سے پرنس نے نہایت خوش ہوکر انکی بڑی توقیر کی تھی
اور تحائف عطا کئے تھے۔

لارڈ لیٹن

۱۸۷۶ء مین لارڈ لیٹن گورنر جنرل مقرر ہوکر آئے۔اور لارڈ نارتھ
بروک انگلینڈ چلے گئے اسی سن مین ملکہ معظمہ کوین وکٹوریہ نے امپرس
یعنے قیصر ہند کا خطاب لیا اور ۱۸۷۷ء کی جنوری مین اس خطاب
کی شہرت کے واسطے دہلی مین دربار عظیم منعقد ہوا جسمین سارے
راجگان ملک اور امراے ریاست حاضر ہوئے تھے اور بڑے

تجمل اور تزک کے ساتھ نائب سلطنت گورنر جنرل کرسی نیابت پر
ملکہ معظمہ قیصر ہند کے جلوس کرکے اشتہار خطاب قیصر ہند جناب
ملکہ معظمہ کا اہالیان مملکت کو سنایا اور پلٹنون کی پریڈ اور توپین
شلک ہوئین اور خوشیان اس جلسہ کی ہر ہر شہر مین ہند اور
بنگالہ کے منائی گئین اور چراغ روشن ہوئے ڈھاکے مین بھی
اس روز شب کو ہر گلی کوچہ مین اور سڑکون پر اور بازارون مین روشنیان ہوئین
تھین اور اہالیان شہر اور صاحبان انگریز نے خوشیان کی تھین۔
اسی سال یعنے ۱۸۷۷ء مین ملک دکھن مین قحط پڑا جسمین بہت سے
لوگ یعنے قریب پچاس لاکھ آدمی کے ہلاک ہوئے اور امیر کابل سے
لڑائی شروع ہوئی۔ افغانون نے دغا کرکے انگریزون کے سفیر
کیاگنری صاحب کو مع انکے مصاحبین اور ہمراہی سپاہیونکے قتل کیا جسکی پاداش
مین افغانون نے بڑی بڑی خرابیان اٹھائین اور ملک عبدالرحمن
خان کے حوالہ کیا گیا اسی عہد مین دفع قحط کے واسطے اہل تجارت
اور کاروباری لوگون پر لائیسنس ٹکس جاری ہوا۔

لارڈ ریپن

۱۸۸۰ء کے اپریل مہینے مین لارڈ لٹین عہدہ گورنر جنرل سے مستعفی ہوے اور مارکویس
آف ریپن گورنر جنرل ہوکر آئے اس عہد مین انگریزون نے
کابل مین اخیر فتح پائی اور انگریزی خوانی کو ترقی دی گئی آئندہ

اس ملک مین قحط ہو اسکی تدبیرین ہوئین اور اس ملک کے لوگون کو سویل
سروس ملنے کا طریقہ جاری ہوا اور بھی بہت سی کوششین اہالیان ہند کی
ترقی اور فلاحیت کے واسطے کی گئین۔ کپڑا وغیرہ تجارتی اجناس کی آمدنی
کا محصول اٹھا دیا گیا اور نمک کا محصول بھی کم ہوا ۱۸۸۰ء مین ڈاکخانون
مین منی آرڈر کا طریقہ اور پوسٹ کارڈ جاری ہوا ۱۸۸۱ء مین
بنگالی کی مردم شماری ہوئی اور منیونسپل آئین جاری ہوا

مردم شماری

۱۸۸۲ء مین سر ریورس ٹامسن صاحب لفٹنٹ گورنر بنگالہ کے مقرر ہوے۔ انکی
عہد حکومت مین مینوتسپلٹی کو ترقیان ہوئین اور رعایا کو تشخیص ممبر کا اختیار
دیا گیا۔ لوکل اور ڈسٹرکٹ بورڈ جاری ہوے ۱۸۸۴ء کلکتے مین اگزبشن
یعنے نمایش کا میلا ہوا۔ اور ڈھاکہ میمن سنگھ کی ریل جاری ہوئی اس
ریلوے کے کھلنے سے میمن سنگھ سے ڈھاکہ اور ڈھاکے سے نراین گنج
تک لوگون کو آمد شد کرنے مین بڑی آسانی ہوئی۔

اگزبشن کلکتہ

ڈھاکہ میمن سنگ ریلوے

۱۸۸۴ء کے آخر مین لارڈ رپن سلطنت ہند کا چارج لارڈ ڈفرن کو دیکر روانہ انگلینڈ
ہوے اور لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہوے ۱۸۸۵ء مین چند انگریز اور کتنے
لوگ ہندوستانی اور بنگالی نے متفق ہو کر ایک انجمن بنام نشنل کانگرس
منعقد کی اور غرض یہ ٹھرائی کہ اس ملک کے لوگون کو جن جن چیزون
کی ضرورت ہے اسکی درخواست بذریعہ اس انجمن کے گورنمنٹ مین

لارڈ ڈفرن

کانگرس

پیش کرین اور نشست اس انجمن کی بمبئی کلکتہ مدراس اور الہ آباد وغیرہ
شہرون مین ایک یکسان بڑی دھوم دھام سے ہوئی۔ اور بہت سے اشخاص ہر شہر اور
ضلع کے مدعو ہوئے اور انکی آمد و رفت کا خرچ وغیرہ انجمن سے دیا گیا اور بڑی قدردانیان
ہوئین اور لاکھون روپے خرچ ہوئے اہالیان ہندوستان کے دو فریق ہو گئے ایک تو اس انجمن کی
تائید مین دوسرے اسکی تردید مین کوشان ہوئے فریق ثانی مین زیادہ
تر لوگ مسلمان سے تھے جو ہر شہر مین انجمن منعقد کر کے لوگون کو انجمن کانگرس
کی تائید سے باز رکھتے تھے چنانچہ ڈھاکے مین بھی ایک انجمن تردید مین
انجمن کانگرس کے حسینی دالان کے میدان مین منعقد ہوئی تھی بانی اسکے سارے
مسلمان خاص و عام اس شہر کے تھے جو خلاف کانگرس کے ہمیشہ سعی کرتے تھے

لارڈ ڈفرن کا ڈھاکے مین آنا

۱۸۸۸ء کے اوسط جنوری مین گورنر جنرل لارڈ ڈفرن
ڈھاکے مین آئے اور انکی استقبال اور تعظیم کی بڑی بڑی تیاریان
ہوئین اور بڑی دھوم دھام سے اجلاس صدر گھاٹ مین بنایا گیا اور
دربار منعقد ہوا اور سارے شہر مین روشنی وغیرہ کا سامان بڑے تکلف
سے کیا گیا اور استقبال کیواسطے اشخاص شہر اور حکام وغیرہ ریلوے
اسٹیشن مین منتظر تھے جب ریل پہونچی لاٹ صاحب ریل سے اُتر کر
فخر بنگالہ نواب سر عبد الغنی بہادر کے سی ایس آئی کو اپنی گاڑی مین
ساتھ بٹھا کر دربار کی جگہ پر آئے اور انکو پہلو مین بٹھا کر سرفراز کیا اہل

شہر کی طرف سے مسلمانون نے فارسی اور ہندؤن نے انگریزی زبان مین
سپاسنامے گذرانے اور لاٹ صاحب نے بھی بغایت خوشدلی اُن
سپاسنامونکے جواب مین اپنی زبان مبارک سے بہت کچھ ارشاد فرمایا خصوصًا مسلمانون کی
ترقی کے بارے مین جو وہ سعی بلیغ رکھتے تھے اُسکا اظہار کیا اور بکشادہ پیشانی
سب اہل دربار سے ملے اور سبکو ممنون و مشکور کیا۔

اس عہد مین پھر انکم ٹکس جاری ہوا اور نمک وغیرہ کا بھی محصول بڑھ گیا اور ریاست ملک برہما سلطنت
ہند کے شامل ہوئی جس سے لارڈ ڈفرن کو مارکویس آف آوا کا خطاب ملا

جبلی قیصر ہند

سنہ ۱۸۸۷ء مین ۱۶ فروری کو ملکہ معظمہ قیصر ہند کی عہد سلطنت کے پچاس برس
پورے ہوے اور سارے ہندوستان مین جشن جوبلی کا منعقد ہوا اُس روز
ڈھاکے مین بھی جشن جوبلی کی خوشیان منائی گئین اور روشنی وغیرہ کا سامان
خوب ہوا سنہ ۱۸۸۸ء کی دسوین دسمبر کو لارڈ ڈفرن نے زمام مملکت لارڈ لینس

لارڈ لینس ڈاؤن

ڈاؤن کے ہاتھ مین دیکر راہی انگلینڈ کے ہوے۔ اور لارڈ لینس ڈاؤن
گورنر جنرل اور فرمانروا سلطنت ہند کے ہوے۔

اُنھون نے آتے ہی افغانی سرحد کی محافظت کے لیے
کافی انتظام کر دیا۔ اور امپریل سروس ٹروپ تعینات کردی۔

سنہ ۱۸۹۱ء مین منی پور مین ایک بغاوت پھیلی چیف کمشنر
آف آسام اور دیگر انگریزی عہدہ دار مارے گئے۔ آخرش لارڈ لینس ڈاؤن نے

نے ایک زبردست فوج منی پور بھیجی ۔ جسنے کہ بغاوت کی آگ کو فوراً
ٹھنڈا کر دیا ۔ منی پور کا راجہ تخت سے اوتارا گیا ۔ اور اوسیکے خاندان
کا دوسرا راجہ تخت پر بٹھایا گیا ۔

اوسی سال برٹش پارلیمنٹ نے انڈین کونسل ایکٹ
پاس کیا ۔ جس سے کہ یونیورسٹی ڈسٹرکٹ اور میونسپل بورڈ کو لیجسلیٹو
کونسل مین اپنا اپنا ریپریزنٹیٹو یعنی نائب بھیجنے کا حق دیدیا ۔

لارڈ الجن

سنہ ۱۸۹۴ء مین لارڈ الجن صاحب گورنر جنرل مقرر ہو کر آئے
اس عہد مین مرض پلیگ پہلے پہل ہندوستان مین شروع ہوا ۔
سنہ ۱۸۹۶-۹۷ء مین صوبہ متحدہ ۔ بہار اور وسط ہندوستان مین بہت
بھاری قحط پڑا ۔ اوسی سال ہندوستان کے اوتر ۔ پورب ۔ جانب
مین ایک زلزلہ آیا جس سے کہ مالی اور جانی دونون نقصان
بہت زیادہ ہوا ۔ گورنمنٹ نے پلیگ کے روکنے اور زلزلہ کی مصیبتون
کو دور کرنے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئی ۔

لیکن یہ سب آفات ایک بہت بھاری خوشی سے مبدل
ہو گئے ۔ کیونکہ سنہ ۱۸۹۷ء مین کوئین وکٹوریہ کو تخت پر بیٹھے ہوئے پورے
ساٹھ برس گذر گئے تھے ۔ اس خوشی مین ڈائمنڈ جوبلی منعقد ہوئی
اور تمام ملک مین جشن منایا گیا ۔

لارڈ کرزن

سنہ ۱۹۰۵ع مین لارڈ کرزن گورنر جنرل مقرر ہو کر آئے۔ انکے عہد حکومت مین سنٹرل پراونسز مین ایک قحط عظیم واقع ہوا۔ گورنمنٹ نے بھوکون اور ننگون کی مصیبت دور کرنے کیلئے بہت روپیہ خرچ کیا۔

انتقال کوئین وکٹوریہ

سنہ ۱۹۰۱ع مین کوئین وکٹوریہ کے انتقال کا جانکاہ واقعہ پیش آیا جنوری سنہ ۱۹۰۳ع مین ایڈورڈ ہفتم تخت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور دہلی مین ایک بہت بھاری دربار منعقد ہوا۔ سارے ملک مین خوشی منائی گئی۔

تقسیم صوبہ بنگال

اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ع مین لارڈ کرزن نے صوبہ بنگالہ کو دو حصون پر تقسیم کیا ایک حصہ کا نام صوبہ بنگالہ قرار پایا۔ اور دوسرے حصہ کا مشرقی بنگالہ اور آسام۔

لارڈ کرزن کی زمانہ وزارت مین بہت سی ریفارم پاس ہوئے جنمین سے نہایت ضروری اور زیادہ مشہور دو ریفارم تھی۔ ایک یونیورسٹی اور دوسرا پولیس ریفارم۔

شاہ تبت کو اس بات پر راضی کیا کہ برٹش ہندوستانی رعایا کو بھی اس بات کی اجازت دیجائے کہ وہ تبت کے ساتھ تجارت کیا کرین۔

ہندوستان کی اوتر پچھم سرحد مین ہمیشہ بدامنی رہتی تھی۔ اسلیے لارڈ کرزن صاحب نے اُس سرحد کو ایک نئے صوبہ سے نامزد کیا جسکا نام نارتھ وسٹرن فرانٹیر پراونس رکھا۔ اور وہان حکومت کرنے کے لیے ایک چیف کمشنر تعنات کر دیا۔

سنہ ۱۹۰۵ع مین سکریٹری آف اسٹیٹ سے کسی بات مین تکرار ہوی۔

اسلئے لارڈ صاحب نے خود ہی استعفا پیش کیا۔

لارڈ منٹو

لارڈ منٹو سنہ ۱۹۰۵ء کے آخر مین وائسرائے ہند ہوکر آئے۔ انکے عہد حکومت مین بہت سے عظیم الشان واقعات ملک مین پیش آئے۔ سب سے پہلے اونہون نے تقسیم بنگالہ جسکی ابتدا لارڈ کرزن کے زمانہ مین ہوئی تھی تکمیل کی۔ اس پر ملک مین ایک غوغا مچا۔ اور طرح طرح کے سازشین شروع ہوئین۔ بم کے گولون سے سیکڑون جانین تلف ہوئین اور اخبارون ورسالون مین طرح طرح کی باغیانہ تحریرات چھپنی شروع ہوئین۔ لہذا گورنمنٹ نے مصلحتا پریس ایکٹ پاس کیا جس نے تمامی مطابع کو منع کر دیا کہ وہ کوئی ایسی تحریر نہ چھاپین جس سے سلطنت سے بدظنی ٹپکے۔

سنہ ۱۹۰۹ء مین ایک کونسل اسکیم ریفارم بھی پاس ہوا جس سے طرز حکومت مین ایک نئی روح پھونکدی گئی۔

سنہ ۱۹۰۷ء مین ہز مجسٹی امیر آف کابل ہندوستان مین سیر کیلیے آئے اور سنہ ۱۹۰۸ء مین ہز مجسٹی جارج پنجم نے جو اسوقت مین پرنس آف ویلز تھے ہند کو اپنے قدم بابرکت سے مشرف کیا۔ لیکن وائسرائے ہند کے زمانہ حکومت مین جو سب سے جانکاہ اور پُردرد واقعہ ہوا وہ ہز لیٹ مجسٹی ایڈورڈ ہفتم شاہنشاہ ہند کی اچانک موت ہے جو ۶۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو ہوئی۔ اُنکے بعد ہز مجسٹی جارج پنجم نے تخت و تاج کو زینت بخشی۔

ذکر لفٹننٹ گورنر صاحبان بنگالہ

اوپر مذکور ہوچکا ہی کہ ہلیڈی صاحب پہلے لفٹنٹ گورنر بنگالے کے مقرر ہوئے بعد انکے ۱۸۵۹ء مین سر جان پیٹر گرانٹ صاحب اس عہدے پر مامور ہوئے اور ۱۸۶۲ء تک حکمرانی کی۔ انکے عہد حکومت مین نیل ساز انگریزون کی تعدیان جو اس مُلک کے کاشتکارون پر از حد تھین موقوف ہوئین پورب بنگالے مین اہالیان فرنگ نے بہت دنون سے نیل کی تجارت شروع کی تھی اور بذریعہ اوسی تجارت کے زمینداریان خرید کر کے رعایا سے بجور و تعدی نیل کی کھیتیان کرواتے تھے۔ اس ضلع ڈھاکے مین بھی نیل کی کوٹھیان بہت تھین۔ اور کاروبار نیل کا کثرت سے ہوتا تھا۔ چنانچہ اُن نیل سازون مین پہلے مسٹر گلاس اور ڈاکٹر ولیم کی کوٹھیان جاری تھین۔ اور مدت تک اُنکا کاروبار خوب چلا۔ بعد ازان مسٹر جے پی وایز نے بڑی اقبال مندی اور ثروت کے ساتھ کوٹھیان جاری کین۔ اور زمینداریان خرید کر کے رعایا سے نیل تیار کروا کے خوب نفع اُٹھایا۔ اس نیل سازی مین انگریزون کو بڑا نفع تھا۔ مگر رعایا کو اُنکی تعدی کے سبب سے بڑی اذیت تھی انکی رعایا زیادہ حصہ مین نیل کی کھیتیان کرتی اور دھان وغیرہ تھوڑی سی زمین مین بوتی تھی جس سے انکا سال بھر کا اذوقہ نہین ہوتا تھا۔

سسل بیڈن صاحب

۱۸۶۲ء مین سر سسل بیڈن صاحب لفٹنٹ گورنر ہوکر ۱۸۶۶ء تک ایالت پر قائم رہے۔ انکے عہد حکومت یعنی ۱۸۶۴ء مین ڈھاکے مین میونسپلٹی جاری ہوئی اور ۱۸۶۶ء مین وثائق کی رجسٹری کا آئین جاری ہوا۔ ۱۸۶۷ء

مین سر ولیم گرے صاحب لفٹنٹ گورنر مقرر ہوے۔ اور ۱۸۷۱ء تک حکمران رہے
اُن کے وقت مین لارڈ میو نے تعلیم انگریزی کا درجہ گھٹانا چاہا تھا
مگر گرے صاحب کی سعی سے گھٹنے نہین پایا ۱۸۷۱ء مین سر جارج
کمبل صاحب لفٹنٹ گورنر ہوئے۔ اور ۱۸۷۴ء تک فرمان روا رہے
اونکے عہد حکومت مین مسلمانون کی تعلیم کے واسطے ڈھاکہ راجشاہی اور
چاٹگام مین مدرسے جاری ہوے اور ۱۸۷۲ء مین پہلے مردم شماری ہوئی
اور اسی سال مین راہ باٹ اور پل وغیرہ کی مرمت اور کہال نالے کھودوانے
کے لیئے روڈ سس جاری ہوئی اور اسی عہد مین سب ڈیپوٹی اور
قانون گو کا عہدہ مقرر ہوا۔ اور کالج و اسکولون مین جمناسٹک کی ورزش جاری ہوئی
۱۸۷۴ء مین سر ریچرڈ ٹمپل صاحب لفٹنٹ گورنر ہوے۔
اور ۱۸۷۷ء تک حکمران رہے اسی عہد کے ۱۸۷۶ء مین زمینداری
اور تعلقات کی کلکٹری مین نام جاری کرنے کا آئین جاری ہوا ۱۸۷۷ء
مین سر ایسلی ایڈن صاحب لفٹنٹ گورنر ہوئے ۱۸۸۲ء تک فرمانروا
رہے انکی عہد حکومت مین بنگالہ کے لوگ ولایت جاکر تھوڑے مشاہرہ
مین سویل سرویس کا عہدہ پانے کا طریقہ نکلا اور صیغہ تعلیم مین اسسٹنٹ
انسپکٹر کا عہدہ قائم ہوا اور معلمان صیغہ تعلیم کے واسطے مشاہرے کا
گریڈ یعنے سالانہ ترقی کا قاعدہ ہوا اور بہت سے دیہات وغیرہ مین ڈاکخانے

کمبل صاحب

مردم شماری

ٹمپل صاحب

نام جاری

ایڈن صاحب

جاری ہوئے سنہ ۱۸۸۰ء مین ڈاک خانون مین منی آڈر جاری ہوا جس سے لوگونکو روپیہ بھیجنے مین بڑی آسانی ہوئی ۔

ٹامسن صاحب

سنہ ۱۸۸۲ء مین سر ریورس ٹامس صاحب لفٹنٹ گورنر ہوئے ۔ اور سنہ ۱۸۸۷ء تک فرمانروا رہے اسی عہد مین ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ کو بہت سے اختیارات دیے گئے اور حقیت رعایا کا آئین جاری ہوا سنہ ۱۸۸۷ء مین سر اسٹورٹ کالون بیلی صاحب لفٹنٹ گورنر مقرر ہوئے اور سنہ ۱۸۹۰ء تک حکمرانی کی ۔

چارلس الیٹ صاحب

سنہ ۱۸۹۰ء مین سر چارلس ایلیٹ صاحب لفٹنٹ گورنر ہوئے انکے عہد حکومت مین تمام سررشتون کی درستگی پورے طور پر ہوگئی ۔ اور وہ پانچ برس تک حکمران رہے ۔ اور سنہ ۱۸۹۵ء مین فرصت لی ۔ اور اُن کے زمانہ فرصت مین سر اے ۔ پی میکڈونل صاحب لفٹنٹ گورنر مقرر ہوئے ۔ اور تھوڑے روز تک اس عہدہ پر فرمانروا رہے ۔

میکڈونل صاحب

میکنزی صاحب

سنہ ۱۸۹۵ء مین سر الیگزنیڈر میکنزی صاحب لفٹنٹ گورنر ہوئے ۔ اور تین برس حکمرانی کرکے سنہ ۱۸۹۸ء مین انگلینڈ واپس گئے ۔

وڈبرن صاحب

اُنکے بعد سر جان وڈبرن صاحب لفٹنٹ گورنر مقرر ہوئے لیکن سنہ ۱۹۰۲ء مین جناب موصوف نے بعارضہ ہیضہ کلکتہ مین انتقال کیا ۔

بورڈی لن

اُنکے انتقال کے بعد مسٹر جی ایے بورڈی لن صاحب نے تھوڑے روز تک لفٹنٹ گورنری کا کام انجام کیا۔ اور اُنکے بعد سنہ ۱۹۰۳ء مین

انڈرسو فریزر صاحب

سر اینڈ روفریزر صاحب نے اس عہدے کو زینت دی۔

انھین کے زمانہ حکومت مین تقسیم بنگالہ وقوع مین آئی اور مشرقی بنگال اور آسام کیلیے دوسرے لفٹنٹ گورنر مقرر ہوئے۔

فُلر صاحب

سر بمفلوٹ فُلر صاحب پہلے لفٹنٹ گورنر مشرقی بنگال اور آسام کے مقرر ہوئے جنکے بعد سر لینسی لاٹ ہیر صاحب لفٹنٹ گورنر مقرر ہوکر

ہیر صاحب

ہنوز فرمانروائی مین موجود ہین۔

بہرہ بست وسوم ذکر نائب ناظمان ڈھاکہ

بہرۂ یازدہم مین مذکور ہوچکا ہے کہ نواب جسارت خان بعد حکومت علی وردی خان مہابت جنگ بعد قتل حسین الدین خان کے نیابت مین ڈھاکہ کے مقرر ہوکر آئے تھے اور بتیس برس تک یہان نوابی کی۔ میر محمد جعفر خان کے وقت مین بھی انکی نوابی قایم رہی جسوقت میر محمد قاسم نے مسند ایالت بنگالہ پر جلوس کیا نواب جسارت خان کو ڈھاکے سے بلوا کر اپنی رفاقت مین رکھا جب میر قاسم نے انگریزون سے سرکشی کرکے آوارہ دشت ادبار ہوکر صوبہ اودھ کیجانب گریز کی نواب جسارت خان اُسکی ہمراہی چھوڑ کر پٹنہ چلے گئے تھے صاحبان انگریز نے انکی سابق حسن

نواب حشمت جنگ بہادر
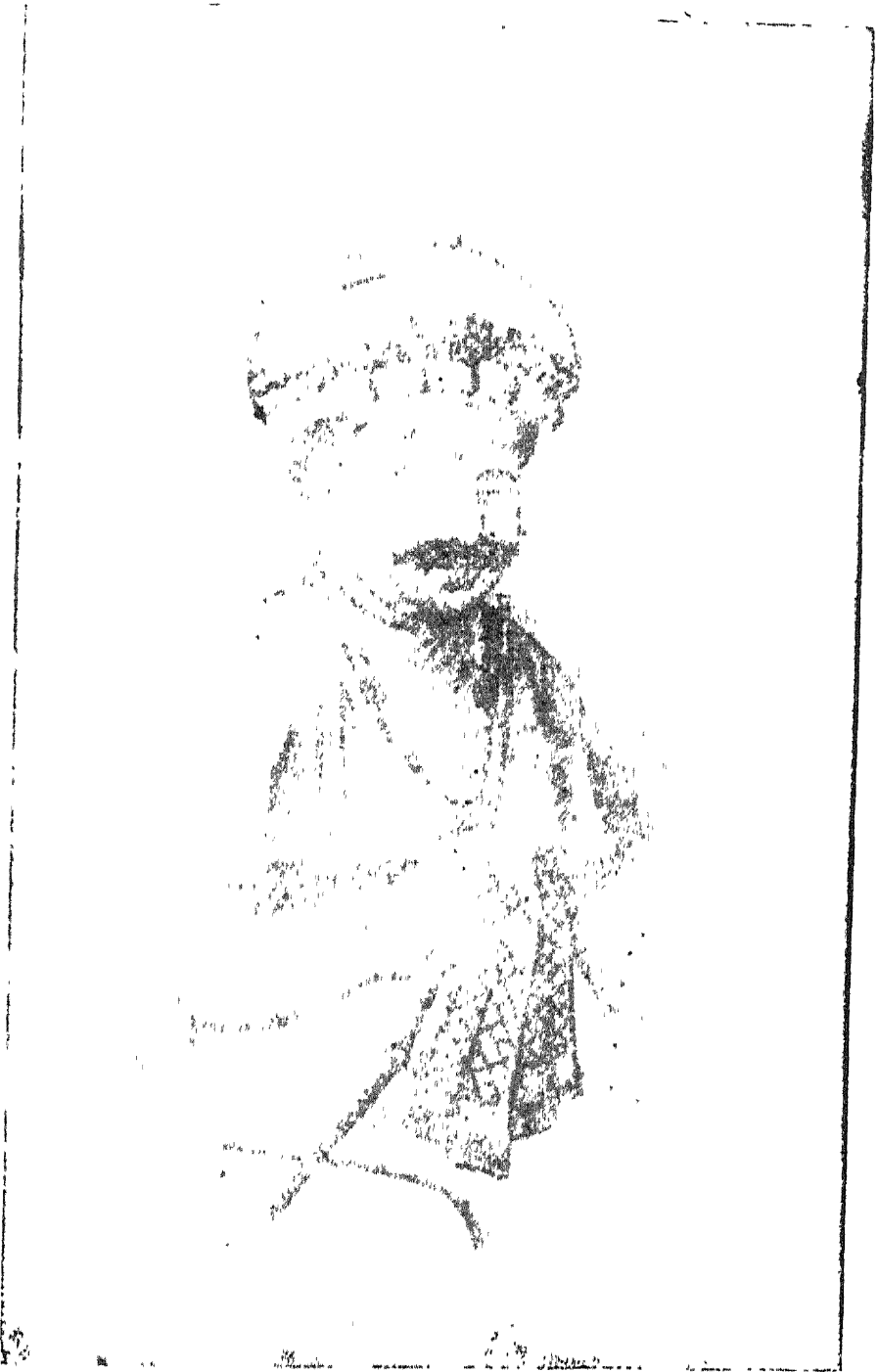
Santi Press, Dacca.

خدمتون کے باعث اُنھین پھر ڈھاکے کی نیابت مین مقرر کرکے بھیجا اور
وہ سات سال تک اُس عہدے پر قایم رہے جب سررشتۂ نظامت
بنگالہ انگریزون کے ہاتھ آیا اور صاحبان انگریز نیابت مین مقرر
ہوے نواب جسارت خان کا پانچ ہزار روپیہ ماہانہ پنشن مقرر ہوا۔
اسوقت نواب جسارت خان بہت کبیر سن اور ضعیف ہوگئے تھے قریب
انتقال کے تھے کہ اُنہون نے اپنے بڑے نواسے سید محمد خان المخاطب
نواب حشمت جنگ کو اپنی پنشن مقرر کروانے کے واسطے نواب گورنر
جنرل بہادر کی خدمت مین کہ اُسوقت لارڈ ہیسٹنگس المخاطب عمادالدولہ
حلاوت جنگ بہادر تھے لکھا گورنر جنرل بہادر نے بلحاظ حسن خدمت
اور حقوق نواب جسارت خان کے بمشورت صاحبان کونسل اونکی پنشن
نواب حشمت جنگ

نواب حشمت جنگ کے نام مین بحال کی اور عزت و صولت نوابی کی جیسی کہ نواب
جسارت خان کی تھی قایم رکھی نواب حشمت جنگ حین حیات مین نواب
جسارت خان کی مسند نشین ہوے اور نواب جسارت خان نے
سنہ ۱۷۸۹ع مین انتقال کیا اور نواب حشمت جنگ نے مدت ہفت سال
مسند نشین رہکر سنہ ۱۷۹۶ع مین اس دار فانی سے نہضت عالم باقی کی کی۔
سنہ ۱۷۹۶ع کی دوم فروری مطابق سنہ ۱۲۰۲ بنگلہ بست و سوم ماگھ کو بمنظوری
نواب نصرت جنگ

نواب گورنر جنرل بہادر کے نواب نصرت جنگ المخاطب بہ انتظام الدولہ نصیر الملک

سید علیخان بہادر نصرت جنگ اپنے بھائی نواب حشمت جنگ کی جانشین ہوے اور بعہدۂ نیابت نظامت
مقرر ہوئی۔ نواب نصرت جنگ نہایت زیرک اور اقبال مند تھے اپنے وقت مین
بڑی رعونت اور تجمل کے ساتھ نوابی کی اُس وقت کے لوگ اُنسے
بہت فیضیاب تھے امیر و فقیر ہر کس انکی ثناخوان اور شکرگذار تھے صاحبان
انگریز سے بھی وہ نہایت اُلفت رکھتے اور اکثر انکی خاطرداریان کرتے
تھے سرکار کمپنی مین بھی بڑے نیکنام تھے۔ عماید شہر سب اُن کے مطیع
و منقاد اور سب طرح راضی و شاکر تھے۔ نواب ناظم مرشدآباد کے یہان
بھی اُنکی بڑی قدر و منزلت تھی چنانچہ اپنے چھوٹے بھائی نواب شمس الدولہ
کی شادی نواب مبارک الدولہ کی لڑکی بدر النساء بیگم کے ساتھ کروائی
تھی اور اس شادی مین اُنکا بڑا نام ہوا مرشدآباد جاکر زر کثیر خرچ کیا
تھا اور نواب ناظم کی سرکار سے بھی بڑے بڑے عطیات اور اعلے
درجے کی قدردانیان ہوئی تھین نواب نصرت جنگ نے ۲۷ سال
نوابی کی وہ نہایت مہذب اور خلیق تھے۔ امیر و غریب سب
سے خندہ پیشانی اور خوشدلی سے پیش آتے تھے اور فقیرون سے
بہت اُلفت رکھتے تھے خطوط عربی فارسی کے عمدہ خوشخط لکھتے تھے۔
اور اکثر طلبہ کو تعلیم دست خاص سے لکھکر دیتے تھے اور ہمیشہ تسبیح و تلاوت
و وظائف مین مشغول رہتے ہر چند کہ مذہب انکا امامیہ تھا مگر حضرت شاہ